

## فہرست مضامین

30	اللہ کی طرف رغبت	9	تصوف کی کتب
30	فقیر امن پسند ہوتا ہے	10	فقیر صاحب امر ہے
32	اسم اللہ ذات کی شرح	10	فقیر حاکم اور امیر ہوتا ہے
32	ظاہری اور باطنی علم	11	فقیر ایک نور ہے
33	استقامت اور عہدیت	13	مجلس محمدی
35	اعمال نیتوں سے ہیں	14	علم حاضرات
35	الست یرکم کاسر	15	انتائے فقر
36	باطن کی راہیں	16	رب بتا در بتا
37	معرفت کی اصل نور ہے	17	اہل مجلس نبوی
39	غرق غیب ہے	18	حسنات عظیم
39	قاضی الحق	19	بیگانہ اور بیگانہ
40	ہر ایک کے لیے گواہ	20	مثنوی
40	دنیا سرائے خیال ہے	21	فقیر یا شاہ ہوتا ہے
41	اسم اللہ ذات کی عظمت	22	کمل - کامل - اکمل
42	اسم اللہ ذات کا فیض	23	مقام سوال و جواب
43	اعمال اور نیت	25	انسان انسان کا آئینہ
44	اللہ کی معرفت	26	مرشد اور فقیر
47	مقرنین کی نیکیاں	27	سلوک باطنی
49	غرق کی اقسام	28	لا الہ اور لاہوت
50	رزق کا معاملہ	29	صاحب سخن

105	دامی فرض
106	مجلس نبویؐ والے
107	در مطالعہ کتب مطلوب
108	ہر طرف اللہ ہی ہے
109	حق و باطن کی تمیز کے لیے علوم
110	مراتب کی اقسام
110	علم دیدار
111	عالموں کی قسمیں
112	دیدار انوار الہی ہے
113	شرح تصور و تصور برزخ
114	اللہ کے کلمات
114	اسم اللہ ذات کا تصور
115	فانی الشیخ
115	نیک و عیث کے ساتھ دعوت دینا
116	شرح فقر عالم
117	اصل کی جانب رجوع
118	نور حق
118	اللہ سے محبت
119	اللہ کا فیض مدام
120	شرح فقر اور اس کا مرتبہ

84	معرفت کی آماجگاہ
85	فقیر کا مرتبہ اور مقام
86	کلمہ طیب شہد ہے
87	علم کا مطلب ہے جاننا
88	تعمیری محفل
89	قوت القلوب
91	اللہ کا ایک بھید
92	شرح ذکر
93	دیدار حق جائز ہے
94	اہل بدعت کلاب ہیں
95	نیک اعمال
96	باطن معصوم فقیر
97	اللہ کے دوست
98	اللہ کے دوستوں کی پہچان
99	معرفت الہی کی قوت
100	تن مردہ جان زندہ
101	قبر شیر کا گھر ہے
102	اللہ تعالیٰ کو دیکھنا
104	جو دنیا میں اندھا ہے
104	اسم اللہ ذات کی برکت

68	مرید و مرشد
68	علم کی کیا اکسیر
69	کیسے اسم اللہ ذات
70	رسول اللہ کا وزیر
71	توفیق کے لائق
72	حق پر چلنے والے
73	تہتر فرقتے
74	اللہ کی نعمتیں
74	مومن کے لیے ہدایت
75	علم ایک نکتہ ہے
76	علم کی تعمیری معنی
76	دنیا ایک بلبہ ہے
77	و کفی باللہ
78	فقر کا ارشاد
79	دنیا کا طالب
80	باطن کی قیمت
81	توفیق ایزدی
81	شرح علم
82	عالم باہمین
84	رب کو دیکھنا

50	تحصیل شناخت ہے
51	ایمان اور ایقان
52	شرح فقر اہل ہوا اور اہل خدا
54	علم حق
55	فقیر شل آئینہ ہیں
56	عارف صراف ہے
57	اللہ کے دوست
58	حیاء ایمان میں سے ہے
59	ہر نفس کے لیے موت
59	دنیا خطاؤں کی جڑ ہے
60	معرفت کیا ہے؟
61	دعوت میں کامل
62	معرفت کی علامات
63	قل کا نکتہ
63	ذکر و فکر، نور معرفت ہے
64	فقیر کی خدمات
65	فقیر اہل توحید اور اہل تقلید
65	بلو شہ اور فقیر
66	فقیر کا مرتبہ
67	دعوت لطف الکریم

139	عارفوں کی نماز	121	فقیر کے لیے مدام دیدار الہی ہے۔
140	فریضہ رشد و ہدایت	122	فقر کا ہر عمل تقاضا میں سے ہے
141	علم تصوف	122	لاہوت و لامکان دیکھنا
142	مرشد اور طالب	123	صاحب یقین
143	مرید پھول کی مانند ہے	124	عالم کائناتی اور فقیر کائناتی
144	سات اعضاء جسمانی	125	علم البلیاں
144	فقیر کے نزدیک تصور دنیا	126	اللہ کا عہد
145	مختلف درجات	127	تحقیق و توفیق
146	کمال کے تکسیری محفل	127	شرح مراقبہ
146	عاشق دیدار	129	دنیا دار فانی ہے
147	شریعت کیا ہے	130	نور کی طرح پاک
148	شریعت قرآن ہے	132	فقر و ادالی اللہ
149	مرشد کا فرض عین	133	علم غیب
149	دنیا کے طالب	133	برکات دیدار
150	سجدہ روبرو	134	راہ محبت
151	مراتب و مناصب جمعیت	135	ترک توفیق
152	فضیلت مسلک قادریہ	136	مرتبہ مرشد کمال
153	جمعیت قرب الہی ہے	136	نفس پرست لوگ
154	مرید لا یرید	137	نماز نور حضور
154	شریعت سراسر قرآن ہے	138	مخلوق اور غیر مخلوق

172	اللہ کا منظور نظر	155	ہر شے قرآن میں ہے
172	شیطان کی انگلی	156	شرح حاکم الحرمین شریفین
174	ایمان بالغیب	156	مرشد کے مراتب
175	قول و فعل	158	خطاب بہ مجموعہ خدا
176	استقامت کیا ہے؟	160	مست السات
176	اسم اللہ ذات اسم باسعی ہے	161	فقیر صاحب بصیرت
177	علم اور عمل	161	دو طرح کے عارف
170	طالب و مرشد	162	شرح اولیاء اللہ
180	طالب کی قوت	163	راہ حق میں مرنے والے
181	اللہ کی محبت اور پہچان	164	گندگی اور بندگی
183	علا محیوں کے وارث ہیں	164	طالبی اور مرشدی
184	علم حضوری	165	انتہا کیا ہے؟
185	علم تقویٰ	165	اسم اللہ ذات کی کنہ
185	فہم فانی۔ اللہ بقی	166	معرفت مشاہدہ معراج
186	عالم باللہ	167	باقص فقیر دعا باز ہے
187	انسان کا انسان آئینہ ہے	167	عین بہ عین مشاہدہ
187	مطالعہ موت	168	فقیر کمال کی صفات
188	اللہ کا طالب	169	اہل تجلیات
189	اسم اللہ کی تفسیر	170	دنیا کی حیثیت
189	اللہ کی جانب رخ کرنے والے	171	عطائے بقاء

## بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ  
عَلٰی رَسُوْلِهِ مُحَمَّدٍ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ اَجْمَعِيْنَ ۝  
اس کتاب کا مصنف غالب الاولیاء عارف خدا و آدم بخور مصطفیٰ تلقین و تعلیم  
دست بیعت کردہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ دست بستہ حضرت غوث الاعظم ہے، بندہ  
مصنف کتاب ہذا فتاویٰ بابو ولد یزید عرف ابوہی ساکن قلعہ شور کوٹ ہے، یہ اور نگ  
زیب بادشاہ عبید اللہ کا عہد ہے۔ اس کی نگاہ ہر وقت حق پر ہی لگی رہتی ہے۔ میں نے اس  
کتاب میں چند ایسے کلمات جمع کر دیئے ہیں جن سے مہملت اور مشکلات کے قفل کھل  
جاتے ہیں۔ ان کلمات خاص کا نام ”امیر الکوین“ رکھا گیا ہے اور پھر انہیں پڑھنے والوں  
کو اولی الامر فتاویٰ اللہ بے حجاب اللہ اور عینہ ملین کا خطاب بھی دیا گیا ہے۔  
تصوف کی کتاب: یہ کتاب تصوف کی کتاب ہے۔ اس میں قرآن مجید کی باتا شیر تفسیر  
بھی پیش کی گئی ہے۔ یقیناً اس کے مطالعے سے انسان کے اندر روشن ضمیری پیدا ہوگی۔  
جان لینا چاہیے کہ ہر طرح کے دنیاوی خزانوں کا تصرف اور پوری پوری عنایت الہی اور  
باطنی معرفت بھی اسی کا جانب سے ہے۔ اس کتاب سے اگر کوئی محض نیک اور بہتر بات نہ  
نکل سکے تو ایک طرح کی بد قسمتی ہوگی۔ اس صورت میں وہ بندہ ہلاکت احوال کا موجب  
بن جائے گا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَأَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَوْهُمَا بِعَمَةٍ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ۝

189	علم النقاء	204	بجانب نور
190	علم و حکمت	205	فرحت ازیلی اور فیض فضل
191	دعوت برائے فقیر لا محتاج	205	سالک کی نگاہ
193	دعوت برائے کاملان	206	فقیر کا وجود
194	خب دنیا	206	ابتداء اور انتہاء
195	شرح دعوت	207	شریعت محمدی کے کرشمات
196	مقام کی مع اللہ	208	طالب صادق اور مرشد کامل
196	انسان کے مراتب	209	قلب کی تصدیق
197	دعوت وجود	209	مطالعہ علم دیدار
198	غیر سے نجات	210	مراتب باقیین ہیں
198	فتاویٰ الرسول	211	مرشد کامل غنی ہے
199	شرح دعوت عظیم	211	باطن کی اقسام
200	اہل القبور کی استعانت	212	سوال کرنا امر محال ہے
200	عارف کامل اور اہل دعوت	213	درجہ فقیر
201	دعوت پڑھنے کے چار طریقے	214	چار اولین مراتب
201	سب سے پہلا فرض	214	مراتب نعم البدل
202	شرح نعم البدل	215	شرف انسانیت
202	اسم اللہ ذات کا تصور عظیم	215	طالب صلوٰۃ کے لیے
203	محبوب اور معشوق کے مراتب	216	اسم اللہ ذات کے اسباق
204	ہمہ اوست		

یعنی سائل کو نہ جھڑکنا اور اپنے رب کی نعمتوں کو بیان کرو۔

دریک تصرف ہر تصرف یافت گنج با عطا رشد در روز پنج  
ہر کہ خواندہ یاقین اور راجہ غم ہر ورق گنج است اکسیر کرم  
واقف اسرار گردد از الہ از مطالعہ با خدا ہامصطفیٰ  
ذکر راہگزار مذکورش مکن غرق فی التوحید شواز راز کن  
ہر کہ یابد کنہ کن عال بود در حقیقت معرفت کامل بود  
ایں مراتب کاملان از حق عطا  
روز اول سبق از علم خدا

فقیر صاحب امر ہے: یہ سارے مرتبے اس شخص کے لیے ہیں جو لایحتاج فقیر اور  
کونین کا حاکم ہوتا ہے۔ اس لیے جان لینا چاہیے کہ فقیروں اور درویشوں کی ہم نشینی ایک  
نعت عظیم اور گراں قدر خزانہ ہے، اس لیے جو لوگ درویشوں کی صحبت سے محروم ہیں  
وہ خزان حق سے بہت دور ہیں۔ یہ سب اس لیے ہے کہ فقیر تو صاحب امر ہوتا ہے۔ اس  
کی مثال یوں ہے کہ اگر کوئی بادشاہ اپنی پوری دولت اور جاہ چشم کے باعث ولی اللہ کے  
رہنے تک پہنچنا چاہے تو وہ اس رہنے تک کبھی نہیں پہنچ سکے گا۔ لیکن اس کے برعکس اگر  
فقیر چاہے تو ہر درجے کے بادشاہ کو اپنے قدموں میں کھینچ سکتا ہے کہ وہ بادشاہ خود بخود ننگے  
پاؤں فقیر کی خدمت میں چلا آئے اور غلامی کو بخوشی قبول کر لے۔

فقیر حاکم اور امیر ہوتا ہے: اس سے یہ امر واضح ہو جاتا ہے کہ دنیا کے بادشاہ  
فقیر ولی اللہ کے زیر حکم ہوتے ہیں۔ لیکن یہ سب کچھ اسی صورت میں ہے کہ اگر فقیر کامل  
ہو۔ فقیر کامل کے تصرف میں دونوں جہاں ہوتے ہیں۔ فقیر ہر حوالے سے فیض بخش ہوتا  
ہے۔ لیکن جو فقیر اپنے نفس کا اسیر ہوتا ہے وہ محض کاذب ہے۔ لیکن وہ بذات خود حاکم اور  
امیر ہوتا ہے۔ جس نے اپنے نفس پر مکمل قابو پا کر اس پر سواری کر رکھی ہو۔ فقیر کامل

چاہے تو دوسروں کو ساتوں ولایتیں بخش سکتا ہے اور اسی طرح اپنے عتب کے ساتھ  
ساتوں ولایتوں کے بادشاہ کو جس طرح چاہے پھینک دے اور ایسا بے نام و نشان کر دے  
کہ اس کی داستان بھی نہ رہ سکے۔

درویشوں کی خدمت و محبت ہر صورت باعث عز و شرف ہوتی ہے لیکن جو بندہ  
درویشوں کا منکر ہے وہ دنیا و آخرت میں خراب و خستہ رہتا ہے۔ فقیر تو سدا حضوری میں  
رہنے والا ہوتا ہے۔ وہ علم دعوت میں کامل اور عامل ہوتا ہے۔ فقیر کی زبان رحمانی نکوار  
ہوتی ہے۔ وہ لفظ کن پر دسترس رکھتے ہیں۔ اس لیے وہ جو کچھ کہتے ہیں جلد یا بدیر ضرور ہو  
کر رہتا ہے۔ فقیر کامل سدا حضوری کے دوام میں ہوتا ہے۔ وہ بذریعہ دعوت الہام یا  
صواب سے فیض یاب ہوتا ہے۔

فقیر امر الہی سے دیگر امور پر غالب آتا ہے کیونکہ تمام امور پر دراصل اللہ ہی  
غالب ہے۔ پھر فقیر امر الہی سے اکیلا بھی اور لشکر کے ساتھ بھی سب پر غالب آسکتا ہے۔  
اللہ کے امر سے دعوت بھی ہے اور شیطان پر غلبہ پانا بھی ہے۔ فقیر ہر حال میں روشن ضمیر  
ہوتا ہے۔ ناقص فقیر اور دردیش ایک طرح سے وہل مسلسل ہوتا ہے۔ اس کے لیے خود  
بھی تکلیف ہی ہوتی ہے لیکن فقیر کامل تو خزانوں پر بیٹھے ہوتے ہیں۔ اور وہ دائمی دیدار  
الہی میں ہوتے ہیں۔ یہ بھی "وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰی اَمْرِہٖ" ہی کے کرشمات میں سے ہے۔  
فقیر ایک نور ہے: فقیر کی انتہائی ہے کہ اس کا علم اس کے حال کے لیے کافی ہو  
لیکن وہ جو لاف زنی کرنے والے ہیں وہ تو حسی دلائل ہوتے ہیں۔ اپنے دعووں میں وہ  
جھوٹے ہیں۔ بعض فقیر ہی فخر تک پہنچتے ہیں۔ بعض بذریعہ حال اور بعض بذریعہ احوال اور  
بعض اہمال کے باعث۔ بعض اقوال کی راہ سے یہ منزل حاصل کرتے ہیں اور بعض بذریعہ  
افعال بہ درجہ پالیتے ہیں۔ لیکن ہزاروں میں سے کوئی ایک ایسا ہوتا ہے کہ سلطان الفخر کی  
معرفت حاصل کرتا ہے۔ ہر لازوال معرفت ہوتی ہے۔ معرفت والے عین جہل کے وصل

سے فیض یاب ہوتے ہیں۔ ان کے لیے مشاہدات ہوتے ہیں۔

لیکن بے شمار فقیر ایسے ہوتے ہیں کہ جنہوں نے صرف فقیروں کا سالباں پن رکھا ہوتا ہے۔ ہزاروں میں سے کوئی ایک ایسا ہوتا ہے جو فقیر کا مقام انتہا حاصل کرتا ہے۔ فقر ایک نور ہے۔ یہی نور ہی سلطان الفقر بناتا ہے۔ اس مقام پر صرف اللہ ہی مد نظر رہتا ہے، وہ اللہ تعالیٰ کا نور نظر ہو چکا ہوتا ہے۔ ایسے فقیر کے لیے ہر لمحہ حضوری میں ہے اس کو خدا تو نہیں البتہ خدا کے ساتھ ضرور کہا جاسکتا ہے۔ فقیر قرب الہی سے ایک ملک عظیم ہے اور اس کی جمعیت قدیمی ہوتی ہے۔ اس ملک میں شیطان الرجیم کا داخلہ ممکن ہی نہیں ہو سکتا۔ اس ملک عظیم میں امن ہی امن ہے۔

فقر سے متعلق چار باتیں ازل، ابد، دنیا اور عقبی ہیں۔ ملک فقر حاصل کرنے والے کی ان پر حکمرانی ہوتی ہے۔ دونوں جہاں اس کے تابع ہو جاتے ہیں۔ فقر کے مراتب یہ ہوتے ہیں کہ۔

فقر رامن دیدہ ام پرسیدہ ام  
ہر حقیقت فقر را خوش دیدہ ام

۔ واضح طور پر بتایا جاتا ہے کہ تمام پیغمبروں نے فقر کے مرتبے کی التجا کی ہے لیکن ہر ایک کو یہ مرتبہ نہیں ملا۔ اس رتبے نے نبی آخر حضرت محمد ﷺ کو پالیا تھا، اس فیض فقر کو آپ نے اپنی امت کے سپرد بھی کر دیا۔ گویا اسی حوالے سے فرمایا گیا کہ فقر محمدی، فقر محمدی ہے۔

فقر کے تین مراتب ہیں۔ ان مراتب میں بے شمار اسرار ہیں۔ فقر کا پہلا قدم طریق ہے۔ دوسرا توجہ، اس توجہ کے باعث حسب خواہش اپنی منزل یا مقام پر پہنچ جاتا ہے۔ اور یہ توجہ محض توفیق الہی سے ہے۔ تیسرا قدم یا مرتبہ غرق فانی النور اللہ ہے۔ اس میں مجلس محمدی میں حضوری ہے۔ اس سے فقیر کا قلب نور ہو جاتا ہے اور اس کے طالب کی حیثیت

کہ طور کی ہوتی ہے۔ اس سطح پر وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح جواب با صواب سنتا ہے، اور اسی طرح کا شخص پیرو مرشد بننے کا اہل ہوتا ہے۔

عام دنیا دار لوگ بھی ہیں۔ ان میں سے کئی اپنے آپ کو پیر بھی کہتے ہیں لیکن وہ گویا ایک طرح سے عورتوں کے پیر ہیں۔ ان کی حیثیت جہاں کی سی ہے جو فنی پکڑے ہوئے ہیں اور ان لوگوں کے جا بجا بل کاٹ رہے ہیں۔ پیر ایسا ہونا چاہیے جو بے نیاز ہو۔ گویا وہ صاحب دعوت برہنہ تیغ ہو۔ اللہ تعالیٰ اسے بے شمار تعریقات بخشا ہے، وہ اللہ کے قرب میں ہوتے ہیں۔ انہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے نور سے نواز رکھا ہوتا ہے اور وہ لی مع اللہ میں غرق ہوتے ہیں اور بلاشبہ وہی لوگ لایحتاج ہیں۔

لیکن وہ لوگ کہ جن کا دل دنیا کی محبت میں سیاہ ہو چکا ہے۔ ان کا وجود باعث بدعت ہو جاتا ہے، ایسے لوگ وہ ہیں کہ جو خود ساختہ پیر بنے ہوئے ہیں۔

مجلس محمدی: دراصل وہ پیر جو مجلس محمدی کو دیکھنے والے ہیں ان کے لیے دو مرتبے ہیں۔ ایک قرب کا اور دوسرا قربت میں نظر پیغمبر کا اور یہ مرتبے توفیق با تحقیق سے ہیں۔ اسی میں مقام جمالیات ہے اور پھر جمعیت بھی ہے گویا مجلس محمدی تو حضور نبی اکرم ﷺ کی زیارت کی مانند ہے۔ اور یہ مجلس ایک طرح کی کسوٹی بھی ہے اور یہی وہ کسوٹی ہے جو سچے اور جھوٹے کی پرکھ کر کے رکھ دیتی ہے۔ اور اس حقیقت کو ہر صورت جان لینا چاہیے کہ ہر طرح کا مرتبہ اور مقام اسم اللہ کے حاضرات سے حاصل ہوتا ہے۔

فقیر کے لیے قرب الہی کے باعث خزانوں کے اسرار کا انکشاف کلی ہے۔ جو اللہ کے دلی ہوتے ہیں وہ گویا کل اللہ ہیں۔ ان پر اللہ کا سایہ ہے۔ باقی سب پر وہ غالب ہیں اور ہر حاجت سے لایحتاج ہیں۔ انہیں تو کسی سے التجا کرنے کی جرات ہی نہیں ہو سکتی۔

اسی طرح جو مرشد کامل ہوتا ہے وہ سچے طالب کو سب کچھ دے سکتا ہے۔ ظاہر میں ظاہری خزانے اور باطن میں باطنی خزانوں پر وہ تصرف بخشتا ہے۔ اس کتب کا مطالعہ مصلوق

طالب کو روشن ضمیر بنانے میں محدود محلوں ہو گا۔ بندہ حق توفیق ایزدی کے ساتھ مرحلہ وار لوح محفوظ کے مطالعہ سے بھی فیض یاب ہو سکتا ہے، یوں اسے دوسرے لوگوں کے نیک اور بد کی بھی خبر ہوتی رہتی ہے۔

اصل اور کامل مرشد وہ ہوتا ہے جو خود بھی گمراہ نہ ہو اور طالب کو بھی گمراہ نہ ہونے دے۔ طالب حق کو بے اطاعت اور مجاہدات کی مشقتوں میں ڈالے بغیر مشلہ الہی سے فیض یاب کر دے۔ یہ مراحل اور مراتب آیات قرآنی کے ناظرات اور حضرات سے حاصل کروا دے۔ طالب حق کو تمام علوم سے متعارف کرا دے اور پھر دونوں جہانوں کا پورا کاروبار ادنیٰ سے ایک نامی کی پست پر رکھا دے۔ اسی کو مردہ دلوں کو زندہ کرنا کہا جاتا ہے، اور یہی حضرات و ناظرات کی کرشمہ سازیاں ہیں۔

علم حضرات: مرشد کے بارے میں بتایا جاتا ہے کہ جو مرشد 'بیر'، 'فقیر'، 'درویش'، 'ولی'، 'عارف باللہ'، 'اہل علم'، 'عالم باللہ' اور اللہ والا حضرات سے ناواقف ہے وہ ناقص ہے۔ اگر اس کے بغیر کوئی کسی طرح کا دعویٰ کرتا ہے تو وہ صاحب باطن کھلوانے کا حق دار نہیں۔

حاضرات و ناظرات کی کئی اقسام ہیں۔ اس کے کئی نشان اور رسوم ہیں۔ حضرات یہ ہے کہ وصل قرب الہی سے بندہ فیض یاب ہو۔ اس کے بعد صورت یہ ہو جاتی ہے کہ جزو سے بھی کل کی شناخت ہو جاتی ہے۔ اسے وہ بھی دکھائی دیتا ہے جو لوح محفوظ پر تحریر ہوتا ہے۔

حاضرات کی پانچ قسمیں ہیں۔ اول حضرات وجود۔ دوم حضرات موجود، سوم حضرات مطلوب، چہارم اٹھارہ ہزار عالم کے حضرات اور پنجم دنیا نفس اور شیطان مردود کے حضرات یہ سارے دین و دنیا کے پانچوں خزانے ہیں۔ حضرات میں طالب کے لیے ہر بار نئے اور انتہائی کرشمات ہیں۔ اور حضرات با توفیق میں بندہ ہر بار تحقیق کرنے کی ضرورت ہی محسوس نہیں کرتا۔ حضرات میں حیات و ممت کے تمام درجات اللہ تعالیٰ دکھا

دیتا ہے۔ لیکن ناقص اور کلاب لوگوں کے لیے یہ درجات نہیں ہیں۔ طالب اگر اپنے طور پر دور و دغائف بھی کرتا رہے اور ساری عمر کوشش رہے تو بھی وہ اپنے مطلب کو نہیں پتا سکتا۔

مرید اور طالب کو یہ حقیقت جان لینی چاہیے کہ حصول طلب، مرید کی مدت اور اتفاقات مرشد حاصل کرنے کے لیے وقت اور دنوں کا شمار بے کار ہوتا ہے۔ لیکن مرشد کامل تو کسی مرید کا ہاتھ پکڑتے ہی اسے حضوری میں پہنچا دیتا ہے۔ اس تکہ برعکس ناقص اور خود ساختہ مرشد ہل مٹول میں دقتیں گزار دیتے ہیں۔ مرشد کامل کی ایک نگاہ ہی پائی ہوئی ہے۔ اس لیے بندے کو مرشد کامل کے حصول کی دعا کرنی چاہیے۔

اسم اللہ سب سے بڑا ہے اور معجز نما ہے۔ یہ راہ توفیق کی چابی ہے۔ اس سے ہر مشکل حل ہو جاتی ہے اور قرب الہی بھی میسر آتا ہے لیکن مرشد بحق کی رفاقت میں نفسانی اور شیطانی تمام آفات و حوادث کا ایک بہت بڑا اڈولم ہے۔ ان تمام کو اگر آپس مکان میں بند کر دیا جائے تو دنیا اس کی چابی توحید اور قرب کے خزانے جمع کر رکھے ہیں اور ان خزانوں کی چابی ہے۔ بینہ اسی طرح انسان کے وجود میں اللہ تعالیٰ نے معرفت، 'ذکر' توحید اور قرب کے خزانے جمع کر رکھے ہیں۔ اور ان خزانوں کی چابی اسم اللہ ذات کی کلمہ کے فہم سے حاصل کرتا ہے۔ اس کے بعد وہ دونوں جہانوں سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔ اسی حوالے سے ارشاد ہے کہ:

”الْفَقْرُ لَا يَخْتَانُ إِلَّا إِلَى اللَّهِ“

اللہ کا فقیر اپنے اللہ کے سوا کسی اور کا محتاج نہیں ہوتا۔

ہر کہ اس راہے نداند لاف زن

ہر کہ داند حضرات آں جان کن

انتہائے فقر: نفس کے حضرات نفس ہی سے ہمکلام ہوتے ہیں۔ اس طرح قلب کے

حاضرات قلب نے ہمکلام ہوتے ہیں۔ اور روح کے حاضرات روح کے ساتھ ہم کلام ہوتے ہیں۔ حضرت محمد ﷺ کے حاضرات اسم محمد سے ہمکلام ہوتے ہیں۔ حاضرات الہی کی رجوع اللہ کی کی جانب ہے۔ اس کے بعد اللہ ہی اللہ ہے۔ تمام حاضرات دراصل مراتب ہی کے نعم البدل ہیں۔ اسم مرشد بھی کیا کا درجہ رکھتا ہے۔ اس سے سچ اور وجود ظلمات ہے۔ اور انہیں حاضرات ہی سے کھولا جاسکتا ہے۔

فقر کے تین مراتب ہیں۔ مکان لاہوت میں انوار الہی کا دیدار ہے، اسی میں اس کے لیے سب کچھ ہے، اس کے لیے سدا کی خاموشی ہوتی ہے۔ بحر توحید میں اس کا غرق ہونا اس کی تمام حاجات سے بے نیازی ہے، اس کے لیے اکملیت ہوتی ہے۔ اسے کوئی حاجت نہیں رہتی۔ جو مرشد اپنے مرید کو حضور حق میں نہ پہنچا سکے وہ نقص زدہ ہوتا ہے۔

کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے حاضرات پہلے ہی روز حاصل ہو جاتے ہیں۔ اس سے بندہ فقیر کے مراتب حاصل کر لیتا ہے۔ وہ نفس پر مکمل طور پر حاوی اور غالب ہو جاتا ہے اور اس سے اس کا ضمیر بھی روشن ہو جاتا ہے۔ اسی کے ساتھ فنا و بقا کے مراتب بھی ہیں۔ جو اصحاب حوصلہ اور مردان حق ہیں وہ سب سے پہلے اور اپنے نفس پر قابو پاتے ہیں۔ ان مراحل سے گزرنے کے بعد معرفت اور حضوری ہے اور پھر مشاہدہ حق ہے۔ اس وقت تک بندہ ہر طرح کی مشقت اور مشاہدے سے بھی بے نیاز ہو چکا ہوتا ہے۔

رب بقادر بقا: ارشاد نبوی ہوتا کہ ہے ”من عرف نفسه فقد عرف ربه“ من عرف نفسه بالفنا فقد عرف ربه بالبقاء“ یعنی جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا اس نے اپنے رب کو پہچان لیا۔ نفس کی پہچان یہ ہے کہ وہ فانی اور رب کی پہچان یہ ہے کہ اسے بقا حاصل ہے۔ گویا نفس فنا در فنا ہے اور رب بقا در بقا ہے۔ یہ مقام عارفوں کی ابتداء ہوتی ہے۔

جو فقیر اہل روح ہوتے ہیں وہ جسم کی طرح ہیں اور جو اہل نفس ہوتے ہیں وہ باطن

میں اہل روحانیت ہوں تو بہتر ہے۔ ایسے اہل روحانیت نفس، حدیث، ذکر، مذکور اور عین حضور میں باشعور ہوتے ہیں۔ ان کے لیے نور توحید میں استغراق ہے۔ مجلس محمدی میں ان لوگوں کی حضوری مدام ہوتی ہے۔ اگرچہ ایسے لوگ ہام مخلوق کے اندر ہی رہتے ہیں لیکن درحقیقت وہ مجلس محمدی میں حاضر ہوتے ہیں، یہ مقام صاحب شریعت فقیر کا ہوتا ہے۔ اس فقیر کے لیے قرب رحمانی بھی ہوتا ہے۔

اور یہ بھی جان لینا چاہیے کہ وہ فقیر جو اہل بدعت ہوتا ہے، وہ دراصل شیطان کا مرید ہے، لیکن صاحب شریعت فقیر اپنے مقام و مرتبہ میں یکلف ہوتا ہے۔ اہل بدعت کی مثال تو بولے کتے کی طرح ہوتی ہے۔ یہ لوگ اپنے وعدے میں جھوٹے ہوتے ہیں۔ ان کے نفس نے انہیں اس اونی حالت پر پہنچا رکھا ہوتا ہے۔ ان کا باطن بھی ان کے ظاہر ہی کی طرح جھوٹا ہوتا ہے۔ وہ صرف اپنی روزی کی خاطر ہر طرح کا بھیج بدلتے ہیں۔ حقیقت میں انہیں روحانیت سے کوئی سروکار نہیں ہوتا۔ انہیں طریقہ یا معرفت کی یکسر کوئی خبر نہیں ہوتی۔ یہ لوگ تو ساری عمر روٹی ہی کا تعاقب کرتے رہتے ہیں۔ یہ جھوٹے اور جعلی فقیر اس قدر سادہ اور لاعلم ہوتے ہیں کہ انہیں اپنے گناہوں اور بد اعمالیوں کا بھی احساس نہیں ہوتا۔ پھر اس حالت میں ان کا ہر دعویٰ جی پر کذب ہوتا ہے۔

اہل مجلس نبوی: ان کے برعکس جو لوگ مجلس نبوی سے فیض یاب ہوتے ہیں وہ عارف باللہ ہیں۔ ان کے لیے محذوب کے مراتب ہیں۔ وہ یکبارگی بھی کئی مقامات اور مراتب حاصل کر لیتے ہیں۔ مجلس نبوی میں پہنچنے کے بعد ان کے لیے نفس، حدیث، ذکر، مذکور کا تذکرہ رہتا ہے۔ یہاں پر ان لوگوں کی جو تربیت ہوتی ہے وہ انہیں نیک اوصاف اور صابر و شاکر بنا دیتی ہے۔ اور یہی ان کے لیے کسوٹی کا درجہ رکھتی ہے۔ اس مجلس میں سچے اور اہل روحانیت اپنے وجود کو سرا سر غور محسوس کرنے لگتے ہیں۔

اس مجلس کا ایک وصف اور خوبی یہ بھی ہے جو صادق اسے دیکھتا ہے وہ پھر اسی

مجلس کا ہو کر رہ جاتا ہے۔

مجلس محمدی ایک طرح سے بہشت ہے۔ جس طرح بہشت میں صرف نیک لوگوں ہی کا داخلہ ہوتا ہے اسی طرح اس مجلس نبوی میں بھی نیک پاک اور طاہر لوگوں کا گزر ہوتا ہے۔ میل پر نجس اور ریاکار لوگ ہرگز باریابی حاصل نہیں کر سکتے۔ ایسے لوگ بہشت، کعبہ، مدینہ اور روضہ نبوی سے دور ہی رہتے ہیں۔ اور یہ بھی حقیقت ہے کہ شیطان میں بھی ہرگز یہ قدرت نہیں ہوتی کہ حضور نبی کریم ﷺ کی صورت مبارک اختیار کر سکے۔ اس میں یہ بھی بہت اور قدرت نہیں ہوتی کہ وہ قرآن، سورج، چاند، کعبہ، مدینہ یا صحابہ کرام اور جناب غوث الاعظم کی صورت بنا سکے۔

اللہ والوں کی حالت توی مح اللہ کی ہوتی ہے۔ اس میں ہدایت الہی کا غلبہ رہتا ہے لیکن جو دنیاوی محبت کے بندے ہوتے ہیں وہ تو سراسر بدعتی ہیں۔

مجلس نبوی کے دیدار کے دو مراتب ہیں۔ یعنی ایک قرب اور دوسرا اسی قرب کے اندر نظر نبوی سے حصول توفیق۔

اسی طرح اس مجلس نبوی میں کئی مقام جلالیت اور کئی جنیت محمود حاصل کرتے ہیں۔ لیکن بعض مہذب مردود بھی ہوتے ہیں۔ یہ سب اس لیے ہیں کہ مجلس نبوی کی حاضری ایک کسوٹی ہے۔ اسی میں سچے اور جھوٹے کی پہچان ہوتی ہے کیونکہ مجلس نبوی کی حضوری کے مراتب محض اسم اللہ ذات کے حضرات سے ہوتے ہیں۔

حسنات عظیم: اگر حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر نبی اکرم حضور خاتم النبیین تک تمام انبیاء، اصفیاء، مرسلین اور پیغمبروں کے سارے ثواب جمع کیے جائیں۔ اور اسی طرح تمام اولیاء، غوث، قطب، ولی، اوتاد اور ابدال وغیرہ کے سارے ثواب بھی جمع کیے جائیں ان کے ساتھ ساتھ فرشتوں اور مومن مسلمانوں اور نیک انسانوں اور جنوں کے سارے ثوابوں کا مجموعہ بنایا جائے تو ان سب مجموعوں کو حسنات عظیم کہیں گے۔ اور یہ

سب کچھ اور ان کا ثواب اسم اللہ ذات کے تصور سے ہے اور اسی تصور اسم اللہ ذات سے یہ سب حاصل ہو سکتا ہے۔ اس کے برعکس تمام گناہگاروں، کافروں، مشرکوں، کاذبوں، خطا کاروں اور قصور واروں کے سب گناہ اور ساری خطائیں جمع کی جائیں تو وہ سب گناہ کبیرہ کہلائیں گے۔

یگانہ اور بیگانہ: اے لوگو! اس حقیقت کو جان لو کہ اپنے پروردگار سے غافل ہونا گناہ کبیرہ کی بنیاد اور جڑ ہے۔ اس لیے جو لوگ دنیا دار ہیں وہ اہل نفس اور اہل ہوس ہیں، ان لوگوں کا اہل حضور کے ساتھ کوئی میل ہی نہیں ہے۔ اہل دنیا تو افسانہ دانی کی راہوں پر ہوتے ہیں۔ یہ لوگ اللہ سے بیگانہ ہوتے ہیں لیکن اللہ والے تو اپنے اللہ سے یگانہ ہیں۔ اس لیے بے گناہ اور یگانہ کبھی ایک مجلس کی نعمت نہیں بن سکتے۔ جو یگانہ ہوتا ہے وہ علم اور نور کی برکت سے ہے اور علم کا نور عالم کے حضور سے شرف کرنے والا ہے۔

معلوم ہونا چاہیے کہ حضوری بھی دو طرح کی ہے۔ ایک وہ اسم ذات کے تصور سے حاصل ہوتی ہے اور دوسری وہ جو بلا تصور صرف ذکر، فکر، مراقبہ اور اعضاء کے اعمال سے حاصل ہوتی ہے۔ لیکن جو لوگ ناقص ہیں وہ اس سے محروم ہیں، ان کے لیے یہ سب وہمی اور خیالی باتیں ہیں۔

اسی طرح سے تصور کی بھی دو قسمیں ہیں۔ یعنی ایک ہامشلہ حضوری، اس میں قرب باتوفیق ہے۔ دوسری قسم بے حضوری ہے۔ وہ تو سراسر شیطانی اور نفسانی حرص و ہوا کی تاثیر سے ملتی ہے۔ اس میں نقص ہوتا ہے۔

انلی لذت اور ابدلی لذت دراصل متفق ہیں اور پھر اسی طرح دنیاوی لذائذ، آخرت کے لذائذ یعنی حورو قصور اور جنت کی نعمتوں کی فراوانی وغیرہ سے متفق ہیں۔ لیکن نور خدا کی لذت اور ہی بات ہے۔ اس لذت کی موجودگی میں یہی چاروں لذتیں وجود بشری سے نکل جاتی ہیں۔

لذت دیدار بہ دیدار دیدار  
لذت دیدار بہ دیدار دل میں  
ہر کہ را لذت شد وحدت لقا  
لعت بر زندگی آں ہے حیا  
یعنی و من کان فی هذه اعمی فهو فی الآخرة اعمی (جو اس دنیا  
میں اندھا ہے وہ آخرت میں بھی اندھا ہی رہے گا) یہ اندھا ہونا بیانی اور بصارت کا اندھا  
ہونا نہیں ہے بلکہ اس سے بصیرت کا کوہن اور علم کے نور سے محرومی بھی مراد ہے۔  
قطعہ:

ہر کہ استجائے نہ بیند بے نصیب  
بے خبر از معرفت الہی از رقیب  
روئے سیاہ بہ بود از دل سیاہ  
دل سیاہ شد از حب دنیا عزو جاہ  
اگر تو آجائے تو یہ سب کچھ دیکھ لے بصورت دیگر شیطان لعین کے نرختے اور قید  
میں رہ۔

بہ ہیں قدرت بہ ہیں وحدت حضورش  
بہ ہیں رحمت پر از ہم ذات نورش  
اس کے بعد اللہ بس باقی ہوس۔

اگر حجاب کنی از خدا فرشتہ شوی  
چنانچہ مسکینی از مردوں حجاب استخا

مشنوی

بیس امروز چوں گویند فردا بعین از عین بینم نیست پروا

بینم با چشم عین العیانی چو زہد قلب روح و نفس قلبی  
خل بست بصورت کے تواند شرف شد حضوری راز دانہ  
زخم و اقرب شود پیغام دائم وجود و الملل زان گشت قائم  
فقیر آں کس کہ ایسا جاسن رسیدہ زخیر حق ہمہ اند فخر بریدہ  
نماندہ احتیاج ذکر مذکور حضوری ہا حضور است نور بانور  
نماندہ چچ پردہ چشم باز است حقیقت حق بیدہ عین راز است  
زہ دولت بیدہ حق لقا شد قلب قلب زودت حق لقا شد  
نہ آنجا علم نے غو نحلے قل است لاہوتی را لہوت با جمال است  
نماندہ برہم افسوس امارا بہ بینم سر نہیں آشکارا  
دو دل رانیست راہ یکدلی طلب کن کہ غیر لا شوعے از دل سب کن  
یارے طالباً بے سر بیانی سرے از سخن جدا کن راہ نمائی  
باہو باہو فنا باہو بقا شد کہ اول و آخر از ہو لقا شد  
کہ ہو عینک شدہ چشم باہو میاں از ہو بہ بیند یافت ہو  
کے منکر زہو مردود گردد بجز ہوئے باہو نیست گردد  
خل بست بشل بے مثال است زخود رفتہ شود باحق وصال است  
فقیر پادشاہ ہوتا ہے جس شخص کو توفیق بیزدی "لی مع اللہ فنا فی اللہ"  
سے قرب اسی نصیب ہو جاتا ہے اس کے لیے پھر ظاہری و درو طائف ذکر فکر اور اعمال  
ظاہری کی طرف متوجہ ہونا گناہ ہے۔ یہ ایک نہایت احتیاط طلب مقام ہے۔ اس میں دیکھنے  
والوں کے لیے کئی طرح کی غلط فہمیاں پیدا ہو سکتی ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے غوث قطب  
بنزلہ امرا اور فقیر بنزلہ پادشاہ ہوتے ہیں اور پادشاہوں کا اصل کام تو عدل و انصاف ہوتا  
ہے۔ اسے محنت و مشقت کرنے کی نہ تو ضرورت ہوتی ہے اور نہ محنت و مشقت اس کے

لے واجب سمجھی جاتی ہے۔ اس پس منظر میں اللہ والے رو برو مشرف بہ حضور ہو کر کلام کرتے ہیں۔

اسی حوالے سے ارشاد باری ہے کہ

”فَإِنَّمَا تَوَلَّوْا أَنفُسَكُمْ وَجْهَ اللَّهِ“

یعنی تم جس بھی طرف اپنا رخ کرو، اسی طرف اللہ تعالیٰ کا رخ ہو گا۔

ہر طرف نینم پیام ذات نور

ہر کہ از خود بگزر د یابد حضور

اللہ تعالیٰ کے سوا بقی سب ہوس انسانی ہے۔

روشن ضمیر راچہ غم از اخلاط خلق

دریا عشت خاک مکرر کے شود

اور اللہ تعالیٰ کی توفیق سے یہ مرتبہ اس شخص کے لیے ہے جس کا قلب ہی بمنزلہ

اور مرحلہ دار وحی ہو جاتا ہے۔

تا گلو پر مشوکہ دیک آء

آب چنداں مخور کہ ریک آء

جو اللہ کا بندہ ہر حال میں کامل ہوتا ہے اس کی خوراک اس کا مشاہدہ ہی ہوتی ہے

اور اس کا سونا جاگنا اور خواب دیکھنا بھی سب مشاہدہ ہوتے ہیں۔ یہ مرتبہ اسی شخص کا ہوتا

ہے جس کی روح کو اللہ تعالیٰ نے وحی کا درجہ دے رکھا ہوتا ہے۔ اس شخص کو اس کی

روح وحی کا حکم کرتی ہے۔

چوں معدہ بود خلل از طعام

دراں وقت معراج باشد تمام

مکمل، کامل، اکمل: مگر مکمل کون ہے، کامل کس کو کہتے ہیں، اس کامل شخص کے

بے کھٹانا نہ کھٹنا برابر ہوتا ہے وہ بھوکا رہے یا پیٹ بھرا ہوا ہو یہ اس کے لیے نہ تو باعث فقاہت ہے اور نہ سستی ہے اور نہ ہوشیاری اور نہ کسل مندی۔ اس کا جاگنا یا سونا دونوں

برابر ہیں۔ اور یہ مرتبہ وحی کے اسرار میں سے ہے۔

خام راستی بود از ہم خیال

مست راہوشیار گرداند وصل

مکمل اور کامل کے بعد اکمل وہ شخص ہوتا ہے جو بذات خود علم معرفت کا عامل ہوتا

ہے۔ اس کو ہم روحانی اصطلاح میں ایسا جانور بھی کہہ سکتے ہیں کہ جو اسی قدر بوجھ اٹھا سکے

جتنا بوجھ اس پر ڈال دیا جائے گا یا لدو جانور۔ اور جان لو کہ یہ درجہ اور رتبہ اسی شخص کا

ہو سکتا ہے جس کی زبان کو اللہ تعالیٰ نے بمنزلہ وحی بنا رکھا ہو۔ ایسے خوش بخت کو تو قرب

الہی سے پیشکش آتے ہیں۔ اس بندے کے لیے ہر بلند مرتبہ اور مقام ہوتا ہے لیکن اس کا

مرتبہ پیغمبر کا مرتبہ نہیں ہوتا۔ اس مرتبہ پر وہ بندہ سدا مجلس نبویؐ میں حاضر رہتا ہے۔ اس

کے لیے دائمی حضوری کے نظارے اور مشاہدے ہوتے ہیں وہ اولیاء اللہ سے اور علماء

بلند سے بھی پیشکش لیتا رہتا ہے وہ دوسروں کو پیغام دیتا بھی رہتا ہے۔

لیکن اس حقیقت کو جان لینا چاہیے کہ دعوت پڑھنے کے لائق اور اہل وحی ہوتا

ہے جو حضور نبی اکرم ﷺ سے پیغام لے سکتا ہو۔ اس کا وجود نور ہو، اس کے مد نظر سدا

اللہ تعالیٰ ہی رہے۔ اس طرح کا اللہ والا اللہ تعالیٰ کا نور نظر ہو کر منظور نظر ہو جاتا ہے۔

مقام سوال و جواب: اے لوگو! اس درجے اور مقام کو جان لو کہ مجلس محمدیؐ کوئی

معمولی مقام نہیں ہے۔ اس مجلس میں جانا گویا سوال و جواب کا حاصل کرنا ہے، اس لیے

اس مجلس محمدیؐ کا داخلہ کوئی عام امر نہیں ہے۔ اس مجلس میں بندہ باطن ہم صحبت اور ہم

خن ہوتا ہے۔ اسے لے جانے والا خود ہی جب چاہتا ہے اسے مجلس محمدیؐ میں لے جاتا

ہے۔ جو بندہ حضوری اور قرب محمدیؐ سے مشرف اور فیض یاب ہوتا ہے اس پر تمام

انسان انسان کا آئینہ: اللہ تبارک و تعالیٰ جس شخص کو فقیر کی ہدایت اور ملک اور ولایت کی انتہا پر پہنچاتا ہے۔ لوگ اس کے بارے میں طرح طرح کی قیاس آرائیں کرتے ہیں ایسے لوگوں کو عالم آدمی تو خطی سمجھتے ہیں اور اس کے گھر کے لوگ ایسے شخص کو احمق تصور کرتے ہیں۔ لیکن اصل حقیقت یہ ہوتی ہے، ایسے اللہ والے تو حقیقت و معرفت والے ہوتے ہیں اور جو لوگ ان کے بارے میں غلط قیاس آرائیں کرتے ہیں دراصل وہ خود بے عقل اور گمراہ لوگ ہوتے ہیں۔

فرمان رسالت اس طرح سے ہے کہ

الْعَقْلُ يَنَامُ فِي الْإِنْسَانِ الْإِنْسَانُ مِرَاتٍ الْإِنْسَانُ الْإِنْسَانُ مِرَاتٍ  
الرَّبِّ

”یعنی انسان کے اندر عقل ہوتی ہے۔ اور انسان انسان کا آئینہ ہے۔ اور انسان رب کا آئینہ ہے۔“ عارف باللہ اور اہل نظر لوگوں کو پہچاننے کے لیے دلی کی نظروں کی ضرورت ہوتی ہے۔ انہیں پہچاننے کے لیے خاص بصیرت اور بصارت چاہیے، نہیں تو ظاہری جسمانی آنکھیں تو جانوروں میں بھی ہوتی ہیں۔ یہ جسمانی آنکھیں تو سور، رچھ، گائے اور گدے بھی اپنے سروں میں رکھتے ہیں۔

جان لو کہ عقل دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک قسم کی عقل کل ہے یعنی جو لازوال ہے اور دوسری قسم کی عقل جز ہے۔ اسی لیے فرمان رسالت ہے کہ

”لا فرق بین الحيوان والانسان الا بالعلم“

انسان میں اور حیوان میں اس کے سوا اور کوئی فرق نہیں ہے کہ انسان کا تعلق علم سے ہے۔ گویا حیوان اور انسان میں فرق صرف علم کا ہے۔

آنچه مطلب بود کلی باقم  
کس نے باید کہ پنہا ساختم

اجوال عیاں ہو جاتے ہیں۔ اسے سب کی واقفیت ہو جاتی ہے۔ یہ اسم اللہ ذات کے حاضرات کے تعارف سے اور بھی سہل اور آسان ہو جاتا ہے۔ لیکن خوئے، بوئے، خلق، علم، حلم، ترک، توکل، ارادت، سعادت، اجازت کا حکم، فقیر کی ہدایت، فنا و بقا کی اجازت و عنایت رضا اور صبر اور حیاء اور لاج پر اس درجہ پر فائز ہونا کہ جس پر نبی اکرم ﷺ تھے۔ یہ ناممکن اور از حد مشکل ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی عنایات سے مشکلات تو ضرور آسان ہو سکتی ہیں۔

اسی طرح کامل مرشد بھی معاون و معین ہوتا ہے۔ مرشد غالب الامر ہوتا ہے۔ اس کو سالار قافلہ کا درجہ حاصل ہونا معرفت الہی سے فیض یاب ہونا، غرق فانی اللہ ہونا، ذکر، فکر، مراقبہ، مکاشفہ، تجلیات، اٹھارہ ہزار عوالم کی سیروساحت کر لینا یہ سب آسان کام ہیں لیکن وجود میں وسیع رکھنا از بس مشکل ہے۔

اے شخص تو لوگوں کی تکلیف، خلقت کے دکھوں، ملامت غیبت اور تکلیف سے رنجیدہ نہ ہو۔ یہ تمام بوجھ اپنے اوپر بڑی ہی بردباری کے ساتھ اٹھائے رکھ لیکن تو دوسرے لوگوں کو دکھ نہ دے۔ جواباً ان لوگوں کو تو نہ ستا۔ کیونکہ تیری نجات اسی میں ہے کہ تو دوسروں کے لیے باعث ازار نہ ہو انہیں تیری ذات سے دکھ تکلیف نہ پہنچے۔ اس سلسلے میں تیرے سامنے حضور نبی اکرم ﷺ کا اخلاق رہنا چاہیے۔ کیونکہ تجھے معلوم ہونا چاہیے کہ حضور جلال مرتبت کو جب کافروں، دشمنوں، کاذبوں، منافقوں اور جاسدوں نے حد سے زیادہ ستایا اور رنجیدہ کیا تو اس وقت نبی اکرم ﷺ نے یہی فرمایا تھا کہ:

”يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ رَبِّكَ يُرِيدُ لِيُخَلِّقَ مِنْكَ خَلْقًا“

”اے محمد کے پروردگار! کاش تو نے محمد کو پیدا ہی نہ کیا ہوتا“ اس لیے اے بندے جب حضور گرامی قدر عالی مرتبت کی یہ حالت اور کیفیت تھی تو پھر کسی دوسرے کی کیا مجال ہے کہ وہ اس حالت میں دم مار سکے۔

ایں خزانہ نصیب با شعور  
سے شناسد عارفان اہل حضور  
پاہو در ہو گم شدہ فی اللہ فنا  
نام پاہو متصل شد با خدا

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَمَا كُنْتُمْ

یعنی تم جہاں کہیں بھی ہو اللہ تمہارے ساتھ ہے۔

**مرشد اور فقیر:** مرشد کی مثال اس دنیا میں ایک کسوٹی کی سی ہے۔ اور پھر جو درجہ حضوری ہے وہ من جانب اللہ ہے۔ گویا حضوری حکیم کا تعلق اور حصول حکیم سے ہے۔ جو کامل مرشد ہوتا ہے وہ بحکم الہی بعض اوقات کامل مرید کو پہلے ہی اور مکمل کر دیتا ہے اور یوں طالب مکمل ہو جاتا ہے۔ جو مرشد خود کامل ہوتا ہے وہی مرید کو کامل بنا سکتا ہے۔ اسی طرح جو مرشد جامع ہوتا ہے اسی کو اختیار ہوتا ہے کہ وہ مرید کو جامع بنا سکے۔ جس مرشد کے پاس نور ہے وہ روز اول ہی اپنے مرید کو بھی نور بنا سکتا ہے۔ لیکن مرشد کے یہ تمام مراحل فقیر کے بنیادی اور ابتدائی مراحل ہوتے ہیں۔ فقیر تو مرشد سے پہلے ہی فقیر کے مراتب پر پہنچ جاتا ہے۔ ویسے بھی فقیر کا اپنا کوئی مقام یا مرتبہ نہیں ہوتا۔ اس کی کوئی منزل بھی نہیں ہوتی اس کے سامنے تو سدا مقام فنا و بقا ہی رہتا ہے۔ یعنی فقیر کا درجہ مکمل یہی ہوتا ہے کہ وہ اپنی ذات کے حوالے سے اس ذات کے ساتھ مل جاتا ہے۔

اے نادان لوگو! تم فقیر کے مقام و مرتبہ کو ہرگز نہیں سمجھتے، فقیر وہ ہوتا ہے جو اللہ ذات سے بقی ہو۔ اس کی بقا ذات الہی سے ساتھ ہو۔ اس فقیر کے اوپر سدا اللہ تعالیٰ کا اثبات رہتا ہے۔ اللہ کے سوا کسی اور کے ساتھ فقیر کا تعلق واسطہ ہی نہیں ہوتا۔ اس حوالے سے فقیر کے لیے زندگی یا موت یکساں ہوتی ہے۔ یہ صاحب نظر فقیر ہوتے ہیں۔ ہر

ملک کے بادشاہ پر دراصل فقیر ہی غالب اور حاکم ہوتا ہے۔ فقیر تو ایک ہی نگاہ میں پوری زمین کو سونا بنا سکتا ہے، اسے چاندی میں بدل سکتا ہے۔

اے سلوہ اور بے سمجھ لوگو! فقیروں کو اللہ تبارک تعالیٰ نے بہت مراتب دے رکھے ہوتے ہیں۔ احمق لوگ تو طلب دنیا میں جانوروں سے بھی بدتر ہو جاتے ہیں۔ لیکن وہ پھر بھی معرفت کے دعوے دار ہوتے ہیں۔ ایسے لوگ سراسر کاذب ہوتے ہیں۔ وہ تو نفس کے قیدی بن چکے ہوتے ہیں۔ وہ ایک طرح سے مردہ دل ہو چکے ہوتے ہیں، ان کے لیے شرمساری کے سوا کچھ نہیں ہوتا ہے، ان لوگوں کی تو ان سے روح بھی بیزار رہتی ہے۔ وہ لوگ باطن کے کورے ہوتے ہیں۔ لیکن وہ لوگ اہل باطن ہوتے ہیں وہ حق کی جانب مائل رہتے ہیں۔ اور فقیر لوگ سلوک سے متعلق نہیں ہوتے ہیں بلکہ ہر مقام اور سلوک کی منزل فقیر کی نگاہ میں ہوتی ہے۔ اسے ہر طالب کی طلب کے بارے میں بھی علم ہوتا ہے۔ انہیں تو یہ علم ہوتا ہے کہ محمود کون ہے اور مقصود کمال ہے۔ پھر اسی طرح مردود کون ہے اور مرتد کون ہے۔

**سلوک باطنی:** اے لوگو! اس حقیقت کو جان لو کہ جس طرح ظاہری علوم بکثرت ہوتے ہیں اسی طرح باطنی سلوک بھی بے شمار ہیں۔ ان کا شمار کرنے کے لیے دفتروں کے دفتر درکار ہیں۔ لیکن یہاں پر بھی صرف دو قسموں کا ذکر کیا جاتا ہے۔ ایک سلک کامل ہے او دوسرا سلک ناقص۔ سلک کامل میں بسط، سکر، سو، ذکر، فکر، مراقبہ اور مکاشفہ عین بہ عین ہے۔ سکر ایک مدہوشی کی حالت ہوتی ہے اس کی ابتداء اور انتہا دونوں حالتوں میں قرب الہی ہے۔ سلوک کی بنیاد معرفت الہی پر استوار ہے۔ اس سے حقیقی سالک ناقص محض ہوتا ہے۔ اس حالت میں ہر طرح کی محنت اور مشقت بھی اکارت اور بے کار ہوتی ہے لیکن اس بیکار محنت و مشقت کو اگر کوئی کسی طرح کا عمل اور مرتبہ وغیرہ سمجھے تو یہ بھی اس کی نادانی اور حماقت ہوتی ہے۔ ایسے لوگ درحقیقت گمراہی کے جنگل میں پڑے ہوئے ہیں۔

هر که شد مخدوم از خدمت فقر  
نظر فقرش به بود از سیم و زر  
خس را آدم کند مایک نظر  
بس بود تعلیم علم از سر بسر

گر جوئے کور چشمے را بہ یمن  
کے بہ پسند کور چشمے بے یمن

گردن بزن ایں تا قصا طالب طلب  
طلب کن اے طالبان کمال برپ

جو اہل مجلس اور اہل معرفت ہوتے ہیں وہ اپنی مجلس روحانی کے باعث حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح قم باذن اللہ کے مرتبے پر ہوتے ہیں، اسی درجہ سے وہ ایک دوسرے سے ہم کلام ہوتے ہیں، یہ اسم اللہ ذات کے تصور کمال کے بعد کی ہے۔ اس میں غور و فکر کی ضرورت ہوتی ہے، اسی حوالے سے فرمان رسالت یوں ہے کہ:

”تفکر ساعة خیر من عبادات الثقلین“

گویا ایک ساعت تفکر اور غور و فکر، دونوں جہان کی عملوت سے بہتر ہے۔ لیکن اس طرح کے تفکر کا سیر طبقات سے کچھ تعلق نہیں ہوتا یہ ثانی اللہ کی جانب سوچ ہوتی ہے۔ اس میں مشاہدہ کے لیے اشتراق ہے۔

اللہ کی طرف رغبت: ارشادی باری اس طرح سے ہے کہ ”وَإِلَىٰ رَبِّكَ فَارْغَبْ“ (اے محمد) اپنے رب کی جانب رغبت کر۔ اسی رغبت کے حوالے سے جو فقیر اسم اللہ ذات کی طرف سے توفیق کے باعث اپنے نفس پر قابض اور حکمران ہے، ثانی اللہ، روشن ضمیر، عارف باللہ، صاحب کیمیائے نظر، باطن مفاسد، حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر رہتے ہیں، پھر وہ لوگ جو ظاہری اور باطنی امور میں ماہر ہوتے ہیں۔ وہ اللہ ذات اور اللہ ذات کے حضرات سے تعارف کرنے پر مختار ہوتے ہیں۔ ان کے سامنے دونوں جہانوں کا تماشا اس کے ناخن کی بشت پر ہوتا ہے ایسے شخص کو اپنی الہیوں میں قلم تھانے کی ضرورت نہیں ہوتی لیکن جو اللہ ذات کے تصور اور اسم ذات کے تصرفات کا انکار کرنے والا ہے۔ وہ کاذب اور بے دین ہوتا ہے۔

فقیر امن پسند ہوتا ہے: جو اللہ کا عارف ہوتا ہے اسے تو لاہوت و لامکمل سے قوت حاصل ہوتی رہتی ہے۔ اس کے لیے مدام قرب الہی ہی ہوتا ہے۔ اور وہ خود صاحب

ظاہر ہوتا ہے۔ جو عارف ولی اللہ کے درجے پر ہوتا ہے۔ وہ سدا توحید و وصل ہی میں مستغرق رہتا ہے۔ اس کے لیے جو علم لوح محفوظ پر ہوتا ہے سارا عیاں رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس پر تمام علوم مشکف کر دیتا ہے۔ لیکن ولی اللہ اپنی اس حالت کا اعلان نہیں کرتا۔ جو اعلان کرتا ہے وہ عارف باللہ نہیں ہوتا۔

فقیر کی یہ خوبی ہوتی ہے کہ وہ امن پسند اور صلح کل ہوتا ہے۔ وہ تمام عالم کی پاکیزگی کے بند دوست پر متمکن ہوتا ہے۔ اس کے سامنے عجبی بھی واضح ہوتا ہے۔ اور یہ درجہ اسے دین کے تعارف کے حوالے سے میر آتا ہے۔ یہ مراتب صلح کل فقیر کے ہوتے ہیں۔

ہر تعارف در علم آدرہ ایم

ہر تعارف ترک کردہ ایم

پھر اسی طرح جو فقیر اپنے فقر کے حوالے سے فقر فی اللہ میں کمال ہو چکا ہوتا ہے۔ اس کے لیے پھر ذکر، فکر، مراقبہ اور مقام وغیرہ کی زیادہ اہمیت نہیں رہتی۔

اسی سلسلے میں ایک قطعہ یوں ہے کہ:

مردہ دل عالم بود بے معرفت زندہ دل عالم بود عینی صفت  
مردہ دل زندہ کند بایک نظر موسیٰ را تعلیم شد علم از خضر  
پس اس طرح معلوم ہوتا ہے کہ کل اپنے جز سے لاجتہاج رہتا ہے، لیکن جز تو ہمہ

وقت اپنے کل کا محتاج ہی رہتا ہے۔ اور لوگوں کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ فقیر کل ہوتا ہے اور دیگر مراتب بمنزلہ جز ہوتے ہیں۔ اور قادری وہ ہوتا ہے جو تمام مقامات کو صرف اپنی نظری سے طے کر لے۔ اس کے تو طالب بھی ایک ہی نظر میں امتحان تک پہنچ جاتے ہیں۔ قادری کو اللہ تبارک تعالیٰ یہ توفیق دیتا ہے کہ وہ بے باطن قرب الہی سے سنا ہے۔ اس لیے قادری کے سامنے حجت کرنے والا بے ادب ہو جاتا ہے۔ اور یہ بے ادبی ایک برا مقام ہوتا ہے۔ اس لیے جو قادری کا دشمن ہوتا ہے، سراسر وہ ناقص ہوتا ہے اس کی کیفیت تاریک

کی ہوتی ہے۔ لیکن زندہ قلب صاحب اختیار ہوتا ہے اور وہ لازوال رہتا ہے۔

ہو غش را سد گرداند نظر  
نظر ناظر را بود روح الامر

اسم اللہ کی شرح: اے اللہ والے تو اس حقیقت کو بخوبی جان لے کہ توریت انجیل، زبور اور قرآن کے جو علوم ہیں، علم کیا، علم احادیث نبوی، علم صحائف خواب و الہام اور جملہ تمام پیغمبروں کا علم، ظاہر باطن اور علم و حکمت جو بھی حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت محمد ﷺ تک ہے تمام مخلوق کے علوم اور علم کن فیکون، اٹھارہ ہزار عوالم، لوح محفوظ عرش و کرسی، علوم ازل وابد اور دنیا و عقبی اور دیدار مشرف جو بھی ہیں یہ سب اسم اللہ کی شرح ہیں۔

اس لیے جو شخص فقیری میں قدم رکھتا ہے اس کے لیے یہ سب سے پہلے لازم ہوتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو علم ظاہری و باطنی میں خوب آزمائے کیونکہ اگر وہ کذب اور جمل ہو گا تو اس کے لیے پریشانی اور جنون ہے۔ اس کے لیے رجعت کے سوا اور کچھ نہ ہو گا۔ اسی سلسلے میں حضور نبی اکرم ﷺ کا فرما ہے کہ "و من تزهد بغير علم فلی اخر عمره او مات کافرا" یعنی جس نے زہد کو علم کے بغیر اختیار کیا وہ آخری عمر میں کافر ہو کر مرتا ہے۔

ظاہری اور باطنی علم: علم دو قسم کا ہوتا ہے ظاہری اور باطنی۔ ظاہری علم والے زہنی علوم کے عالم ہوتے ہیں، ان کا سارا علم وجود سے متعلق ہوتا ہے۔ لیکن علم باطن والے قلب کے عالم ہوتے ہیں۔ باطنی علم والا معرفت توحید الہی میں کامل ہوتا ہے۔ باطنی علم والے ظاہری علم سے بے نیاز ہوتے ہیں ظاہری علم راسخی پر گواہ ہوتا ہے، اس سے راستے کی تمسکینی کی جاتی ہے۔ لیکن باطنی علم رفیع طریق ہوتا ہے۔ یقیناً رفیع پتوں میں علم باطنی ہی ہوتا ہے۔ علم ظاہر بمنزلہ نمک ہے اور علم باطن بمنزلہ طعام مگر جس طرح نمک

طعام میں اس طرح سا جاتا ہے کہ وہ گم ہو جاتا ہے۔ اسی طرح ظاہری علم بھی باطنی علم میں سا کر گم ہو جاتا ہے۔ ظاہری علم کی مثال چراغ کی ہے جبکہ باطنی علم مانند آفتاب ہوتا ہے۔ ظاہری علم کی حیثیت دودھ کی ہوتی ہے۔ اور باطنی علم مکھن اور گھی کی طرح ہے۔ ظاہری علم کو بدن کما جاسکتا ہے۔ جبکہ باطنی علم روح کا درجہ رکھتا ہے۔ ظاہری علم کھیتی اور باطنی علم اس کھیتی کا حاصل، یعنی غلہ ہوتا ہے۔ ظاہری علم کا حصول برسوں کی محنت کے بعد ہوتا ہے جبکہ باطنی علم تو اسم اللہ ذات کے حاضرات کے باعث ایک لمحے میں حاصل ہو سکتا ہے، لیکن اس باطنی علم کے حصول کے لیے مرید کامل کے ساتھ ساتھ مرشد کامل کا ہونا لازمی ہے۔ ظاہری علم کے مقابلے میں باطنی علم کا غلبہ مدام ہوتا ہے اگر وہ چاہے تو ظاہری علوم کو دلوں سے یکسر محو ہی کر دے۔

ظاہری علم چودہ پتائے جاتے ہیں جبکہ باطنی علوم ستر کروڑ، تین لاکھ، پچاس ہزار، پانچ سو اکتیس شمار کیے جاتے ہیں۔ اس حوالے سے صرف ذکر و فکر کے علم ہی ہزاروں ہیں، عالم ملک کے بھی ہزار ہا علوم ہیں باطنی علوم کو شمار کرنے کے لیے وفروں کے دفتر چاہئیں۔ مرشد کامل یہ ذمیر سارے اور بے شمار علوم چاہے تو پہلے ہی روز سکھا دے، اور مرید کو روشن ضمیر عارف بنا دے۔ مرشد کامل تو اپنے مرید کو دونوں جہانوں کا تماشا پشت ناخن پر دکھا سکتا ہے۔ وہ اس لیے کہ وہ خود بھی تو صاحب نظر ہوتا ہے اور اسے توحید و معرفت پر دسترس اور تحصیل ہوتی ہے۔

استقامت اور عبادت: اللہ کے طالب دو قسم کے ہوتے ہیں، ایک مردود اور دوسرا نمازی۔ مردود تو دن رات نفس اور شیطان سے برسہا برسہا رہتا ہے لیکن نمازی مرد تو اسم اللہ ذات کے تصور کی شمشیر سے اغیار کے سرتن سے جدا کرنے میں لگا رہتا ہے۔ پس استقامت ہی عبادت سے بڑھ کر ہوتی ہے۔ صاحب استقامت تو عالم باللہ اور عارف ولی اللہ ہوتا ہے۔ لیکن جو طالب دنیا دار ہوتا ہے وہ بے حیائی کے درجے پر ہے بلکہ چوپایوں

سے بھی بدتر ہوتا ہے۔ عارف کے لیے ظاہری علوم پڑھنے کی کوئی ضرورت ہی نہیں ہوتی:

علم بر معرفت وحدت  
ہر کہ خواند بر دنیا ہے حیا

فرمان الہی اس طرح سے ہے کہ ”ولا تشتروا بایاتی ثمنًا قليلاً“ میری آیتوں کو (اپنے) قلیل داموں کی خاطر فروخت نہ کرو۔ اے لوگو! علم تو سراسر نصیحت ہے اور علم ہی اللہ کے رازوں کی معرفت کا ذریعہ ہے۔

ہر کہ خواند الفت عالم شد تمام  
قید او عالم شود ہم خاص و عام

ارشاد باری اس طرح سے بھی ہے کہ: ”ونفخت فیہ من روحی“ اور اس میں ہم نے اپنی روح پھونکی۔ گویا اس بندے کے اندر اللہ تعالیٰ کی اپنی روح ہے۔ اس تک پہنچنے کی کوشش کیوں نہ کی جائے۔

اسم اللہ ذات کے قرب کے بعد تو ماضی حال اور مستقبل کی کوئی بات اور شے پوشیدہ نہیں رہتی۔ تمام انبیاء، اصفیاء، مرسل، غوث، قطب اور اولیاء کو اللہ کا وسیلہ بنانا ضروری ہے، اس کے بعد بندے کے لیے توفیق ہے، اور پھر اسم اللہ ذات کی کنہ کا تعارف، گویا ہر طرح کی توجہ، نظر فکر، مشاہدہ، تجلی اور استغراق، حضور و فنا اور بقاء و جمیعت اور جمال و وصل اور روح و رحمت اس میں سے ہیں۔ کن فیکون کی سات روزہ مشقوں کے بعد اللہ کی سات حکمتوں کا حصول ہے۔ اس کے بعد تو قلب و قالب اور سارا وجود پتلی سے متصف ہوتا ہے۔ ایسے بندے کے لیے چلے، مجاہدے، خلوتیں اور ریاضتیں محض فروغی ہوتی ہیں۔

ہر علم را در علم اللہ بخواں اسم اللہ باتو ماند جلوہاں  
آنچه خوانی غیر اللہ لا سوئی آل علم بریاد شلو کبرو ہوا

اعمال نیّتوں سے ہیں: بتایا جاتا ہے کہ مرشد کی تلقین کے وقت کہ جب وہ ذکر فکر او علم و ادب کی تعلیم کر رہا ہوتا ہے۔ صاحب ذکر کے گرد جس قسم کے خطرات دسوس اور توہم ہوتے ہیں، انہی امور کا خطرہ اسے عاقبت میں بھی لاحق رہتا ہے۔

اسی حوالے سے حضور نبی اکرم کا فرمان ہے کہ ”الاعمال بالنیات“ اعمال نیّتوں پر موقوف ہیں اور اعمال کے نتائج نیّتوں کے حوالے سے مرتب ہوتے ہیں۔ اسی طرح ایک اور ارشاد ہے کہ ”النهایتہ ہی الرجوع البلیایۃ“ یعنی آغاز ہی کی طرف پلٹنے کو نہایت یا انجام کما جاتا ہے۔ اس حوالے سے جو بندہ ہدایت و نہایت کا مرتبہ طے کر لیتا ہے۔ وہی در حقیقت صاحب ہدایت ہوتا ہے۔ بندے کے لیے اس مرتبے کا حصول کوئی آسان نہیں ہوتا، اس کے لیے جمیعت اور اشغال اللہ ضروری ہیں۔

اس لیے جان لو کہ جو عام تحصیل علمی میں کمال ہو کر ذاکر اور ذکر الہی کا خوگر ہو جائے اس کے لیے مجلس نبوی کے جلوے ہیں، اس کے لیے تو فرمان نبوی ہوتا ہے کہ اے عالم! توجہ کچھ طلب کرے گا وہ تجھے عطا کیا جائے گا۔ اسی طرح کافرمان ذاکر کے لیے ہے۔ اس حالت میں اگر وہ عالم یا ذاکر دنیا کی جاہ و حشمت چاہے تو وہ اسے دے دی جاتی ہے۔ لیکن اس طرح کی طلب کرنے والا دنیا دار اور نفس کا اسیر بن کر رہ جاتا ہے۔ اسی حوالے سے حضور پر نور کا ارشاد ہوتا ہے کہ اچھا اور بہتر طالب وہی ہوتا ہے جو ذکر الہی کا اچھی طرح سے اور اچھا ذکر کرتا ہے۔ اچھا طالب سدا خیر ہی کی طلب کرتا ہے۔ وہ اسم ذات کے تصور کا طالب ہوتا ہے، اسی سے اس کے سارے مطالب حاصل ہوتے ہیں۔

فرمان نبوی دنیا کے بارے میں اس طرح سے ہے کہ ”یہ دنیا کمان ہے۔ اور اس کے حادثات تیروں کی مانند ہیں۔“ اس حالت میں اگر تم اللہ ہی کی طرف رجوع کرو گے تو تمہارے لیے نجات ہو سکتی ہے۔

الست برکم کا سحر: اللہ کے اشغال میں آنے کی کون سی راہیں ہیں اور بندہ کن

احوال میں یہاں تک پہنچ سکتا ہے۔ اس سلسلے میں یوں مثال دی جاسکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب چاہا اس وقت کن فیکون کی ندا ہوئی۔ پھر اس سے تمام مخلوقات کا اظہار ہوا۔ اور نور محمدیؐ کو شہرت ملی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے الست برکھم کی آواز ہر ایک روح تک پہنچائی۔ اس آواز کو سن کر تمام روحوں نے ”قَالُوا بَلٰی“ کہا۔ یہ کہنے کے ساتھ بعض روحمیں حال کی مستی میں آگئیں۔ وہ کسی جسم کے قالب میں آنے سے پہلے ہی دیدار کی حضوری سے فیض یاب ہونے لگیں، اور پھر وہ شکم مادر کے بعد انسانی قالب میں پیدا ہوئیں تو وہ لوگ گویا مادر زاد ولی تھے۔ اور وہ انسانی قالب میں بھی اسی شغل ہی میں مشغول رہیں۔ ایسے لوگ اپنی روحوں کے حوالے سے جان کنی، صور اسرائیل پھونکنے پر، اور قیام قیامت اور جنت کے نظاروں میں بھی اسی کیفیت پر قائم رہیں گے۔ یہ سب لازوال معرفت کے مراحل ہیں۔ ان مراتب میں ہر طرح کے حالات کا علم اور کل و جز کے احوال کی خبر بھی ہوتی ہے۔

مرشد کامل اس اعتبار سے وہ ہوتا ہے جو کامل نور تک پہنچانے والا ہو، اور حضوری سے فیض یاب کر دے۔ اس کا باطل معمور ہو اور وجود مغفور ہو۔ مرشد تو وہ ہوتا ہے جو اسم اللہ ذات اور ورد کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے حضرات دکھا دے اور طالب کو شغل الہی میں مدام مشغول کر کے رکھ دے۔ انہی اوصاف سے متصف مرشد کو کامل کہا جاسکتا ہے۔ اس کے بغیر وہ مرشد خام اور ناقص ہے۔

**باطن کی راہیں:** باطن کے اشغال اور باطنی لذائذ بے پناہ اور کبھی ختم نہ ہونے والے ہیں۔ اگر یہ نہ ہوتے تو تمام سالک گمراہی کا شکار ہو کر رہ جاتے۔ اس لیے جو اللہ کا بندہ ان امور سے آگاہ ہے وہی حضوری اور قرب الہی کو توفیق ایزدی سے حاصل کر سکتا ہے۔ اور لوگوں کو جان لینا چاہیے کہ باطن کی راہیں شرک، کفر، نفس امارہ، دنیا اور شیطان سے ماورا ہوتی ہیں۔ اسی لیے جو ان راہوں پر آجاتا ہے۔ وہ شاہراہ امن میں ہوتا ہے۔ یہ

راہیں باطن صفا لوگوں کے لیے ہوتی ہیں۔ اور ایسے لوگوں کا ”موتوا قبل ان تموتوا“ کا درجہ ہوتا ہے اور یہی اولیائے اللہ ہوتے ہیں

کل و جز دریک حرف عارف شناس  
شامی شامند عارفان راہر لباس

جسم را در اسم پنہاں سے نمود  
معرفت معراج وحدت میر بود

یہ مراتب فنا فی اللہ لوگوں کے ہیں۔

چنان کن جسم را در اسم پنہاں  
کہ میگردو الف در بسم پنہاں

یہ بہت بھاری اور زیادہ بوجھ ہیں، انہیں اٹھانا مردوں کا کام ہے اور وہی اٹھا سکتے ہیں۔ یہ مرد لوگ اہل لاہوت و لامکان کے کامل ہوتے ہیں۔ انبیاء تو شرف البشر ہیں اور اولیاء ہی اسم عظمت اور اس کے عظیم بوجھ کو اٹھا سکتے ہیں۔ اسی عظیم بار کے حوالے سے فرمان باری تعالیٰ ہے کہ ”ہم نے جب یہ عظیم بوجھ اٹھانے کے لیے زمینوں، آسمانوں اور پہاڑوں کو پیش کیا تو انہوں نے اپنی مغذوری سے انکار کیا، لیکن ظالم اور جاہل انسان نے یہ بار عظیم اٹھا لیا۔“

معرفت ایک بہت بڑا اور عالی مرتبہ ہے۔ اس میں مصیبت کے وقت صبر، عطا کے وقت شکر اور قضا پر اطمینان رضا ہے۔ لیکن جو شخص ان تین باتوں سے خالی ہو وہ کاذب مدعی ہے اس کے لیے صرف گمراہی ہے۔

**معرفت کی اصل نور ہے:** حضرت سلطان باہو کا فرمانا ہے کہ معرفت میں تمام مراتب آئینے کی طرح صاف نظر آتے ہیں۔ اور صاحب معرفت تو ان مراتب کو بدستور

دیکھتا رہتا ہے۔ کیونکہ معرفت کی اصل نور ہے۔ اس نور کے باعث عارف کے لیے سدا کی حضوری ہو جاتی ہے۔ اور یہ دائمی حضوری وہم کی راہ سے وحدانیت میں سے میسر آتی ہے اور بعض خیال کی راہ سے قرب و حضوری اور وصال اللہ میں جاتے ہیں۔ بعض بوسیہ توجہ توفیق الہی سے توحید کے بحر میں اترتے ہیں اور بعض فکائے نفس کے بعد فکر کی راہ سے روحانی فرحت کی پگڈنڈی سے ہو کر یہ مقام حاصل کرتے ہیں۔ بعض لوگوں کے لیے یہ راہیں تصور کی بصیرتوں سے میسر آتی ہیں۔

نیک بخت کے لیے تو ہر روز یوم سعید ہوتا ہے اور بد بخت کے لیے ہر دن بد بختی کے لیے ہوئے شروع ہوتا ہے۔ پھر کافر کے لیے ہر روز اہتری اور ذلالت ہے۔ لیکن عارف کی نگاہ کی اور ہی بات ہوتی ہے۔ عارف تو تصرف کی نگاہ سے سب کچھ عیاں کر کے رکھ دیتا ہے۔ حال اور قاتل تمام مراحل اور مراتب اور ولایت سے واقفیت عارف باللہ عالم عارف اور عالم باللہ اور ولی اللہ کے لیے ہیں۔

انتظار شہر توفیق بردن کالیت  
خویش راہ افلاک و خیزاں بر سر منزل بیار  
پست شمع بر غنی آید کارے پیش او  
ہر چہ داری پیشتر از مرگ کس برخود فشار  
ہرچہ برخود سے پسندی بر کسل آں راپند  
آنچہ برخود چشم داری و آں زمرہ چشم دار  
خانہ درستی فانوس حضور حاضر است  
ہم زہاں را پشت ہم چشم راپوشیدہ دار  
ہر کہ ایں دست روینہ بر سائل نہاد  
حاجت جنت گزار و چوہشش رویار

جو امام ناقص اور خام ہوتا ہے اسے شیطانی وسوس گھیرے رکھتے ہیں۔ اس کا وہم و گمان اور فکر و نظر سب خام ہوتا ہے۔ اس کا مراقبہ بھی ناقص اور خام ہوتا ہے۔ وہ گمراہی کے گڑھوں میں ٹنک ٹنکیاں مارتا رہتا ہے۔

غرق غیب ہے: تصوف کی دنیا میں غرق ایک قسم کا غیب ہے، اس غیب کی تحقیق ممکن نہیں۔ مراقبہ تو حضوری ہے اور یہ حضوری توفیق سے ہے اور پھر توفیق بھی نور ہی ہے۔ جسے توفیق ملتی ہے وہ نور توحید میں غرق رہتا ہے اور غیب اللہ تعالیٰ سے ہر سوال کا جواب بھی لے سکتا ہے۔ اس حوالے سے جو باطن میں غرق ہوتا ہے وہ مستغرق یاد الہی ہو جاتا ہے۔ جو اس کیفیت میں نہیں ہوتا وہ غرق سے متصف نہیں ہوتا۔ جو یاد الہی سے غافل رہتا ہے اس کے لیے مکمل کا قرب اور کیا وصل!

حق و قیوم کو جاننا ایک بہت بڑی عظمت ہے۔ اسے جاننا دراصل روشن ضمیر لوگوں کا کام ہے۔ جو مطالعہ الہی میں مستغرق ہوتے ہیں وہی روشن ضمیر ہوتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے لیے پھر مطالعہ لوح محفوظ کی تونہ ضرورت ہوتی ہے اور نہ حاجت ہی رہتی ہے۔

پھر اسی طرح جو محب ہوتا ہے وہ محرم راز بن چکا ہوتا ہے۔ اسی لیے تو محب مریدوں اور طالبوں کو خدا رسیدہ بنانا ہے لیکن جو طالب کاذب ہوتا ہے وہ نفسانی خواہشات کے پیچھے ہوتا ہے۔

قاضی الحق: تمام برکت اور عظمت اسم اللہ کی ہے۔ ذاکر سے قاضی الحق دو گواہ طلب کرتا ہے۔ ایک ذکر دوام اور دوسرا مدام کا مشاہدہ حضوری۔ اسی طرح قاضی الحق فکر سے بھی دو گواہ طلب کرتا ہے۔ ایک گواہ فکائے نفس اور دوسرا وجود کا حرم و ہوا سے پاک ہونا۔ یہی قاضی الحق مراقبہ پر بھی دو گواہ طلب کرتا ہے۔ ایک گواہ معرفت اور دوسرا مجلس نبوی کی حاضری۔ قاضی الحق اہل محبت سے بھی دو گواہوں کا متقاضی ہے۔ اول مشاہدہ اور پھر مشاہدہ میں مجاہدہ، قاضی الحق طلب سے بھی دو گواہ مانگتا ہے۔ ایک طلب

دیدار اور دوسرا مردار سے بیزاری۔

ہر ایک کے گواہ: قاضی الحق ہر ایک سے گواہ طلب کرتا ہے۔ مرشد سے بھی۔ مرشد کے یہ دو گواہ کہ وہ اپنی نگاہ سے دل کی آنکھیں کھول دے۔ دوسرا یہ کہ وہ طالب کو نور الہی میں مستغرق کر دے۔ وہ صاحب مذکور سے مجلس حضوری اور قرب الہی سے الہام نور دو گواہ مانگتا ہے۔

قاضی الحق قاضی فخر سے دو گواہ ایک فیض اور دوسرا فضل مثل باراں رحمت۔ اسی طرح وہ درویش سے بھی دو گواہ درد مدام اور روز و شب علم لوح محفوظ کا مطالعہ طلب کرتا ہے۔ عالم سے وہ جو دو گواہ طلب کرتا ہے وہ ارشاد ربانی اور فرمان نبوی پر عمل اور دوسرا نیک اعمال کی خاطر معرفت الہی کی طلب ہیں۔

قاضی الحق سے بھی دو گواہوں کا متقاضی ہوتا ہے ایک یہ کہ وہ اللہ تعالیٰ کو قدیم اور قدرت والا جانے اور دوسرا مفلس اور یتیم سے کچھ بھی قبول نہ کرے۔ گویا جو حق دار ہیں انہیں ضرور حق دلائے اور جو جھوٹے ہیں انہیں بر ملا جھوٹا قرار دے۔

اس وسیع تر تاثر میں پیچھے ان لوگوں پر شدید حیرت ہوتی ہے کہ جو اپنے نفس کے قاضی تو کھلاتے ہیں لیکن کسی وقت بھی اس کا محاسبہ کرنے کے لیے سوچتے بھی نہیں ہیں۔ میں تو اس طرح کے لوگوں کو انسان ہر گز نہیں کہہ سکتا۔ ایسے لوگ تو چوپایوں اور مویشیوں سے بھی بدتر اور ازل ہوتے ہیں۔

دنیا سرائے خیال ہے: اے لوگو! یہ دنیا ایک بے حیثیت چیز ہے۔ اس لیے جو بھی ازل پر گامزن رہ کر حساب گاہ پر سدا نظر رکھتا ہے، وہ رات دن اپنے پردردگار ہی کی یاد میں مشغول رہتا ہے۔ اس سطح پر بندے کے لیے یہ دنیا ایک سرائے خیال ہے۔ اور یہ بھی جان لو کہ یہ دنیا کافروں کے لیے ایک من پسند جگہ ہے اور کافر تو اس دنیائی کو جنت سمجھے ہوئے ہیں۔ اے لوگو! یہ دنیا زیب و زینت اور آرائش کی جگہ نہیں ہے۔ یہ تو آزمائش اور

اتحان کا مقام ہے۔

اے لوگو! کیا تمہیں اپنے خدا کے مقابلے میں دنیا زیادہ پسند ہے؟ کیا تمہیں مصطفیٰ کے مقابلے میں دنیا کی طلب ہے؟ اے لوگو! اس دنیا کو تو فرعون نے پسند کیا تھا۔ دنیا تو صرف جائے فتنہ و فساد ہے، اس میں سراسر نفس کے لیے ہی سلان موجود ہے۔ یہ ساری دنیا متاع البلیس ہے۔ اس کو طلب کرنے والا سدا پریشان ہی رہتا ہے اس دنیا کے مل کو جو لوگ جمع کر کے شیطان کی خواہشات کے مطابق خرچ کرتے ہیں وہی تو در حقیقت بخیل ہوتے ہیں۔

اس دنیا کی رنگینیوں اور شیطانی اموال سے صاحب تصرف شہینہ، صاحب تصرف روزیہ اور عارف باللہ بے نفاق و بے کینہ بھی بچ سکتے ہیں۔

فرمان نبوی اس طرح سے ہے کہ ”الدنيا مزروعۃ الاخرة“ یعنی یہ دنیا تو آخرت کی کھیتی ہے۔ اس لیے اس دنیا کو دنیائی کے لیے نہیں آخرت کے لیے استعمال کرنا چاہیے۔ اس دنیا کی واحد خوبی یہی ہے کہ اسے آخرت کے لیے استعمال کیا جاسکتا ہے۔

ہر کہ میں راہ خدا کو  
کے شامد عارف را بے ہر  
اسم اللہ بس گراں است کن نگاہ  
میں حقیقت را بداند مصطفیٰ

اسم اللہ ذات کی عظمت: اے لوگو! اس حقیقت کو اچھی طرح سے جان لو کہ فقیر اس دنیا سے بے نیاز ہوتے ہیں۔ فقیروں کو حج عتبات اور تمام جان کا تصرف حاصل ہوتا ہے۔ لیکن بعض فقیر بے حیثیت ہی ہوتے ہیں۔ اکل و خورد کے لیے مارے مارے بھرتے ہیں۔ اسم اللہ ذات کو سب فقیر پڑھتے ہیں۔ لیکن جو اسم اللہ ذات کی عزت اور

عظمت سے واقف ہیں ان کے لیے روٹی کے ٹکڑوں کی خاطر در بدر کی ٹھوکریں ہیں۔ پھر یہی حال علمائے علم کا ہے۔ حقیقی عالم تو صاحب توفیق بھی ہوتا ہے۔

اس لیے یہ واضح ہو کہ فقیر کمال، درویش، عالم، عادل، عارف، اکمل، ولی اللہ اور غوث و قطب کی پہچان اور صفت یہی ہوتی ہے کہ وہ ذاتی اللہ کی کنہ کے مقام پر بھی تصرف تصور توجہ اور تفکر کے ساتھ اسم اللہ ذات کے وصال سے قرآنی آیات کا انکشاف کرتا ہے۔ اور اسم اعظم کی برکت کے ساتھ دونوں جہانوں کا نظارہ ناخن کی پشت پر دکھا سکتا ہے۔

اسی طرح مرشد کمال تو سچے طالب کو سب کچھ پہلے ہی روز اور پہلے ہی سبق میں دے دیتا ہے۔ یہ رتبہ اسم اللہ ذات کے تصرف کے تصور کا کرشمہ ہوتا ہے۔ دعوت پڑھنا ایک مشکل کام ہے۔ اس میں اسرار الہی کے خزانے موجود ہوتے ہیں۔ اسی لیے تو ارشاد رہنما ہوتا ہے کہ اے لوگو! ”تم مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا۔“ اس لیے اے اللہ کے بندو تم اپنے پروردگار اور دعاؤں کے قبول کرنے والے اللہ سے دعائیں کرتے رہا کرو۔ کیونکہ دعا کرنا بھی ایک عبادت ہے۔

**اسم اللہ ذات کا فیض:** اے عزیز من! اسم اللہ ذات ایمانی نور ہے، اس میں فیض و فضل بے شمار ہے۔ اس سلسلے میں ارشاد باری یوں ہے کہ ”اولئک کتب فی قلوبہم الایمان وایدہم بروح منہ“ یہ تو وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں ایمان لکھا ہوا ہے اور انہیں ان کی روح سے مدد سے دی گئی ہے۔ اس طرح کے دل کہ جنہیں روح سے مدد ملتی ہے۔ وہی تو قلب سلیم کہلاتے ہیں۔ ایسے دل والے لوگ اپنے آپ کو اپنے پروردگار کے سپرد کر دیتے ہیں۔ یوں ان کا نفس مردہ ہو جاتا ہے قلب کو زندگی اور نور مل جاتا ہے۔ پھر انہیں ان کا دل ہی صراطِ مستقیم دکھاتا رہتا ہے۔

ارشاد باری ہے کہ ”یوم لا ینفع مال ولا بنون الا من اتى اللہ بقلب

صلیم“ اور یہ حقیقت ہے کہ ”قیامت کے دن نہ مال نفع دے گا اور نہ اولاد ہی“ فائدہ تو صرف قلب سلیم ہی دے سکتا ہے۔ اور قلب سلیم وہ ہوتا ہے جو ہر طرح سے محفوظ ہو، خدشات، خطرات، دسوس، ادہام، خناس، خرطوم، نفس اور شیطان وغیرہ اسے کوئی نقصان نہ پہنچا سکے۔ وہ صرف اور صرف اپنے اللہ ہی کی جانب متوجہ رہتا ہے۔ وہ اللہ کے نور سے منور رہتا ہے پھر اس دل کے لیے اسم اللہ ذات کے فیوض اور برکات سے فیض یاب ہوتا ہے۔

**اعمال اور نیت:** دعوت پڑھنا ایک عمل خیر ہے۔ ایک دعوت زبان سے ہے۔ اس میں سچ بولنا اور حلال کھانا شامل ہے۔ پھر اسم اللہ ذات کے تصور کی زبان سے قلب کے حوالے سے تعذیب ہوتی ہے تو قلب حضوری سے فیض یاب ہوتا ہے۔ یہی وہ مقام ہوتا ہے جس کے بارے میں فرمان نبوی یوں ہوتا ہے کہ:

”لا ینظر الی صورکم ولا ینظر الی اعمالکم ولكن ینظرنی قلوبکم ونیاتکم“

اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں کو نہیں دیکھتا بلکہ اس کی نظر تمہارے دلوں اور نیتوں پر ہوتی ہے۔

حضور نبی اکرم یوں بھی فرماتے ہیں کہ ”نیت المومن خیر من عملہ“ مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہوتی ہے لیکن یہ رتبہ اور مرتبہ ہر شخص کو حاصل نہیں ہوتا۔ صرف عاشق رسول ہی کا یہ رتبہ ہے۔ ایسا بندہ مقرب حق اور اپنے پروردگار کا منظور نظر ہوتا ہے۔ اس مرحلہ پر ایسا وقت ہوتا ہے کہ بندے کی ظاہری عبادات اس سے ترک ہو جاتی ہیں اور وہ عبادت معرفت الہی میں ہوتی رہتی ہے۔ اس حوالے سے ایک اور ارشاد اس طرح سے بھی ہے کہ ”و من ارادة العبادات بعد الحصول الوصول فقد کفروا شرک باللہ“ جس نے حصول الوصول یعنی اپنے اللہ کو پا

لینے کے بعد عبادت کی، گویا اس نے اپنے اللہ سے کفر اور شرک کیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حصول الوصول کا مرتبہ تو حق الیقین کا ہوتا ہے۔ بندہ اس وقت مشاہدہ حضوری میں ہوتا ہے۔ اور اس حالت میں جو شخص اس حضوری کے بجائے کسی اور عمل یا شغل کی جانب مائل ہو تو وہ سب سے بڑا بد نصیب اور کفران نعمت کرنے والا ہوتا ہے۔ گویا اس سطح پر عبادت ظاہری میں مشغول ہونا حق کو پوشیدہ کرنے کے مصداق ہے، اس لیے تو شرک و کفر لازم آتا ہے۔

شد وجودے نور از سر تا قدم

ہر کہ فی اللہ نور شدہ آں راچہ غم

اے لوگو! یہ ایک مشکل راہ ہے۔ اس میں تو بندے کو سر کے بل چلنا پڑتا ہے۔ فرمان نبوی بھی ہے کہ اس میں ”قدموں کے سوا سر کے بل چلنا چاہیے“ ان مراتب کا حصول بذریعہ مراقبہ ہے کہ اس میں ظاہری آنکھوں کے بجائے باطنی آنکھوں سے کام لینا پڑتا ہے۔ اس کے لیے فقیر کی تمامیت کا مقام درکار ہوتا ہے۔ یعنی ”واذکر ربک اذ انسیت“ تم لوگ اپنے رب کو اس وقت یاد کرو جب تم (اپنے آپ کو بالکل) بھول جاؤ۔ اللہ کی معرفت: گویا اس طرح یہ معلوم ہوا کہ ذکر الہی سے فتانی اللہ کا درجہ حاصل ہوتا ہے۔ اور اللہ کا ذکر، فکر اور مراقبہ ایسے اعمال حاصل ہیں کہ ان میں بندہ اپنے آپ کو بھول جاتا ہے۔ اس سلسلے میں حضور پاک کا یوں بھی ارشاد ہے کہ ”من عرف ربہ فقد کل لسانہ“ گویا جس نے اپنے رب کی معرفت حاصل کر لی وہ اپنی زبان سے گونگا ہو گیا۔ اے لوگو جان لو کہ یہ بہت عظیم الشان مراتب ہیں۔

واضح رہے کہ سلک سلوک اللہ کی حضوری کی راہ ہے۔ اور یہ بھی حقیقت ہے کہ یہ حضوری نفس امارہ کو قتل کر کے رکھ دینے والی تلوار ہے کیونکہ یہ حضوری تو اہل حضور کو تمام اعلیٰ مراتب اور تصرفات سے فیض یاب کر دیتی ہے۔ اور جو مرید اور طالب اپنے

مرشد کی حضوری کی طلب نہیں کرتا وہ بد قسمت اور مردود ہوتا ہے۔ گریزاں رہنے کی وجہ ہی یہی ہوتی ہے کہ وہ دنیا کی طلب میں مبتلا ہوتا ہے۔ اور سب لوگ جان لیں کہ دنیا کی محبت بلاشبہ معرفت الہی اور راہ حضوری سے باز رکھنے والی بن جاتی ہے۔ لیکن حضوری کی راہ تو بڑی ہی احسن ہوتی ہے۔ اس میں وحدت لقا کی طلب اپنے عروج اور جوش پر رہتی ہے۔ اس لیے اے دنیا دار لوگو! جو طالب اپنے مرشد سے وحدت و لقا کا جلوہ دیکھنے کا متنی نہیں ہوتا وہ بد بخت اور بد قسمت ٹھہرتا ہے۔

راہ سلوک میں قلب کے زندہ ہونے کے باعث راہ لامکان اور راہ لاہوت میسر آتی ہے۔ اور پھر اس طرح دل لقائے الہی کے باعث صحیح معنوں میں زندگی حاصل کر لیتا ہے۔ تو یوں اسے سدا کی آگہی اور بیداری کی نعمت بھی مل جاتی ہے۔ اس بیداری مدام میں جذب و کش پیدا ہو کر سدا قرب حق کی متنی رہنے لگتی ہے، اور یوں قرب الہی اس کا ضرور مقدر بن جاتا ہے۔

سب لوگ اس حقیقت کو جان لیں کہ مبتدی یا منتہی، چھوٹا یا بڑا صرف معرفت الہی کی خاطر اور جمیعت جمال توحید کے لیے اسم ذات اللہ کے تصور سے سب کچھ حاصل کر کے تصرف میں لا سکتا ہے۔ حی القیوم کا لوح محفوظ پر لکھا ہوا سب کچھ بخوبی پڑھ سکتا ہے اس کی باطنی آنکھوں کو اللہ تبارک و تعالیٰ اس قدر توفیق بخش دیتا ہے کہ وہ سب کچھ باطنی، مستقبل اور حال سب زمان و مکاں دیکھ سکیں۔ وہ باطنی آنکھوں سے عین بعین مشاہدہ کرتا ہے۔ اس سلسلے میں شک و شبہ کرنے والا ظالم اور بے دین ہوتا ہے۔ اس لیے اے نیک لوگو! اگر کوئی بندہ حق اس مرتبے سے عاری رہتا ہے تو وہ صرف جھوٹا ہے اور محض کلاب مدعی ہوتا ہے۔ بتایا جاتا ہے کہ یہ سارے مراتب سر سے ناف تک کی مشق سے حاصل ہوتے ہیں۔ وجود یہ کہ مراتب اس طرح سے ہیں ان سب کا ذکر اس نظم میں کیا گیا ہے۔

مشق سر تا پا رساند خویش بیس  
 این بود اسرار وحدت بالیقین  
 این تصور برزخ از ہو یافتن  
 ہو تصور را زبان خود ساختن  
 ے برر با تو تصور کبریا  
 این مراتب عاشقان واصل خدا  
 از تصور سینہ سر الہ  
 با تصور دل شود ناظر نگاہ  
 از تصور ناف بہ نفس و خلاف  
 ہر کہ این را ہے نداند لاف لاف  
 مشق پنجاہ پنج ناف تلمس  
 مشق محرم میکند ہراز رب  
 با حیا و یلہ وفا و با ادب  
 ابتدائے مشق باشد معرفت  
 وز مشق دم زندہ شود عیسیٰ صفت  
 مشق معراج است دائم با حضور  
 و از حضوری مشق شد را محروم تر  
 بے خبر از معرفت آں گاؤ خر  
 با تصور مشق اللہ چچ چچ  
 ہر کہ این را ہے نداند چچ چچ

طے بگرداند ترا این مشق حق  
 زیر پائے مشق شد جملہ ملحق  
 مشق توفیق است با تحقیق دلاں  
 عارفان را مشق دائم باہیں  
 مشق مہر راہ رحمت حق نما  
 مشق معشوق است دائم دل صفا  
 مشق تصدیق است حل عارفان  
 ابتدائے مشق باشد لا مکمل

مقربین کی نیکیاں: حضور نبی اکرم ﷺ کا فرہن ہے کہ ”حسنات الابوار  
 مسینات المقربین“ وہ قرب الہی والے کہ جو مدام حضوری حق میں حاضر ہوتے ہیں۔  
 اس درجہ اور سطح پر ان مقربین کی جو نیکیاں ہوتی ہیں وہ بمنزلہ برائیاں بن جاتی ہیں۔ اے  
 لوگو! یہ بھی ایک بہت بڑا اور احتیاط و حزم کا مقام ہے۔

اسم اللہ ذات کی حضوری سے جو دعوت پڑھی جاتی ہے۔ وہ سراسر قبولیت ہوتی  
 ہے۔ اس کی برکت سے دونوں جہاں اس کے طے میں آ جاتے ہیں۔ جو بندہ حق اس مقام پر  
 ہوتا ہے۔ اسے کسی اور تصرف کی ضرورت نہیں رہتی، اسے کسی اور موکل فرشتہ، حصار،  
 جنونیت، غم و سہ وقت، جلال و جہل، حیوانی اکل و شرب، زکوٰۃ، نصاب، بدل، قفل،  
 وغیرہ لکھنے پڑھنے کی کوئی حاجت ہی نہیں رہتی۔ ایسے بندے کے لیے یہ ساری باتیں صرف  
 ناقص وہم اور وسوس ہیں۔ کامل شخص تو ان سب باتوں کو پہلے ہی مرطے پر ترک کر دیتا  
 ہے۔

پھر اسی طرح ایک دعوت نوری ہوتی ہے، وہ روح کی زبان سے پڑھی جاتی ہے۔

اس کے پڑھنے سے بندے پر دنیا و آخرت کے تمام امور سامنے آ جاتے ہیں۔ اس موقع پر عقل مند اور ہوشیار عامل وہ ہوتا ہے۔ جو ان تمام امور کو اپنے مرتبے کے حوالے سے تعریف میں لائے۔ اور اپنے نفس پر کسی بھی طرح کی خواہش یا لذت کو جائز قرار نہ دے۔

ارشاد باری تعالیٰ اس طرح سے ہے کہ ”بما انزلت من خیر فقیرہ“ اس حوالے سے فقیر چار صفات سے متصف ہوتا ہے۔ اگر اس میں یہ صفات نہیں ہوتیں تو وہ کذاب اور جعلی ہوتا ہے۔ اس فقیر کی نگاہ میں دنیا و آخرت ہر حوالے سے ظاہر ہو چکی ہوتی ہے۔

بناظر	عالم	کند	عارف	فقیر
در قید او	عالم	شود	ہر ملک	گیر
ناظر	غرق	آورد	مرو	حضور
باشعرو	احتیاج	ندارد	قفل	و قفل ذکر مذکور
بناظر	عالم	کند	مفلس	غنی
بناظر	ناظر	کند	حاضر	نبی
ہر	کہ	مکر	از	وحدت
کافرے	مشرک	شود	اٹل	از صنم
راہ	اسلامی	بہ	تصدیق	زبان
دل	زبان	چوں	یک	شود
غرق	در	ذات	آل	باشد
غرق	شد	اثبت	وحدت	ذات نور

غرق کی اقسام: غرق کی کئی اقسام ہیں۔ مثلاً غرق روحانی، غرق قلبی، غرق فی امان اللہ، غرق سلطان، غرق قرآنی، غرق فی اللہ ربانی، غرق لاہوت مکلانی، غرق عین العیانی، غرق نور سبحانی، غرق نور ایمانی اور پھر وہ غرق جس میں کوئی پردہ نہیں ہوتا۔ غرق یہ ہوتا ہے کہ بندے کا جسم نور میں اس طرح غرق ہو جائے کہ وہ اپنے آپ کو یکسر بھول جائے۔ تمام قسم کے غرق اللہ تعالیٰ کے اسم ذات کے حاضرات کے تصور ہی سے حاصل ہوتے ہیں۔ اس حالت غرق میں بندے کو غلط اور صحیح کی تمیز ہوتی ہے۔ اگر اسم اللہ ذات کی مشق وجود کے ساتھ فکر کے سائیں میں کی جائے تو بندے پر ماضی، حال اور مستقبل تینوں زمانے منکشف ہو جاتے ہیں۔ اگر اس کے علاوہ کوئی حالت غرق ہے تو وہ دوسرے درجے کی اور خام خیالی ہے۔ جو غرق دنیا ہے وہ پریشان اور مسائل و آلام میں گھرا ہوا ہے۔ اس سے جنون اور حیرانی کے سوا کچھ حاصل ہی نہیں ہے۔ غرق دنیا کی حالت والے کے لیے معرفت کی وادی میں کچھ نہیں ہے۔

غرق وحدت رہبری را پیشوا با غرق حاضر شود عارف خدا صاحب غرق کی حالت تو یہ ہوتی ہے کہ وہ محروم کی خواہی کرتا ہے۔ اس جہد و خواہی میں وہ ہر بار معرفت کے موتی نکالتا رہتا ہے۔ لیکن دنیا والے اور ہوس پرست اس نعمت سے سدا کے محروم ہیں۔

عالم علم والے ہوتے ہیں، ان کا بہت بڑا درجہ ہوتا ہے۔ اور عالم حق وہ ہوتا ہے۔ جو سوائے حقی و قوم کے اور کچھ نہ اپنے پاس رہنے دے۔

حقی	قوم	پیش	تو	قائم
تو	گرفتار	دیکرے	دائم	

عالم کے بعد جو شخص الحمد للہ رب العالمین پڑھتا ہے۔ اور اس کے معانی کے ساتھ اس کی تفسیر سے بھی واقف ہے وہ کبھی مخلوق کا محتاج نہیں ہو سکتا۔ لیکن اگر وہ

خلوق کی جانب مائل ہو تو وہ شیطنت کے درجے پر ہوتا ہے۔

مد شکر کرم محنت صد ہزار  
نیت بارا جز خدا کس اعتبار

رزق کا معاملہ: رزق کا مسئلہ ایک اہم معاملہ ہے۔ اس حوالے سے حضور نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ ”طلب الرزق اشد من طلب اجلہ“۔ رزق کی طلب تو اہل کی طلب سے بھی زیادہ شدید ہے۔ فرمان الہی یوں ہے کہ ”وما من دابة فی الارض الا علی الیہ رزقھا“۔ اس روئے زمین پر تمام انواع و اقسام کے جانداروں کے رزق کا اللہ تعالیٰ ضامن ہے۔

اس لیے اے لوگو! تمہارے لیے تمہاری روزی میں کوئی کمی نہیں ہو سکتی۔ بعض اوقات یوں بھی ہوتا ہے۔ کہ کوئی رزق طلب کرتا ہے لیکن رزق اس سے دور بھاگتا ہے۔ اور اسی طرح کئی لوگ ایمان طلب کرتے ہیں لیکن ایمان ان سے بے زار دکھائی دیتا ہے۔ اس لیے اے لوگو! جو لوگ اللہ کی طلب کرتے ہیں، اللہ کا رزق ان کی طلب کرتا ہے۔ اللہ کی طلب کرنے والوں کے لیے ایمان ہی سب کچھ ہوتا ہے۔ سب کچھ اللہ کے حکم سے ہے اور ہمہ از اوست میں سے ہے۔ اس لیے رزق کی فکر کیے بغیر بندے کے لیے لازم ہے کہ وہ اپنے پروردگار کی بندگی کرے۔ بندے کی بشریت کا تقاضا ہی بندگی ہے، اور اس بندگی میں دوام ضروری ہے۔ اس دوام عہدوت سے معرفت حاصل ہوتی ہے۔

تحصیل شناخت ہے: اے لوگو! اس حقیقت کو بھی اچھی طرح سے جان لو کہ انسان کی شناخت اور پہچان اس کی تحصیل ہی کے حوالے سے ہوتی ہے اور پھر یہ تحصیل چار طرح کی ہے۔ تحصیل نفسانی صرف دنیا ہے۔ اور دنیا ہی کے لیے مخصوص ہے۔ تحصیل عقل باطنی، اس میں معرفت حق کی طلب ہوتی ہے۔ تحصیل روحانی، بندے کو ہدایت و افعال و اعمال سے باز رکھتی ہے۔ چوتھی تحصیل حیا ہے۔ اس سے بندہ اسرار الہی سے

مشرف ہوتا ہے۔ اس حیا میں عقل و ادراک ہوتی ہے۔ اور یہ عقل بھی چار قسم کی ہوتی ہے۔ اور حیا ان چاروں قسم کی عقل کی حاصل ہوتی ہے۔ ایمان کا نور تحصیل حیا کا خزانہ ہے، اور اس کے لیے بھی باتوفیق حضوری وسیلہ بنتی ہے۔

ہر مطالب آخرت دریا قسم  
اسم اللہ پیشوائے ساختم  
گم شدم در ذات وحدت لازوال  
معرفت توحید نیت حق وصل  
توحید مثل آبجو و عارفان در آب جو  
یہ وہ مقام خاص ہوتا ہے کہ جہاں حیات و ممات یکساں ہو جاتی ہے۔  
روح بر لاہوت قلب زیر خاک  
قلب ذاکر است قلب راجع پاک  
گم قبر گم نام بے نام و نشان  
جسم را پاخو بر بند در لامکان  
وز خاک پاہو بر اید ہو بنام  
عارفان را ذکر پاہو شد تمام

ایمان اور ایقان: اے عزیزانِ من! یہ تمام مراتب اور مقلات یقین کی طے میں ہیں اور یہ یقین صرف اسے حاصل ہو ہو سکتا ہے جو صاحب دین ہوتا ہے۔ یقین تو انبیاء اور اولیاء کی پیشوائی کا باعث حاصل ہونے والی نعمت ہے کہ صرف یقین ہی بندے کی رہنمائی کرنے لگتا ہے۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ صرف یقین ہی بندے کی بزرگی کے لیے کافی نہیں ہے اور نہ بندہ یقین کے بل بوتے پر کفر و شرک کی حالت سے نکل سکتا ہے۔ لیکن یقین کے ساتھ ساتھ ایمان ضروری ہے۔ تاکہ بندے کا یقین معتبر یا باعتبار بن سکے۔ اس

اعتبار سے دیدار ہوتا ہے۔ اور یہ وہ درجہ ہے جو عارفوں کا نصیب ہوتا ہے۔ اور عارف فقیر تو اہل دیدار ہوتے ہیں۔ اعتبار بندے کو اعتقاد کے درجے پر لاتا ہے۔ اے لوگو! یہ اعتقاد بھی سراسر اتحاد ہے۔ اس سے معرفت کی راہیں بھلائی دیتی ہیں۔ بندہ غرق فی النور ہونے کی راہوں کو روشن پایا ہے۔ ان مراتب کے بعد صدق کا درجہ ہے۔ اور جو صدق یافتہ ہوتے ہیں وہی صادق اور سچے کہلاتے ہیں۔ اور جو صادق طالب ہے اس کے لیے بھوک پیاس، جاگنا سونا، دن رات کوئی اہمیت ہی نہیں رکھتے۔ اس کے صبر و سکون کے لیے صرف اور صرف قرب الہی ہی شافی ہوتا ہے۔ اس لیے جو طالب قید یقین میں مقید ہیں انہیں تو حق تعالیٰ بھی باطل کی جانب جانے ہی نہ دیتا۔

اسم اللہ ذات کے حضرات میں آجانا بہت بڑی بات ہے۔ اس کیفیت میں مراقبہ موت سے بھی زیادہ سختی موجود ہے۔ اس لیے جو بندہ دیدار حق کی خاطر بھلی کی سی تیزی دکھائے وہ دیدار سے مشرف حالت میں ہوتا ہے۔ اس کا حوصلہ وسیع اور علی ہمت ہوتی ہے۔ اس پر اگر اس دنیا جہاں سے بھی زیادہ بوجھ ڈال دیا جائے تو وہ بے چوں و چراں اٹھا لیتا ہے۔ ویسے بھی قرب ربانی کی نسبت خلق کی لعنت و ملامت کا بوجھ زیادہ شدید ہو جاتا ہے۔

عارف فقیر کے چار گواہ خاموشی، عیب پوشی، رستگاری، اور کم آزاری ہوتے ہیں۔ جو فقیر ان چار باتوں سے خلل ہے وہ فقیر کہلانے کا مستحق نہیں ہے بلکہ وہ تو نرا احق ہوتا ہے۔ اس کی ہر بات بازاری اور اعمال اکارت ہوتے ہیں۔

## شرح فقر اہل ہوا اور اہل خدا

فقر کا مقام و مرتبہ بہت بلند اور عظمتوں والا ہے۔ اسے حاصل کرنا کوئی آسان

کام نہیں ہے۔ اگر کوئی شخص عرش اکبر پر نماز پڑھے۔ سدا وہ لوح محفوظ کا مطالعہ کرتا رہے۔ وہ عارف نہیں ہے اور عارف فقیر کے رتبے سے بھی واقف نہیں ہے۔ اگر کوئی شخص دونوں جہانوں کا نظارہ ناخن کی پشت پر کرے، اپنے نفس کو ریاضتوں اور جہدوں سے تباہ کر لے۔ موکل فرشتوں کو مسخر کر لے۔ انبیاء اور اولیاء کی روحانی مجلس میں اس کی حاضری ہوتی ہو، اپنے آپ کو وہ صاحب کشف و کرامت بھی کہے، تو بھی وہ فقیر عارف باللہ نہیں بن سکتا۔ اسی طرح اگر کوئی عرش معلیٰ سے بھی اوپر سترہ سالہ راہ پر چلا جائے تو بھی اگر ہوائے نفس سے آزاد نہیں ہے تو وہ عارف فقیر نہیں ہے۔

فقیر عارف باللہ وہی ہو سکتا ہے جو قرب رحمانی میں قربانی اللہ ہو چکا ہو۔ لاہوت و لامکان ہی اس ٹھکانہ ہو۔ برسر حضور حاضر رہے۔ زبان کے بغیر اپنے اللہ سے ہم کلام ہو۔ مجلس محمدی میں وہ حاضر رہتا ہو۔ فقیر کی پہلی صفت یہ ہوتی ہے کہ اسے حضوری کی راہ سدا نصیب رہتی ہے۔ اس پر مشاہدہ حضوری گواہ ہوتا ہے۔ یوں وہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا منظور نظر بن جاتا ہے۔ یہ مراتب اس شخص کے ہوتے ہیں جو اسرار کی انتہا تک پہنچ چکا ہوتا ہے۔ اس کی روح بمنزلہ وحی ہو چکی ہوتی ہے۔ مشرف یہ مجلس فیضی رہتا اس کا مقدر ہوتا ہے۔ مقام اسرار میں رہنے کے باعث وہ سراسر توحید مطلق ہی میں رہتا ہے۔ لیکن جو لوگ محض مدعی ہوتے ہیں وہ تو فقیر کے درجے سے بے خبر ہیں۔ ایسے لوگوں سے تو سدا معرفت دور ہی رہتی ہے۔

معرفت فقر اور ہدایت الہی بڑی نعمتیں ہیں، ان کا حصول صرف توفیق ایزدی سے ہوتا ہے۔ اس لیے اے لوگو! جو بھی شخص خلاف شرع رہتا ہے۔ اور دنیا کی طلب نے اسے دیوانہ بنا رکھا ہو، وہ تو علم سے دور جہالت کے اٹھلے سمندروں میں غرق رہتا ہے۔ اور یہ بھی حقیقت ہے کہ دنیا کی طلب بندے میں جہالت کو بڑھاتی ہے۔ اس لیے اس کے اندر دنیا کی محبت عروج پر پہنچ جاتی ہے اور وہ حسن پرستی، شراب نوشی اور دنیاوی

رنگینیوں کا متوالہ ہو جاتا ہے۔ اطاعت خداوندی اور اپنی نمازوں کو وہ ترک کر کے خوش محسوس کرتا ہے۔ ایسا شخص صریحاً بدعتی ہوتا ہے۔ اللہ کی رحمتوں اور معرفت سے وہ محروم رہنے والا بن جاتا ہے۔ یوں اسے جلد ہی شیطان اپنی قید میں لے لیتا ہے۔

واضح رہے کہ علم بہت سے ہیں۔ کئی نیک علم ہیں اور کئی خوار۔ نیک علم تو معرفت اور قرب کا باعث بنتے ہیں، ان ہی کی بدولت حضوری حاصل ہوتی ہے۔ لیکن جو خوار علم ہیں ان سے خواری میسر آتی ہے۔ یہ بھی جان لینا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو نیک علم بخشا اور انہوں نے عز و شرف اور فضیلت حاصل کی لیکن شیطان کو خوار علم حاصل ہوا، اس لیے وہ رجیم اور لعین بھی ٹھہرا۔

**علم حق ہے:** علم لاہوت اور لامکان میں پہنچانے والا ہوتا ہے۔ علم سے عطا ہے اور اس سے قرب رخص کا حصول ہے۔ اور جو علم قرب بخشنے والا ہوتا ہے پہلے وہی علم حق اور برحق ہے۔ یہی علم عین ہے، یہ عیانی اور عارفی ہے۔ علم عیانی اور علم عارفی دونوں عمل حق کی قید میں ہیں اور پھر علم خود تو کلمہ طیب لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی قید میں ہے اور کلمہ طیب اسم اللہ ذات کی قید میں ہے۔ جو شخص برحق علم حاصل کرتا ہے۔ اور دلی تصدیق کے ساتھ پڑھتا ہے، وہی کلمہ طیب کی کنہ تک بھی پہنچ جاتا ہے۔ اس کے بعد دنیا جہل کا کوئی بھی علم محض نہیں رہتا۔ اور جو ظاہری علم ہے وہ راہ کے لیے ضروری ہوتا ہے لیکن باطنی علم ذریعہ قرب و معرفت بنتا ہے۔

اور یہ جان لینا چاہیے کہ علم باطنی کا عالم وہ ہوتا ہے جو بے سر ہو بے زبان ہو۔ بے آکھ اور بے کان بے ہاتھ اور بے پاؤں اور بے دل ہو۔ وہ فیض رحمانی سے بغیر آنکھوں کے دیکھتا، بغیر کانوں کے سنتا اور بغیر زبان کے بولتا ہے۔ بغیر پاؤں کے چلتا اور بغیر ہاتھوں کے پکڑنے والا ہوتا ہے۔ وہ توحید و معرفت کے علوم کا مطالعہ کانوں، آنکھوں اور زبان کے بغیر کرتا ہے۔ اس کا دل دونوں جہانوں میں زندہ ہوتا ہے۔ اس کے دل کے لیے

موت نہیں ہوتی۔ ایسے عارف لوگوں کے جسم سراسر نور ہوتے ہیں۔ وہ سدا معرفت کا مطالعہ کرتے ہیں اور روشن ضمیر ہوتے ہیں۔ ثانی اللہ صاحب حضوری ہوتے ہیں۔ اور حضوری کے اندر بھی وہ باشعور ہوتے ہیں۔ یہ لوگ شفقت سے مسرور رہتے ہیں۔ اس لیے جو بندہ علم توحید و معرفت کا سبق پڑھتا ہے وہ ظاہری علوم سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔

اس حوالے سے فرمان نبوی ہے کہ ”من عرف ربہ فقد کل لسانہ من سکت مسلم و من مسلم نجی“۔ جو اپنے پروردگار کو پہچان لیتا ہے اس کی زبان گوئی ہو جاتی ہے۔ اور جو اس طرح خاموشی اختیار کر لیتا ہے۔ وہ سلامتی میں آ جاتا ہے اور سلامتی والا توجع جاتا ہے۔ یہ مراتب باطنی علوم والے کے ہوتے ہیں۔

واضح رہے کہ جو شخص فقیر محمدی کو حقیر سمجھتا ہے۔ وہ دنیا جہل میں قبیحی دامن رہتا ہے۔ فقیر کو بے برکت جاننے والا خود بے برکت اور حکمت سے خالی ہوتا ہے۔ وہ خود برکت اور حکمت سے محروم ہوتا ہے۔ اسی طرح جو فقیر کو جہل جانتا ہے وہ گویا اپنے جہل میں اضافہ کرتا ہے۔ فقیر کے علم جانے بغیر جو ظاہری علم پڑھ بھی لے وہ جاہل ہے اور اس کے لیے جہی اور ہلاکت ہے۔

**فقیر مثل آئینہ ہیں:** ایک حدیث نبوی میں اس طرح سے ہے کہ ”کل اناء یترشح بماء فیہ“۔ کسی ظرف کے اندر جو کچھ ہوتا ہے، وہی اس سے ٹپکتا یا باہر نکلتا ہے۔ فقر کی مثل آئینہ کی سی ہوتی ہے۔ دیکھنے والے کو اس میں سے اپنا ہی چہرہ دکھائی دیتا ہے۔ گویا فقر سے انسان اپنی ہی اصل کا مشاہدہ کر سکتا ہے۔ اس لیے اسے لوگو! فقیروں کی عزت کرو، یہ ایسے عالم ہوتے ہیں جو ناموری سے دور بھاگتے ہیں۔

صاحب عقل کے لیے ایک ہی بات ضروری اور کافی ہے کہ اگر وہ احمق ہے تو وہ نفس کی قید میں ہے۔ اور اہل نفس تو کمبختی کی مانند ہیں کہ کوئی بھی کمبختی اپنی پرواز میں شہباز کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔

فقر کی عظمت کے حوالے سے حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ ”الفقر لا يحتاج الا الى الله“۔ گویا جو فقیر ہے وہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کا محتاج ہوتا ہے۔ اس طرح کا فقیر لا محتاج صاحب تصور کامل ہوتا ہے۔ اس کی نگاہ کے تصور سے سب اکیر و پارس ہو جاتے ہیں۔

ہم عالم عالم ہم حق نما  
احتیاج کس ندارم جز خدا

عارف صراف ہے: یہ حقیقت بھی امری سچ ہے کہ عارف فقیر صراف کی طرح ہوتا ہے۔ وہ باطنی صفائی میں کامل ہوتا ہے۔ وہ لوگوں کو نظری سے پرکھ لیتا ہے۔ بالکل اسی طرح جیسے صراف کھوٹے کھرے سونے کی نظری سے پہچان کر لیتا ہے۔ عارف کو تو اللہ کی جانب سے واردات غیبی اور فتوحات لاریحی کا علم بھی ہوتا ہے۔ اسی سے معجزات محمدی وقوع پذیر ہوتے رہے۔ علم غیبی کا الہام بھی حضور نبی اکرم ﷺ ہی کے حوالے سے ہے۔ اس لیے جو علم محمدی کے بارے میں کسی شک و شبہ میں ہوتے ہیں وہ گستاخی کرتے ہیں اور برائی کہتے ہیں۔ لیکن جو عین العیان کے مرتبے پر ہوتا ہے۔ وہ روشن ضمیر ہو جاتا ہے۔ اس طرح کی گستاخی کے بارے میں وہ سوچ بھی نہیں سکتا۔ اس طرح کے بندے پر اللہ تعالیٰ ہر بات اور امر کو ظاہر اور منکشف کر دیتا ہے۔ روشن ضمیر لوگ جلد ہی بے ایمان اور جھوٹے کی پہچان کر لیتے ہیں۔ ان کے لیے صادق اور کاذب میں امتیاز کرنا ایک عام اور معمولی عمل ہوتا ہے۔ انیس اساء الحسنی میں سے اسم اعظم کا معلوم کرنا بھی مشکل نہیں ہوتا۔ روز جمعہ کی نیک ساعت کو بھی وہ با آسانی جان لیتے ہیں۔ اسی طرح شب برات کو بھی وہ جانتے ہیں۔ یہ صرف اس لیے ہوتا ہے کہ ان اللہ والے لوگوں نے اپنے رب کی پہچان کر لی ہوتی ہے۔

اسی حوالے سے حضور نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے کہ ”من عرف الله لا

يخفى عليه شئ في الارض ولا في السماء“ جو شخص اپنے اللہ کو پہچان لیتا ہے، اس سے زمین و آسمان کی کوئی چیز پوشیدہ نہیں رہتی۔ اس لیے اے لوگو اس امر کو جان رکھو کہ ایمان خوف اور رجا کے مابین ہے۔ اس حوالے سے خوف یہ ہے کہ قیمت کو سدا اپنی نگاہ میں رکھا جائے اور نفسانی ہوا اور خواہشات کو چھوڑ دیا جائے۔ کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ اس طرح سے ہے کہ ”ونهي النفس عن الهوى فان الجنة هي الماوى“۔ جس شخص نے اپنے نفس کو ہواؤ ہوس سے روکا اس کے لیے بدلہ جنت ہی ہے۔

اس سے واضح ہوتا ہے کہ جنت میں وہی لوگ جائیں گے جو با ایمان ہوں گے۔ اور پھر خوف کے بعد رجا یہ ہے کہ آدمی شروع ہی سے اہل ایمان میں سے ہو۔ کیونکہ وہ بحوالہ روح الست برہم کے جواب میں قلوبی کہہ چکا ہے۔ اسی سے روح کو راحت دائمی نصیب ہوتی ہے۔ اور معرفت و توحید کے علم اس پر منکشف ہوتے جاتے ہیں۔ اللہ کی معرفت بھی اسی حوالے سے حاصل ہوتی ہے۔

اللہ کے دوست: اولیاء اللہ کے لیے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ”الا ان اولياء الله لا خوف عليهم ولا هم يحزنون“۔ بلاشبہ اولیاء اللہ یعنی جو اللہ کے دوست ہیں ان کے لیے نہ تو کسی قسم کا خوف ہے اور نہ ہی حزن ہے۔ پس اے لوگو ایمان کی کسوٹی یہ ہے کہ طالب ہو تو با ایمان ہو۔ اسی طرح کے طالب پر مرشد اسلمائے اٹھی اور آیات قرآنی کے تصور سے توجہ کرتا ہے۔ با ایمان لوگوں کے وجود پر کلام الہی بہت گہرا اثر کرتا ہے۔ اس شخص کو اللہ عظمت بخشا ہے۔ اس کے لیے صراط مستقیم خضر ہوتی ہے۔ وہ بندہ ہمہ وقت اپنے پروردگار کی نگاہ اور پناہ میں ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اسے ثابت قدمی کی بے پناہ قوت و طاقت بخش دیتا ہے۔ اس کے اندر خلق محمدی بھی پیدا کر دیتا ہے۔

لیکن جو بندہ با ایمان نہیں ہوتا۔ اس پر اللہ کی کوئی رحمت اپنا رنگ نہیں دکھاتی۔

اس پر اسم اللہ ذات کا بھی کوئی اثر ظاہر نہیں ہوتا۔ بے ایمان بندہ تلخ حرم و ہوا رہتا ہے۔ وہ سراپا شرک کرتا ہے۔ اسے اس کی انانیت ہی نہیں جینے دیتی۔

ہرگز ایمان بود حاضر مدام  
در طلب موتی بود ایمان تمام

بلا ایمان با اعتقاد ہوتا ہے۔ اور اس کا اعتبار با دیدار رہتا ہے۔ جو صاحب ایمان نہیں ہوتا اسے تو ان مراتب کی خبر بھی نہیں ہو سکتی۔ بے ایمان تو کولہو کے تیل کی مانند ہوتا ہے۔ اسے اپنے اس چھوٹے سے چکر کے علاوہ اور کسی راہ کی خبر ہی نہیں ہوتی۔  
حب کی دو قسمیں ہوتی ہیں۔ ایک ایمان کی حب اور دوسری رسول اللہ کی حب۔  
اس کے علاوہ تمام قسموں کی حب انہی میں سے ہوتی ہیں۔

ہر کہ ایں راہے نداند سر ہوا  
ال ایمان داعی شد با خدا

حیا ایمان میں سے ہے: اللہ والے فقیر وہ ہوتے ہیں جو بادب اور باحیا رہتے ہیں۔ اسی حیا کے بارے میں فرمان نبوی ﷺ ہے کہ ”الحیا من الایمان“۔ حیا ایمان میں سے، یعنی یہ حیا ایمان ہی کے باعث پیدا ہوتی ہے۔ اس لیے اکثر حیاء کو ایمان کی نشانی اور علامت کہا جاتا ہے۔ یہ جمعیت کلی ہے۔ اس کے برعکس جو حیا سے عاری ہوتا ہے۔ وہ سدا طلب دنیا میں روگرداں ہی رہتا ہے۔ اس پر جمالت مدام کا راج ہوتا ہے۔ ایسے بندے کی اللہ کو ذرا بھی پرواہ نہیں ہوتی۔

اے لوگو! اس امری اور انہی حقیقت کو جان لو کہ ایمان ہی اسلام ہے اور اسلام ہی حق ہے لیکن کفر باطل مطلق ہے۔ جو دنیا کے طالب ہیں وہ توحید و معرفت سے دو دنیاوی مراتب کی طلب میں رہتے ہیں۔ وہ بھی فرعون کی طرح دنیا ہی کو باعث سکون اور وجہ فخر سمجھتے ہیں لیکن وہ لوگ جو صرف دنیا ہی کو اختیار کیے رہتے ہیں وہ تو جانوروں سے

بھی برے ہیں۔

اے لوگو! ذرا غور و فکر سے کام لو، کیا تم قبرستانوں کو نہیں دیکھتے۔ تمہیں تو مرے ہوئے لوگوں کے احوال کی کوئی خبر نہیں ہے۔ چند دن بعد وصال الہی کے حصول کی کوشش کرو۔ اس سلسلے میں اللہ سے توفیق طلب کرو۔ یہ وقت تو مدام چلا جا رہا ہے، یہ ایک شمشیر برائ ہے۔ ہر شے کو کاٹتے چلا جاتا ہے۔ اس لیے اس چند روزہ مختصر زندگی کو غنیمت جان کر اس سے مستفید ہونے کی کوشش کرو۔ نفس اور نفسانی خواہشات ہر صورت فنا کے گھاٹ اتر جانے والی ہیں۔

ہر نفس کے لیے موت: اسی بارے میں ارشاد باری یوں ہے کہ ”کل نفس ذائقۃ الموت“۔ ہر ذی روح کے لیے موت ضروری ہے۔ اسے موت کا ذائقہ چکھنا ہو گا۔ اس لیے اے لوگو! اللہ کے اس فرمان کو سدا یاد رکھو۔ اس کے علاوہ حضور نبی اکرم نے بھی اطاعت و فرمانبرداری کے لیے فرمایا کہ۔ ”جمود العین من قوة القلب وقوة القلب من اكل الحرام من كثرة الذنوب من نسيان الموت من طول الامل و طول الامل عن الحب الدنيا“۔ بھرپور اور گہری نیند دل کی قوت کی وجہ سے ہے۔ اور دل کی قوت حرام کھانے سے ہے۔ حرام کھانا کثرت گناہ سے ہے۔ اور کثرت گناہ بندے کو موت بھلا دینے سے ہے۔ پھر جو موت کو بھلا دیتا ہے اس کے اندر دنیا کی بے پناہ خواہشات جنم لیتی ہیں۔ اور دنیا کی یہ ساری خواہشات کے حوالے سے دنیا کی محبت ہی بندے کے لیے ہوتی ہے۔

دنیا خطاؤں کی جڑ ہے: ایک اور مقام پر فرمان نبوی اس طرح سے بھی ہے کہ ”حب الدنيا راس كل خطيئة“۔ دنیا کی محبت ہی تمام خطاؤں کی جڑ ہوتی ہے۔ لیکن جو لوگ اللہ والے ہیں اور ان کے ساتوں اعضا اسم اللہ ذات کے تصور کے باعث پاک ہیں۔ انہیں کسی خطا کا کوئی خطرہ ہی نہیں ہوتا۔

اس لیے اے دنیا دار لوگو! اے اہل ہوس لوگو! تم جان لو کہ اولیاء اللہ کے مراتب بہت بلند اور ارفع ہیں۔ انہیں کسی قسم کا نہ تو ڈر ہے اور نہ حزن و ملال ہی ہے۔

گاہ ابتدا گاہ انتہا دل درمیاں ہشیار شد  
دریک دے صد بار پنجاہ معرفت دیدار شعر  
آتش دیدار سوز و اپھو چوب خشک را  
ایں ریاضت اولیاء را نصیبی از خدا  
نیست آنجا نفس و شیطاں نیست دنیا دروں شب  
نیست آنجا ازل و ابد و نیست حور نے بہشت  
نیست منزل نے مقام و نیست کونین و مکان  
بے مثل بے ہوش بینم باقرب در لامکان  
نیست آں جاؤکر و فکر و نیست درود و نے ثناء  
غرق فی التوحید کستم شد حضوری با خدا  
در حضوری کس گنجید طالب دیدار بین  
دیں مراتب طالبان راشد نصیبی بالیقین  
باہو باہو یقین حق یقین را خوش مگر  
ایں مراتب عارفانی کلاماں صاحب نظر

اے طالب دنیا! تو زرا نفس کا بندہ ہے۔ اسی طرح اے مرشد ناقص! تو ذرا

معرفت حق اور معرفت باطل کی شرح سن لے۔

معرفت کیا ہے: معرفت کے بارہ تحقیق، بارہ توفیق، اور بارہ طریق ہیں۔ جو خود عارف اور عالم ہوتا ہے وہی کسی دوسرے کو کچھ سکھا سکتا ہے۔ کئی طرح کی معرفت ہے، یعنی معرفت قلب، معرفت نفس، معرفت روح، معرفت سر، معرفت خلق، معرفت

شیطان، معرفت جنونیت، معرفت فرشتگان موکل، معرفت ذکر و فکر، معرفت درود و طائف، دعوت اور تلاوت کلام اللہ، معرفت فتاویٰ اللہ، معرفت فتاویٰ محمد، معرفت فتاویٰ الشیخ، معرفت الہی، معرفت صاحب تصدیق، معرفت عقبی، معرفت دنیا وغیرہ، معرفت فتاویٰ الشیخ میں طالب سدا تصور شیخ ہی میں مستغرق رہتا ہے۔ معرفت غوث و قطب میں طالب کو عرش سے تحت العرش سب کچھ دکھائی دیتا ہے۔ اور معرفت حق میں بندہ توحید الہی میں مستغرق ہو جاتا ہے۔ معرفت عقبی اور معرفت دنیا یہ ہے کہ بندہ ”موتوا قبل ان تموتوا“ کے درجے پر پہنچ جائے۔

اس لیے اے لوگو! جس کا باطن معرفت کی تحقیق سے روشن ہوتا ہے اس کا ظاہر ہر تصرف سے باتوفیق ہوتا ہے۔ لیکن سادہ لوح اور احمق لوگ ہر ایک کو بغیر معرفت باطنی کے عارف کہنے اور سمجھنے لگتے ہیں۔

عارفان	را	ے	شام	وزفا
کے	بود	ایں	عارفان	بے حیا
ابتدا	عارف	مراتب	اولیاء	
انتہا	عارف	مشرف	بلقاء	

اے لوگو عارف کا درجہ بہت بلند ہوتا ہے۔ ہزاروں کتابوں کے احوال مرشد کے

ایک ہی قال میں جمع ہو کر منکشف ہو جاتے ہیں۔ عارف فقیر دعوت میں کامل ہوتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ وہ معرفت میں بھی کامل ہوتا ہے وہی ولی اللہ کہلانے کا حق دار ٹھہرتا ہے۔

دعوت میں کامل: دعوت میں وہ شخص کامل ہوتا ہے جو تصرف، تصور اور توجہ کے ساتھ مقام ازل ہی میں اولیاء اللہ کی صف میں چلا جائے۔ اس کے بعد ابد اور مقام عقبی میں ہر ایک مومن مسلمان کی روح سے ملاقات کرے اور پھر مجلس محمدی میں حاضر رہے۔

کامل وہ شخص ہوتا ہے جو صرف نگاہ اولین ہی میں طالب کو اللہ کی حضوری میں پہنچا دے۔ اور اپنی توجہ ہی کے ساتھ ہر مشکل کو آسان کر دے۔ اور وہ بھی کامل ہوتا ہے جو جس بھی لمحہ یا جس بھی مقام پر یاد کیا جائے وہ لباس نفسانی، قلبی یا روحانی یا نوری میں امداد کے لیے حاضر ہو جائے۔ ان صفات عالیہ سے جو عاری ہو گا وہ کامل نہیں ہو سکتا۔ ان کی عدم موجودگی میں بھی جو معرفت اور قرب الہی کا دعویٰ کرتا ہے۔ وہ محض کاذب اور مکار ہوتا ہے۔ اس کی حیثیت بوجھ اٹھانے والے لدو جانور کی ہے۔ اس حالت میں وہ اصل اور جانوروں سے بھی کمتر ہوتا ہے۔

**معرفت کی علامت:** معرفت کی علامت یہ ہے کہ بندے کو قرب حق حاصل ہو۔ اور عارف کی راہ یہ ہے کہ اس کی نگاہ میں مدام دیدار حق ہی رہے۔ فقیر دونوں جہلی میں بلاشہاد کی مانند ہوتا ہے۔ لیکن اس کے اس مرتبے کو صرف وہی لوگ جانتے ہیں۔ جنہیں خود قرب الہی حاصل ہوتا ہے۔ عارف تو دیدار الہی کے سوا اور کچھ دیکھنے کے لیے سوچ بھی نہیں سکتا۔ لیکن وہ لوگ جو کسی بھی مقام پر نہیں ہوتے ان کا ہر دعویٰ باطل ہوتا ہے۔ عارف کی ایک اور علامت یہ بھی ہے کہ اس کا طالب بھی پہلے ہی روز عارف ہو جاتا ہے اور پھر تادم مرگ اسے کسی دوسرے ظاہری علم کے حصول کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔ وہ ظاہری ذکر و فکر اور ورد سے بھی اجتناب کرتا ہے۔

حضور نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ ”جس نے اپنے بزرگ کو پہچان لیا وہ گویا زبان سے گو نگا ہو جاتا ہے“ عارف تو طالب کو یک بارگی ابتدا اور انتہا کے مطالب سے باخبر کر دیتا ہے۔ اس دنیا میں نفس کے عارفوں کی کمی نہیں ہے۔ اسی طرح قلب کے عارف بھی بے شمار ہیں۔ ان کے ساتھ ساتھ روح کے عارف بھی ہیں لیکن مشاہدہ نور حضور ہزاروں میں سے صرف ایک عارف ہوتا ہے۔

اے لوگو! اس میں ذرا برابر شک نہیں ہے کہ کسی کو اس وقت تک معرفت

حاصل نہیں ہو سکتی جب تک باطن میں بیعت محمدیؐ نہ کی جائے۔ اور مرشد کامل کا سب سے بڑا وصف یہی ہوتا ہے کہ وہ طالب کو فوراً ہی مجلس نبویؐ میں پہنچا دے۔ بلکہ ایسا شخص ہی مرشد کہلانے کا حق دار ہوتا ہے۔ ان صفات عالیہ سے جو عاری اور خالی ہوتا ہے وہ محض کاذب اور ناقص ہے۔ ایسے خود ساختہ مرشد کی تلقین اور وعظ و نصیحت سب ریاکاری ہوتی ہے۔

**قل کا نکتہ:** اے اللہ کے بندو! تمام علوم روحانی، علم حق، قوم، علم رقم رقوم، علم توریت، انجیل، زبور، قرآن اور احادیث، علم لوح و محفوظ اور کل علم مخلوقات سب کے سب ایک ہی نکتہ میں سمائے ہوئے ہیں۔ وہ نکتہ قل ہے اس لیے جو قل کی کنہ جاننا ہے۔ اسے ظاہری اور باطنی علوم کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔

علم کے بارے میں فرمان نبویؐ اس طرح سے ہے کہ:

”العلم نکتہ و کثر تھا بالجهال“ علم تو محض ایک نکتہ ہے اور جاہلوں کے پاس اس کی کثرت ہے۔ سب ذکر و فکر حل کے ایک نکتے میں ہے۔ جو اللہ کا بندہ حضور نبی اکرم ﷺ سے مشرف ہو وہ حل میں ہوتا ہے۔ کیونکہ ہر طرح کی معرفت احوال میں ہوتی ہے۔ اس سے جمیعت اور مشاہدہ جمل الہی نصیب ہوتا ہے۔ اس لیے مرشد کامل پہلے ہی روز علم کن کے باعث سب کچھ سمجھا اور پڑھا دیتا ہے۔ اس طرح وہ روز اول ہی تمام علماء پر غالب آ جاتا ہے اور نور کی بدولت ساتوں اعضا بھی نورانی ہو جاتے ہیں۔ طالب کو تمام دنیوی اور دینی مطالب و مقاصد بھی حاصل ہو جاتے ہیں۔

ذکر و فکر نور معرفت ہے: ذکر و فکر حل نور معرفت ہیں۔ مشاہدہ سے جمیعت ہے، قرب سے حصول حضوری ہے، اور غرق فی اللہ ہوتا ہے۔ اس لیے جسے قرب الہی میسر آ جاتا ہے دونوں جہان اس کی غلامی میں آ جاتے ہیں۔ اس طرح فقیر دونوں جہانوں کا سلطان اور بلاشہاد ہوتا ہے۔

گر بخوای خوش حیاتی طلب کن مرشد زکن  
از کنہ کن جملہ حضولت بس ترا ایں یک سخن

اس لیے اے لوگو! اگر مرشد عارف کسی کو مل جائے تو اس پر جان، من، تن اور مال سب فدا کر دینا چاہیے۔ لیکن جو لوگ ناقص ہوتے ہیں اور معرفت کے مدعی نہیں وہ محض بے حیا ہیں۔ ایسے بے حیا لوگوں پر تو طالب خود ہی غالب آسکتا ہے۔ ناقص تو بے توجہ، بے تعریف، بے فکر اور بے توفیق ہوتا ہے۔ ایسے شخص کے لیے زوال مقدر ہوتا ہے۔ ایسے مرشد کا باطن بھی ناقص ہی ہوتا ہے۔ اس کے برعکس وہ مرشد جس کا باطن درست اور صحیح ہوتا ہے۔ وہ تو طالب کو مجلس محمدی سے مشرف کر دیتا ہے اور پھر حضور الہی میں غرق کر کے رکھ دیتا ہے۔ اس ساری صورت حال کی طالب خود معرفت کی بنیاد پر تحقیق کرتا ہے۔ اسے اپنی اس کیفیت کا بھی مکمل شعور ہوتا ہے۔ اس وقت اس سے ہر طرح کے وسوس، خناس اور شیطانی خدشات دور ہو چکے ہوتے ہیں۔ اور باطن کی یہ حالت احوال کھلائی ہے۔ اس وقت بندہ حق و باطل میں بخوبی امتیاز کر سکتا ہے۔ اس موقع پر فرماں نبویؐ ہے کہ ”خذ ما صفا ودع ما کدر“ جو اچھا ہے وہ لے لے اور جو برا ہے اسے چھوڑ دے۔

ایں چنین دعوت کے عاقل تمام  
طالب را سے رساند ہر مقام

فقیر کی خدمات: دعوت زہنی، قلبی اور روحی کے تمام مراتب طالب کو اس کا مرشد کامل پہلے ہی روز بخش دیتا ہے۔ اس کو فوری طور پر لایحتاج کر دیتا ہے۔

اے لوگو! یہ شرف فقیروں ہی کو حاصل ہوتا ہے کہ وہ اپنے نفس پر حکمرانی کرتے ہیں۔ یہ شرف فقیروں کو تو اس حکمرانی کے ساتھ ساتھ دولت، عزت، شرافت، کرامت، جنج، علم، حکمت، جمیعت، مراتب، منصب، معرفت، توحید اور سلطانی بھی میسر ہوتی

ہے۔ یہ ساری دولتیں اور مراتب اللہ تعالیٰ ہی اسے بخشا ہے۔ فقیر کے لیے یہ سب کچھ معرفت الہی اور مجلس نبویؐ کے وسیلہ سے ملتا ہے۔ اس کے بدلے میں فقیر کے ذمے دو خدمات ہوتی ہیں کہ فقیر کے زندگی موت ہوتی ہے۔ وہ ”موتوا قبل ان تموتوا“ کے حوالے سے مرنے سے پہلے ہی موت کو بخوشی قبول کر چکا ہوتا ہے۔ اور پھر موت کے جو مراتب ہوتے ہیں فقیر کے لیے وہی حیات بن جاتے ہیں۔ یعنی ”یخرج الحي من الميت ويخرج الميت من الحي“ اس کا اللہ تعالیٰ موت میں سے زندگی اور زندگی میں سے موت کو نکالنے والا ہوتا ہے۔ اسی لیے وہ اپنے لیے موت ہی کو قبول کرتے ہیں۔

فقیر اہل توحید اور اہل تقلید: جو فقیر اہل توحید ہوتے ہیں۔ ان کی دو علامتیں ہیں۔ اول یہ کہ وہ اسم اللہ ذات کے تصور سے ذات نور حضور میں مستغرق رہتا ہے۔ دوم یہ کہ وہ علم دعوت سے اہل قبور کی روحانیت سے ملاقات کرتا ہے۔ مرشد کامل یہ دونوں مراتب طالب کو پہلے ہی روز بخش دیتا ہے۔ اس لیے فقیر کہہ کن کے مراتب کو پہچان لیتا ہے۔ وہ جو بھی کہتا ہے وہ کہہ کن کے باعث جلد یا بدیر ہو کر رہتا ہے۔ اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہوتی ہے کہ فقیر کا کلام کبھی مصلحت سے خالی نہیں ہوتا۔ اس کے کلام میں حکمت الہی پوشیدہ ہوتی ہے۔ یہ اس لیے بھی ہوتا رہتا ہے کہ فقیر ہر طرح کے مطلب سے برتر و بالا ہوتا ہے۔ اس لیے تعریف میں اگرچہ تمام خزانے ہوتے ہیں لیکن وہ ان خزانوں کو کبھی خاطر میں نہیں لاتا۔ فقیر قرب الہی، معرفت لاہوتی و لاسکلی سے بھی کلی طور پر آگاہ ہوتا ہے۔ توجہ کے باعث وہ اپنے مراتب میں اور ترقی کر سکتا ہے بلکہ اس کی یہ ترقی تو قیامت تک جاری و ساری رہتی ہے۔

بادشاہ اور فقیر: تمام بادشاہ فقیروں کی توجہ کے مرہون منت ہوتے ہیں۔ جب تک فقیر کامل بادشاہ کی جانب خصوصی توجہ نہیں کرتا اس وقت تک اس کی بادشاہت کو قرار

نہیں ہے۔ بادشاہ کی تمام مہمت بھی فقیری کی توجہ سے سرانجام پاتی ہیں۔ بادشاہی فتوحات میں بھی فقیری کی توجہ کار فرما ہوتی ہے۔ فقیر کی توجہ خاص کے بغیر کوئی بادشاہ چاہے کتنا ہی قوی اور سپاہ رکھنے والا ہو کوئی معرکہ نہیں مار سکتا، نہ کوئی کامیابی حاصل کر سکتا ہے۔ بلکہ بادشاہ کو تو تمام بادشاہی امور بھی فقیری کی مہربانی اور عنایت سے حاصل ہوتے ہیں۔

حمایت را کہن دامن درویش

بہ از سد سکندر مد پیش

اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے فقیروں کو اس قدر زیادہ قوت و شہمت عطا فرمادیتا ہے کہ وہ جب چاہیں بڑے بڑے بادشاہوں کو بھی عظیم الشان سلطنتوں سے معزول و محروم کر کے ننگے پاؤں فقیر کی خدمت میں حاضر کر لیں۔ گویا اس طرح یہ حقیقت عیاں اور ثابت ہوتی ہے کہ فقیر کی توحید اور قرب الہی کی لذت اور وقار جمعیت اس قدر زیادہ عظیم ہوتے ہیں۔ کہ ان کے سامنے ملک سلیمانی کی بادشاہت ہیچ اور بے وقعت دکھائی دیتی ہے۔

بہ زہر لذت بود لذت خدا

لذت دنیا چہ باشد بے لقا

فقیر کبھی کسی بادشاہ کی طرف کسی مطلب یا مقصد کی خاطر توجہ نہیں کرتا۔ فقیر کسی طرح کی التجا کرنے کو ہرگز گوارا نہیں کرتا۔ فقیر اگرچہ اپنے فقر و فاقہ کے باعث مرتے رہتے ہیں۔ لیکن اس کے لیے وہ کسی سے گلہ گزاری نہیں کرتے۔ یوں فقیروں کا یہ مرتبہ بادشاہوں سے بہت بڑا اور سبقت والا ہوتا ہے۔ فقیر لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف لاتے ہیں اور بادشاہوں کو جمعیت بخشتے ہیں۔ ولی اللہ فقیر بھی ہوتا ہے اور وہ قرب الہی سے بھی فیض یاب ہوتا ہے۔

فقیر کا مرتبہ: فقیر اور بادشاہ کے حوالے سے یہ حقیقت ہے کہ ہر ایک سر بادشاہی تاج کے لائق نہیں ہوتا، اسی طرح ہر ایک دل بھی اسرار الہی کا مخزن بننے کا اہل نہیں

ہوتا۔ مجلس نبویؐ اور فقیر کے دیکھنے سے کلمہ حاصل ہوتا ہے۔ اور پھر اسی سے اللہ کی تمام مخلوق کے لیے بھلائی اور جمعیت ہوتی ہے۔ اور یہ ایک مسلم حقیقت ہے کہ جو لوگ دوسروں کے لیے بھلائی کرتے ہیں اور ان کے وجود سے بھلائی ہی جنم لیتی ہے۔ وہی سب سے اچھے اور افضل ہوتے ہیں اگر فقیر چاہے تو کسی مفلس، بے گھر، ادنیٰ شخص کو تخت شاہی بخش دے اور اسی طرح وہ چاہے تو کسی بھی بڑی سے بڑی سلطنت کے بادشاہ کو پل بھر میں معزول کر کے اسے گداگر بنا دے۔ یہ فقیر کے مراتب ہوتے ہیں۔ اور فقیر تو دراصل صاحب تصور فی الحق ہوتا ہے۔ اسے حکم الہی اور اجازت نبویؐ ہوتی ہے۔ یوں سب کچھ اس کے اختیار اور تصرف میں دے دیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ فقیر کی زبان اصل میں رحمان کی تلوار کا درجہ رکھتی ہے۔ فقیر لاہوت اور لامکان میں عین بعین دیکھنے والا ہوتا ہے۔

دعوت لطف الکریم: اس لیے جو فقیروں کا دشمن اور منکر ہے وہ اپنے اللہ سے دشمنی کرتا ہے۔ ایسے منکر کے لیے سدا کی پریشانی ہوتی ہے۔ اس کے لیے ہرگز جمعیت نہیں ہوتی۔ دعوت قر عظیم سے ذوال لاحق ہوتا ہے۔ لیکن دعوت لطف الکریم سے ترقی میں مزید عروج ہوتا ہے۔ فقیر ہر اعتبار سے کامل ولی اللہ ہوتا ہے۔ وہ عالم اور عامل ہونے کے ساتھ ساتھ عارف باللہ بھی ہوتا ہے۔ وہ واصل مکمل فی اللہ رہتا ہے۔ وہ اکمل بقا باللہ ہے۔

وہ مرشد جو اپنے مرید کو یک بارگی مجلس محمدی میں نہیں پہنچاتا وہ ناقص ہوتا ہے۔ مرید کو ذکر و فکر اور ورد و وظائف میں مشغول رکھے وہ خود خام ہوتا ہے۔ مرید بھی جس قدر صادق شاگرد اور منکاش طالب ہوتا ہے مرشد اسی قدر اس پر زیادہ مہربان اور مشفق ہو جاتا ہے جس مرشد کو خود سدا کی حضوری حاصل ہوتی ہے وہی تو اپنے کسی مرید کو بہ باطن ہدایت کے ذریعے سے ولایت کے منصب پر پہنچا سکتا ہے۔ جو مرشد مرید کو حضوری میں نہ

پہنچائے وہ ناقص محض سمجھا جاتا ہے۔ ایسے شخص سے کسی طرح کی بھلائی یا خیر کی توقع رکھنا عبث ہے۔ اس طرح کے ناقص اور خام کار کی تلقین بھی اگارت ہی جاتی ہے۔

مرید و مرشد: اے لوگو! اس حقیقت کو اچھی طرح سے جان لو کہ پیری اور مریدی اصل میں اسم اللہ پاک کے تصور سے قائم ہونے والا عمل ہے۔ یہ رشتہ بننا ہی اسم اللہ ذات کے تصور کے باعث ہے۔ اس کے بعد مرید کے لیے بھی حضوری مقدر ہو جاتی ہے۔ اس حصول کے لیے صدق و تصدیق بھی ضروری ہے کیونکہ مرشد کامل تو حضوری کے درجے سے آگاہ ہوتا ہے۔ اس لیے نہ سچے اور صادق طالب کے بغیر مریدی ہے اور نہ کامل اور تصرف مرشد کے بغیر پیری ہی ہے۔

باشعور اور صاحب دانش طالب جو معرفت الہی حاصل کرنے کے حتمی ہوتے ہیں، ان کے لیے علم ظاہری اور علم باطنی کی تحصیل بھی ضروری ہوتی ہے۔ اس لیے جو طالب دونوں ظاہری اور باطنی علوم کو حاصل کرتا ہے۔ وہ خود حق کی کسوٹی کا درجہ حاصل کر جاتا ہے۔ وہی حق یقین کا محقق بن جاتا ہے۔ اس لیے سب سے پہلے طالب اپنے مرشد سے، مرید اپنے پیر سے، یا شاگرد اپنے استاد سے علم کیسے اکسیر طلب کرتا ہے یہ وہ ابتدا ہوتی ہے جس کے بغیر کسی کو دنیاوی اور دینی مقاصد حاصل نہیں ہوتے۔ جو اس منزل پر نہیں پہنچتا اس کے لیے سرگردانی اور پریشانی ہی ہوتی ہے۔ اسی کے حوالے سے بندے کے لیے جمیعت ہوتی ہے۔ اور نہ بھلائی، اس لیے اس کے بغیر بندہ انسان نہیں بلکہ حیوان ہوتا ہے۔

علم کیسے اکسیر: علم کیسے اکسیر کے بارہ طریق ہیں، ان سے عامل با توفیق فیض حاصل کر سکتے ہیں، اس لیے جو مرشد اور پیر یا استاد اپنے مرید، طالب اور شاگرد کو اس امر کی اطلاع نہیں کرتا وہ تلافی بد بخت ہوتا ہے۔ اسے ہم غیر ذمے دار بھی کہتے ہیں۔ یہ بڑا ظلم ہوتا ہے کہ کوئی مرید اپنے پیر کی جانب رجوع کرے اور شاگرد اپنے استاد کی طرف متوجہ ہو

لیکن اس کے باوجود وہ نامراد اور ناکام رہے۔ پیر و مرشد کی موجودگی میں اور اس کی التفات کے باوجود نامراد رہنا ایک بہت بڑی بد قسمتی ہے۔ اس لیے جو مرشد کامل اپنے صادق یا طالب حق کو علم کیسے اکسیر بخشتا ہے، وہ بھلائی کا موجب بنتا ہے، وہ نیک کام سرانجام دیتا ہے۔ اس طرح مرید کو راہ ہدایت سوجھتا عین نیکی اور بھلائی ہے۔ جس کا اللہ کے ہاں باقاعدہ اجر و ثواب ہوتا ہے۔ کیسے اکسیر یہ ہے کہ بندے کا دل بظاہر غنی ہو اور بہ باطن وہ مجلس نبویؐ کی مدام حضوری میں رہے۔ یہ وہ مقام ہے جب وہ بندہ دین محمدیؐ پر قائم دائم اور قوی و مستحکم ہو جاتا ہے۔ یہی کیسے اکسیر اعظم کہلاتا ہے۔

علم کیسے اکسیر میں عمل کرنے کی بارہ ہزار راہیں موجود ہیں۔ یہ سب عامل کے لیے تو ہر صورت آسان ہیں، لیکن جو ناقص ہوتے ہیں وہ چاہے ساری عمر محنت و مشقت کرتے رہیں تو بھی وہ یہ عمل نہیں کر سکتے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ایسے بندے کا دل سیاہ ہو چکا ہوتا ہے۔

مر	نہوے	عمل	ظاہر کیسے
کے	رسیدے	از	عطائیت کیسے
بہ	بود	از	کیسے صاحب نظر
نظر	عارف بہ	بود	از سم و ذر

کیسے اکسیر اسم اللہ ذات: کیسے اکسیر دو قسم کا ہے یعنی کیسے اکسیر ہنر اور کیسے اکسیر اسم اللہ ذات۔ ان کا حاصل کرنا فرض عین ہے۔ بندے کا جب ہر قسم کے کیسے اکسیر پر تصرف ہو جاتا ہے تو اسے کیسے اکسیر ہنر میسر آتا ہے۔ اس وقت اس بندے کا دل سرد ہو جاتا ہے اور یوں وہ فقر میں آکر غناء اور حمیت کو بھی اختیار کر لیتا ہے۔ لیکن جو بندے وحدت الہی میں محویت کے باعث مستغرق ہو جاتے ہیں ان سے ہر طرح کا عمل کیسے اکسیر بھول جاتا ہے۔ گویا ایک کیسے اکسیر اسم دو سرے کیسے اکسیر جسم میں حلول کر کے کندن بن جاتا ہے۔

کیمیا کی کئی اقسام ہیں۔ یعنی کیمیائے جسم، نظر، زبان، روح، سر، کان، ہاتھ، پاؤں، توجہ، تصور، مشرف، وہم، ادہام، الہام، خیال، دلیل، معرفت، نور، حضور، روشن ضمیر اور کیمیائے ہر نفس امیر، یہ تمام کیمیائے اکسیر مرشد کامل کے باعث میسر آتے ہیں۔ یہ مراتب صادق مرید کو پہلے ہی دن حاصل ہو سکتے ہیں۔

اس ساری صورت حال میں مرشد کے لیے یہ ضروری ہوتا ہے کہ وہ طالب کو معرفت اور جلوہ جمال حق جلد ہی دکھا دے، یہی دونوں باتیں مرید اور مرشد کے حق میں آسان اور بہتر ہوتی ہیں۔ مرشد تو وہی ہوتا ہے جو لوہے کو کندن بنا دے۔ اور مرید کو ہر علم و ہنر پر قادر کر دے۔ ہر طرح کی جمعیت، ذکر و فکر، درود و طائف، تصور و فکر، تعارف و توجہ، دعوت اور علم کیمیا اور علم تکسیر سکھا دے۔ ہر طرح کی نعمتیں بخش دے۔ ماضی، حال اور مستقبل کے تمام احوال سے باخبر کر دے۔ اس کے برعکس جو مرشد خود کامل نہیں ہوتا اس کے لیے رجعت ہے۔ مرشد کامل اپنے مرید صادق کو ہر طرح کے نعم البدل یعنی دنیا، عاقبت ازل اور ابد پر تعارف بخش دیتا ہے۔ اس کے بعد اس بندے کے لیے حقیقی نعم البدل ہوتا ہے۔ یوں وہ ہر ایک سے لایحتاج ہو جاتا ہے۔ اور یہ غیر سے لایحتاج ہونا بہت بڑا درجہ ہے۔

ایک حدیث قدسی ہے کہ ”عباد الذی ایجادہم فی الدنیا کمثل المطراذ اتنزل فی البر بیت البر فی البحر خرج الدار“ اور پھر ارشاد باری تعالیٰ بھی ہے کہ ”و عباد الرحمن الذین یمشون علی الارض ہونا و اذا خاطبہم الجاہلون قالوا سلاما“ (اور وہ لوگ جو زمین پر نرمی سے چلتے ہیں اور جب جاہل (بھی) ان سے مخاطب ہوتے ہیں تو بھی وہ سلام کہتے ہیں)

رسول اللہ کا وزیر: اس لیے اے لوگو! سب سے پہلے اپنے دلوں کو دنیا کی غلاظتوں سے پاک کرو۔ اس کے بعد ہی تمہارا دل کسی بھلائی یا نیکی کا مسکن بن سکتا ہے۔ اس طرح

جو بندہ حضرت پیر محمد الدین کا سچا اور پر خلوص مرید ہے، وہ ہر وقت آفتاب کی آستین میں رہتا ہے۔ اس کے لیے اللہ تعالیٰ کی محافظت ہوتی ہے۔ لیکن جو پیر محمد الدین سے دشمنی کرتا ہے۔ اس کے لیے نقصان اور تباہی ہے بلکہ ناگہانی بیماری اور موت اس کی خطر ہوتی ہے۔ اسی طرح جو دنیا دار حضرت پیر محمد الدین کے کسی مرید کی بھی مخالفت کرتا ہے یا اس سے عناد رکھتا ہے وہ سب سے بڑا احمق ہوتا ہے۔ یہ اس لیے ہے کہ حضرت پیر محمد الدین خود ایک طرح سے حضور نبی اکرم ﷺ کے وزیر ہیں۔

فقیر عارف باللہ اپنے طور پر دو مراتب سے پہچانا جاتا ہے وہ بظاہر باتوفیق ہوتا ہے اور بہ باطن با تحقیق ہوتا ہے۔ ظاہری توفیق یہ ہوتی ہے کہ اس کا دنیا کے تمام خزانوں پر کامل تعارف ہوتا ہے۔ اور وہ بندہ خود سب سے لایحتاج ہوتا ہے۔ وہ چاہے تو اپنے خزانے عظیم میں سے مشرق سے مغرب تک تمام مخلوق کو روٹی دے دے۔ لیکن جو کامل ہوتے ہیں وہ اپنے ان عظیم خزانوں کی زکوٰۃ بھی دیتے ہیں ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ اپنے خزانچی قرار دیتا ہے۔

توفیق کے لائق: اے لوگو! مراتب والا وہ شخص ہوتا ہے جو سچا اور صادق ہو۔ عارف با تصدیق ہو۔ وہ غرق فی التوحید ہو۔ مجلس انبیاء اور محفل اولیاء سے سدا مشرف رہتا ہو۔ علم معرفت، علم توحید، علم نظر، علم لدنی، علم توجہ، علم فکر، علم وجود، علم فنا، علم بقا اور علم ظاہری میں وہ بدستور باشعور انداز میں امتیاز کر سکتا ہو۔

اے عزیز! اس حقیقت کو جان لو کہ ارشاد کے لائق ہر شخص نہیں ہوتا۔ اس کا اہل ولی ہوتا ہے جو ظاہر باطن پر محقق اور باتوفیق ہو۔ اس لیے ہر ایک طالب پر فرض ہے کہ وہ مرشد ہی کو کوئی کی طرح پہچان لے، اور یہ جان لے کہ اس کا مرشد خود بھی باتوفیق ہے کہ نہیں ہے اس کے بعد طالب کو مرشد کامل سے ارشاد حاصل کرنا چاہیے۔ لیکن ناقص اور خام مرشد سے تلقین یا ارشاد حاصل کرنا حرام ہوتا ہے۔

طالب	خیر	باشی	دام	دار
دم	گردانی	بود گشتن	تیار	
طالب	گر	عاقلی	عارف	شعاس
ے	شعاسد	عارفان	اقل	قیاس
کے	بود	ایں	عارفان	دل
در	طالبان	زر سم	گرد	بے حیا

لوگوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ بعض فرقے ایسے بھی ہیں جن کا ظاہر با تحقیق ہوتا ہے لیکن باطن میں وہ بے دین ہوتے ہیں۔ یہ لوگ رسول اللہ کے مخالفین اور دشمن ہوتے ہیں۔ ان کے علاوہ بعض لوگ ظاہری اور باطنی طور پر بے دین ہوتے ہیں۔ ایسے ہی لوگوں کے بارے میں ارشاد باری ہے کہ ”اتاہرون الناس بالبر و تنسون انفسکم“ (کیا تم لوگوں کو تو نیکی کرنے کے لیے کہتے ہو، لیکن تم اپنے آپ کو بھول جاتے ہو)

حق پر چلنے والے: ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں کہ ان کا باطن با تحقیق ہوتا ہے لیکن ظاہر میں وہ بے دین ہوتے ہیں۔ یہ لوگ ظاہری طور پر شرع کی بھی پابندی نہیں کرتے۔ پھر بعض لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں کہ جن کا ظاہر اور باطن دونوں سنجاب اللہ حق پر ہی ہوتا ہے۔ ایسے لوگوں کی سب سے بڑی خوبی یہ ہوتی ہے کہ وہ حق سنتے ہیں اور حق ہی کہتے ہیں۔ سدا حق پر کاربند رہتے ہیں اور باطل سے مبرا اور بیزار رہتے ہیں۔ اس لیے اے لوگو اس حقیقت کو جان لو کہ حق پر چلنے والوں کا باطن بھی برحق ہوتا ہے۔

ظاہر اور باطن کے حوالے سے حضور نبی اکرم ﷺ کا ارشاد اس طرح سے ہے کہ ”کل باطن مخالف الظاہر فهو باطل“ ”جس کا ظاہر اس کے باطن سے مخالف ہوتا ہے وہ سراسر باطل ہے۔“

مگر یک	رنگ	شود	یکسا	مضا
نمایابی	معرفت	وحدت	لقا	
ور	دورگی	دل	بود	روئے
ایں	مراتب	کاذبان	قبر	از خدا

تمتر فرقے: اے لوگو! تمہیں یہ معلوم ہو گا کہ کئی فرقے ہیں۔ ان کی تعداد تتر بتائی جاتی ہے۔ لیکن ان فرقوں میں سے کوئی فرقہ بھی اپنے آپ کو غلطی پر تصور نہیں کرتا بلکہ ہر فرقہ اپنے آپ کو راہ راست پر اور صحیح جانتا ہے۔ لیکن ہمیں یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ ان تتر فرقوں میں سے بہتر فرقے غلطی پر ہیں اور وہ شرع کے مخالف ہیں۔ لیکن صرف اہلسنت و جماعت لوگ تتر دراصل راسخ پر ہیں۔

نفیر کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ ان تتر فرقوں کے بارے میں خوب واقفیت رکھتا ہو۔ لیکن اس شعور و آگہی کے باوجود وہ خود اہلسنت و جماعت ہی کے طریق پر کاربند ہو، اس کے ساتھ ساتھ وہ باقی بہتر فرقوں پر غالب رہے۔ انہیں ترک کیے رکھے۔ صرف اہلسنت و جماعت ہی سعید لوگ ہیں کیونکہ ان کی بنیاد اور اساس معرفت قرآن پر ہوتی ہے۔ باقی تمام فرقے سراسر تھلیدی ہیں ان میں شقاوت پائی جاتی ہے۔

واقع رہے کہ علم بہت سے ہیں، کوئی قوم، ملت یا طریق علم سے باہر نہیں ہو سکتا۔ علم کا درس دو طرح کا ہے۔ ایک درس علم ظاہر اور دوسرا درس ظاہر۔ تمام جہان شرع شریفہ کی قید میں ہے۔ علم باطن معرفت، لطف رضا اور علم باطنی میں سات درس ہیں۔ گویا سات طریق سے علم کا حصول ہے، ان سے سات توفیق جمیعت اور حکمت حاصل ہوتی ہے۔

ہے ایک اہل حقیقت ہے کہ مرشد عارف اور عالم ہوتا ہے۔ اسی لیے وہ طالب کو تمام باطنی مطالب و مراتب بھی عطا کر دیتا ہے۔ اس مقصد کی خاطر وہ پہلے علم و ذکر و درس

دیتا ہے۔ پھر ذکر کا اسے عالم بناتا ہے۔ اور اس کے بعد علم و فکر سے فکر کا عالم بناتا ہے۔ اور پھر علم الہام سکھاتا ہے۔ اس کے بعد علم مشاہدہ حضور اور درس مشاہدہ حضور۔ بعد میں علم غرق اور علم معرفت سے فیض یاب کرتا ہے۔ یہی وہ مقام ہوتا ہے جب طالب ”ہمو تووا قبل ان تموتوا“ کے مقام علی پر ہوتا ہے۔ اس طالب کے لیے انوار الہی کے دیدار کا مطالعہ مقدر بنا رہتا ہے۔

اللہ کی نعمتیں: ارشاد ربانی ہے کہ ”ماذا البصر و ما طغی“ گویا اس نے نہ آنکھ جھپکی اور نہ سر کٹی اختیار کی۔ مزید ارشاد اس طرح سے ہوتا ہے کہ ”علم الانسان مالہ یعلم“ یعنی انسان کو وہ کچھ سکھایا جو وہ نہیں جانتا تھا۔ بلکہ اس کی مزید وضاحت کی خاطر ارشاد باری یوں ہے کہ ”من لدنہ علمہما“ ہم نے اپنے پاس سے اسے یہ علم بخشا۔ اور اس ساری صورت میں مطالبہ یہ ہوا کہ ”واذکرو ربک اذا نسیت“ تو اپنے پروردگار کو اس وقت تک یاد کر جب تو اور سب کو بھول جائے۔

ارشاد ربانی اس طرح سے بھی ہوتا ہے کہ ”وعلم آدم الاسماء و کلہا“ اور آدم کو ہم نے تمام (چیزوں کے) نام سکھائے۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کی بخشی ہوئی فضیلتیں اور علمتیں ہیں۔

اے لوگو! بغیر معرفت کے تقویٰ حاصل نہیں ہو سکتا، اسی طرح توحید بھی معرفت کے بغیر میسر نہیں آتی۔ علم تقویٰ اور علم متقی کی چار قسمیں ہیں۔ اول یہ کہ رزق حلال اور حق گوئی کے تمام مسائل پر عبور تامہ ہو۔ علم تصدیق حاصل ہو، یہ علم نفس کے فنا کرنے کا علم ہے۔ پھر علم فیض کا حصول ہے کہ جس سے روح کو فرحت اور راحت ملتی ہے۔ چوتھا علم فضل ہے۔ اس سے ہر متقی اسرار الہی کا مشاہدہ کرتا ہے، اور دیدار حق سے مشرف ہوتا ہے۔ یہ تمام علوم تقویٰ ہدایت کھلاتے ہیں۔

مومن کے لیے ہدایت: اسی حوالے سے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ”فیہ ہدی

للمتقین الذین یؤمنون بالغیب“ یہ ان متقیوں کے لیے باعث ہدایت ہے، جو غیب پر ایمان لانے والے ہیں۔ گویا اس طرح کا متقی مجلس محمدی کا دیدار کرنے والا ہوتا ہے۔ اسے جنت بھی حاصل ہوتی ہے۔ اور مشرف بہ لقا بھی ہوتا ہے۔ اس لیے جو شخص عالم دیدار نہیں اس نے تو دیدار کے علم کا سبق ہی نہیں پڑھا۔ وہ سرپا جمل ہوتا ہے، وہ معرفت باطنی سے بے خبر ہوتا ہے، اور اے لوگو یہ حقیقت ہے کہ اگر باطن کی راہوں میں کرامت، دیدار، نعمت، دولت، مشاہدہ، مجلس نبوی اور لقائے ہوتے تو راہ سلوک کے تمام سالک گمراہ ہو کر رہ جاتے۔ جو طالب مرو ہوتے ہیں، ان کو تمام باطنی و ظاہری لشکر، نقدی، معرفت، ذکر، فکر، انوار، حضور، تذکور، دیدار، مشاہدہ، قرب، قدس اور جمیعت سب کا حصول ہوتا ہے۔ یہ سب کچھ اللہ ذات کے تصور کے باعث تصرف میں آتے ہیں اور ہاں جو مرشد کمال ہوتا ہے وہ اسم اللہ ذات کے حضرات، اسم اعظم کے حضرات اور کلمہ طیبہ کے حضرات سب پہلے ہی روز منکشف کر دیتا ہے۔ اور سب کچھ عین بعین دکھا دیتا ہے۔

علم ایک نکتہ ہے: اے نادان لوگو! یہ سارے مراتب اور ہر طرح کی شان صاحب شرع عارفوں کی ہے۔ لیکن جو اہل بدعت ہوتے ہیں وہ تو محض بے دین لوگ ہیں۔

اے لوگو! وہ کون سا فرض ہے جو ادا کرنے سے سارے فرض ادا ہو جاتے ہیں۔ اور پھر صرف ایک سنت ادا کرنے سے تمام سنتیں ادا ہو جاتی ہیں اسی طرح ایک مستحب ادا کرنے سے تمام مستحب ادا ہو جائیں۔ جان لو کہ وہ صرف ایک نکتہ ہے۔ اس سلسلے میں فرمان نبوی یوں ہے کہ ”العلم نکتہ“ یعنی علم ایک نکتہ ہے:

علم - حرف است یک نکتہ علم  
علم دانی عارف و عالم چہ غم  
ہر علم شریعت علم از معرفت

وصف ہوتی ہے۔ تصوف کی دنیا میں صاحب علم لوگوں کو بلبلے سے زیادہ کچھ نہیں سمجھا جاتا۔ لیکن جو فقیر ہوتے ہیں وہ تو دریا کی مانند ہیں اور معرفت کے سمندر میں سے توحید، مشاہدہ قرب حضور اور انوار دیدار نکلتے ہیں۔ بندے کو عالم ہی قیوم میں لانا بمنزلہ دریا ہے۔ اور دریا میں بلبلوں کی بھی کثرت ہوتی ہے۔ چنانچہ جب دریا کا بلبلہ پھٹتا ہے تو اس وقت ہوا تو خارج ہو جاتی ہے اور بلبلہ دریا میں مل جاتا ہے۔ پھر اس بلبلے کو بھی دریا دکھائی دینے لگتا ہے۔ اس تشریح کے بعد یہ واضح ہوتا ہے کہ عالم چاہے ساری عمر ثواب کے اعمال کرتا رہے لیکن وہ ایک بلبلے سے زیادہ ہرگز نہیں ہے۔ لیکن اس کے برعکس فقیر نہ بلبلہ ہوتا ہے اور نہ دریا۔ بلکہ وہ تو سدا حجاب ہی کو دور کرنے میں لگا رہتا ہے کہ اس پردے کو جلد از جلد دور کر دے۔ فقیر اور ولی میں بھی یہی فرق بلبلے اور دریا والا ہی ہے۔ بتایا جاتا ہے کہ حجاب یعنی بلبلہ اگرچہ فوق الادب ہوتا ہے لیکن ہوا کے بغیر اس کی اصل بھی پانی ہی ہوتی ہے جس طرح بلبلے کو دریا کا درجہ نہیں دیا جاسکتا ہے۔ اسی طرح عالم کو فقیر کا سا رتبہ ہرگز نہیں دیا جاسکتا۔

و کفی باللہ: عالم کو علم زبانی حاصل ہوتا ہے۔ لیکن فقیر کو قلبی علم تصدیق کے ساتھ میر آتا ہے۔ ظاہری علم میں تو شاعر کو ”قل هو اللہ واحد“ کا سبق زبانی پڑھایا جاتا ہے۔ لیکن فقیر عارف اللہ کی توجہ کے ساتھ صرف نظر سے طالب کو کفی باللہ اور مسمی اللہ کا سبق پڑھاتا ہے۔ عارف کے بڑھائے ہوئے اس سبق سے طالب کے تمام حجاب اٹھ جاتے ہیں۔ جبکہ اہل ظاہر کے لیے تو باطن اور علم باطن سراسر حجاب ہوتے ہیں۔ فقیر عارف باللہ ظاہری علم اور باطنی بینائی سے روشن ضمیر ہو جاتا ہے کیونکہ اسے ظاہری اور باطنی علوم کی تفسیر اور شرح اچھی طرح سے معلوم ہو چکی ہوتی ہے۔

علم باطن ز معرفت رہبر خدا  
باز دارد حرص و حسد و از ہوا

عالم و عارف خضر عیسیٰ صفت  
باہو ہر علم را از علم دریافت  
علم عین از عین باخود ساختہ

علم کے تکسیری معنی: علم کی تکسیری شرح اس طرح سے ہے کہ ”ع“ اعلیٰ مقام پر پہنچاتا ہے اور ”ل“ بندے کو لایحتاج بنا دیتا ہے، اور ”م“ بندے کو مردان حق میں سے بنا کر محبت، معرفت، مشاہدہ اور مجلس انبیاء میں پہنچا دیتا ہے۔ یہ بھی علم ہے کہ بندہ صدق دل کے ساتھ سدا اپنے اللہ ہی کا ہو رہے اور ظاہر میں بھی تصوف کا مطالعہ و مشاہدہ کرتا رہے۔ زبان اس کا خود ہی اقرار کرتی رہے اور اس کے ساتھ ساتھ قلب تصدیق کرے گویا قلب ہمہ وقت تسبیح میں مشغول رہے۔ فرمان نبوی یعنی ”اقرار باللسان و تصدیق بالقلب“ یہی ہے کہ جس حقیقت کا زبان اقرار کرے قلب اس کی تصدیق کرتا ہو۔

ظاہری علم کی مثال چراغ کی ہے کہ اس سے ہر گھر میں روشنی ہوتی ہے، لیکن باطنی علم بمنزلہ آفتاب ہے۔ اس آفتاب سے ساری دنیا اور جہان روشن ہوتا ہے۔ اسے لوگو! جو عالم باللہ عارف ہوتا ہے وہ مانند آفتاب ہے، وہ ہر روز طلوع ہو کر تاریکیوں کو دور کرتا رہتا ہے۔ اس طرح فقیر اپنی ذات میں آفتاب ہوتا ہے۔ اور یہ دنیا تو اپنی لائٹوں کے ساتھ تاریکی کا گڑھ ہے۔ اسی تاثر میں ارشاد الہی یوں بھی ہوتا ہے کہ ”اللہ ولی الذین امنوا یخرجہم من الظلمات الی النور“۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو کہ جو ایمان والے ہیں، ان کا دالی ہے اور انہیں تاریکی سے نکل کر نور کی جانب لے جاتا ہے۔

دنیا ایک بلبلہ ہے: عزیزان من! اس امر کو حق جان لو کہ یہ دنیا از عرش تا تحت اللہ اور اس زمین و آسمان کی تمام چیزیں سب ایک بلبلے کی مانند ہیں، اور ایک بلبلے کی حقیقت اور حیثیت یہ ہے کہ اس میں صرف ہوا بھری ہوتی ہے اور اس بلبلے کی ٹپائی داری اس کا

بے زبانش خواند از رسول  
علم باطن برد حاضری حق وصول  
اور پھر اسی طرح مزید یوں کہ

عارفان بے سر رود با پائے جان  
آن جاجان دیگر است دارالامان

اس لیے جو شخص یہ دعویٰ کرتا ہے کہ اسے قلبی زندگی حاصل ہے اس سلسلے میں اگر اسے کدورت خناس اور وساوس شیطانی سے فراغت میسر ہے تو وہ اپنے دعوے میں سچا ہے اور اگر وہ ان ادباز کا شکار ہے تو وہ کاذب ہے۔ جس شخص کا دل زندہ ہوتا ہے۔ وہ قلبی ذکر کے غلبہ کے باعث مشاہدہ نور میں غرق رہتا ہے۔ اسے قرب الہی اور مجلس محمدی بھی حاصل ہوتی ہے۔ اس لیے زبانی عالم کی کوئی مجال ہی نہیں ہوتی کہ وہ قلبی عالم کے مقابلے میں آ سکے۔ اسی طرح زندہ قلب صاحب احوال روحانی کے سامنے دم نہیں مار سکتا۔ اور پھر جو صاحب سرفراز وصل کی کیا مجال کہ وہ ”موتوا قبل ان تموتوا“ والے کے سامنے دم مارنے کی جرات کر سکے۔

**فقیر کا ارشاد:** ارشاد باری تعالیٰ کہ ”يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ“ اللہ تعالیٰ زندہ کو مردہ میں سے اور مردہ کو زندہ میں سے نکالتا ہے۔ اس حوالے سے صاحب وصل کی کیا مجال کہ وہ عالم فی اللہ ذات فی التوحید کے سامنے دم مار سکے۔ یہ جامع جمعیت بلقا جمال ہوتا ہے۔ اس جامع کے مراتب بلند ہوتے ہیں۔ اس لیے یہ مراحل بڑے دشوار اور کشن ہیں۔ لہذا مرشد کمال کو چاہیے کہ وہ پہلے ہی روز مرید طالب کو اسم اللہ ذات کے حاضرات کی مشق سے تمام مراتب اور مراحل طے کرا دے۔ مرشد کے اس خاص فیض سے طالب کے دل میں کسی قسم کا تسف اور حسرت باقی نہیں رہتی۔ یہ وہ حالت ہوتی ہے جب مرید پر تلقین اپنا مکمل اثر دکھاتی ہے۔

فقیر کے ارشاد سے طالب روز اول ہی نفس اور شیطان پر مسلط ہو جاتا ہے۔ اور دونوں جہانوں پر بھی اس کا تصرف ہو جاتا ہے۔ اسے ساتوں اعضا کا ذکر و فکر میسر آ جاتا ہے اور نفس، قلب اور روح سب نور حضور ہو جاتے ہیں۔ لیکن جو ناقص مرشد ہوتا ہے وہ سراسر وہال بن جاتا ہے۔ وہ تو سدا کا ریاکاری میں جتلا رہنے والا ہے۔

یہ جان لینا چاہیے کہ مرشد کمال ایک دم اور ایک ہی مراقبہ میں اللہ کے طالب صادق کو نظر کی کرم سے تفکر کے ساتھ بہت دور تک لے جاتا ہے۔ وہ ایک ہی تصرف سے چھ چلے، چھ خلوتیں اور چھ مجاہدے یکساں کر دیتا ہے اور اس کے ساتھ ہی وہ ساتوں اعضا کو پاکیزہ بنا دیتا ہے۔ ان میں چھ چلے ازل کی خلوت کا چلہ، تماشائے شکم مادر، دنیا میں عمر بھر کی خلوت، تماشائے قبر، تماشائے حشر اور تماشائے ابد عقیقی اور بہشت کی خلوت کا چلہ، مرشد کمال اپنے مرید کو ان سب میں سے آزما کر نکالتا ہے۔ اس طرح طالب کا وجود لایموت بقا اور لقا سے مشرف ہوتا ہے۔ اور یہ بھی حقیقت ہے کہ ایک لحظہ کا وصل اور مشاہدہ حضوری سے بہتر سمجھا جاتا ہے۔

آن علم غیب است بکشاید ز راز

نہ مطالعہ قاتل باشد نے آواز

علم است علم از حلم در غیب دان

معرفت توحید نیست با عیان

اس کے ساتھ ہی یہ بھی کہ

جہل بر کفر است جہل بر ہوا

عارفان راشد لقا قرب از خدا

**دنیا کا طالب:** دنیا کی طلب اور دنیا کا طالب دونوں سراسر جہالت ہیں۔ اس کے برعکس اللہ کا طالب اور اللہ کی طلب کلی طور پر علم ہے۔ اور یہ علم عین بعین ہے۔ اس میں لقا

ہے اور مجلس نبوی میں حضوری اور کتاب کے مطالعہ سے روشن ضمیری بھی ہے۔ اس کے باعث مشرق سے لے کر مغرب تک سارا ملک قبضے میں آ جاتا ہے۔ اس سے علم فی اللہ کا حصول ہے اور یوں بندہ توجہ کی تلواریں سے نفس کو قتل کر کے مقرب حق بن سکتا ہے۔ پھر تو اللہ تعالیٰ ہی اس کے سدا پیش نظر رہتا ہے۔

ہر کہ خواہد سے شود عارف خدائے  
روز و شب حاضر بود با مصطفیٰ  
بے ذکر ذوق است فکر فیض تر  
در حضور نور شد صاحب نظر

**باطن کی قیمت:** باطن ہی اصل میں بندے کی اساس ہوتا ہے۔ اس لیے جس شخص کا باطن ہاتھ میں ہوتا ہے اسے مجلس محمدی کی حضوری میسر آتی ہے۔ اس کے لیے دیدار ہوتا ہے۔ اسے مرشد کی ایک ہی نگاہ قرب الہی میں پہنچا دیتی ہے۔

خوش بیادے طالب طالب لقا  
اں چہ باشد مال و تن کن جدا  
ہر کہ منکر از لقا محروم تر  
کور مادر زاد باشد بے بھر

مرشد کامل کی یہ عظمت اور بلند ظرفی ہوتی ہے کہ وہ مرید کی اچھی یا بری، نجس یا پلید حالت، اور اہل نفس طالب کو نہیں دیکھتا اور نہ وہ اس سے نفرت اور کراہت کرتا ہے۔ بلکہ وہ تو پہلی ہی نظر میں بندے کو تمام خواہشات اور الانشوں سے پاک کر دیتا ہے اور معرفت اور لقا سے مشرف کر دیتا ہے۔

با نظر با نظر کند عارف خدا  
با توجہ سے کند با حق عطا

از فکر قند سے شود فرہ نفس  
ذکر و فکر خام تر اہل از ہوس

**توفیق ایزدی:** مرشد کامل سے طالب صادق دو مراتب طلب کر سکتا ہے۔ ایک عرق میں باعتبار اور تصور میں باشعور ہونا اور دوسرا لاہوت و لامکان میں مشرف بہ دیدار ہونا۔ یہ دونوں مراتب حسب دستور توفیق ایزدی سے حاصل ہوتے ہیں۔ یہی دو مراتب اوراد کے درجے ہیں۔ محبت کل کا مشاہدہ اور دائمی قرب و حضور مجلس محمدی۔ اس کے بعد بندے کے لیے تصرف کلی ہے۔ بندہ لایحتاج ہو جاتا ہے۔ اے لوگو! یہ ایک واضح چٹائی ہے کہ فقیر کبھی مفلس نہیں ہو سکتا۔ اس کے لیے اللہ کی جانب سے بڑی عطیات اور نوازشات ہوتی ہیں۔ فقر سدا کا غنی ہوتا ہے۔ وہ اہل جنت ہے۔ دونوں جہانوں کا وہ سلطان ہوتا ہے۔ ایسے فقر ظاہر میں بریلو اور مفلس ہوتے ہیں لیکن یہ باطن وہ آباد اور شاد ہوتے ہیں انہی لوگوں کو اللہ کے خاص الخاص بندے ہونے کا شرف و اعزاز حاصل ہوتا ہے۔

بچ بودم سے شدم انکوں دوم  
از دونی بگذشتم و یکنا شدم  
ایں بود توحید رحمت حق و عطاء  
ایں بود فی اللہ فنا روست لقا

بندے کے لیے یہ تمام مراتب شریعت محمدی کی برکت سے ہیں، اسی سے بندے کو باطنی مغلطی نصیب ہوتی ہے۔ اسی میں بندے کے لیے عین نمائی ہے۔

**شرح علم:** اے لوگو! علم زبان کے مطالعہ سے بندہ زبان کا علم، قلب کے علم سے عالم قلب اور روح کے علم سے عالم روح بنتا ہے۔ اسی طرح جو سر کا علم، اکتساب کرتا ہے وہ عالم سر اور علم نفس پر غالب ہوتا ہے۔ وہ عالم نفس ہوتا ہے۔ اسی طرح معرفت کے علم والا عالم معرفت ہوتا ہے۔ علم معرفت میں بندے کے لیے توحید کا مطالعہ ہے۔ اور اس حوالے

سے جو اہل حجاب ہوتے ہیں وہ تو اہل تقلید ہوتے ہیں۔

فقیر کو معرفت و توحید الہام، علم لدنی، علم الانسان مالم یعلم سب اس کے اللہ کی جانب سے حاصل ہوتے ہیں۔ اور یہ ایک بہت بڑا مقام ہے کہ جو اللہ سے سبق پڑھتا ہے وہ سبق اسے سدا یاد رہتا ہے اس بندے کا رسول اللہ کے ساتھ علوم کا تکرار رہتا ہے۔

دیگر علوم میں علم مطالب، علم محبت، علم معرفت، علم مشاہدہ، علم قرب، علم حضور، علم جمعیت، علم فن، علم لقا، علم یقین، علم اعتبار، علم انوار، علم دیدار وغیرہ سب اس بندے کے لیے ہیں جو صاحب قلب سلیم ہے۔ تمام علوم بندے کے ایمان کے جوہر کو توانائی بخشنے والے ہوتے ہیں۔ اور ان کی بدولت بندہ نفس اور شیطان پر غالب آتا ہے۔ جاہل لوگ تو علم کی ان راہوں کے قریب بھی نہیں پہنچ سکتے۔

**عالم باعیمان:** علوم معرفت والا عالم غیب دان اور عالم باعیمان ہوتا ہے۔ اس کے لیے علم کی ہر منزل پر رہنمائی کے لیے ہدایت منظر رہتی ہے۔ ہر منزل و مقام پر اللہ تعالیٰ کے لازوال خزانے ہیں۔

ایسے صاحب علم کا نشان یہ ہوتا ہے کہ وہ تلمیذ الرحمن ایسی قادری عارف باللہ عالم باللہ رہتا ہے۔ وہی درحقیقت حق شناس بندہ ہوتا ہے۔

موسیٰ " ہم چو موسیٰ سے پسند گنہ

خضر باطن احوال بودند حق نگہ

ہر طالب کا یہ حق ہے کہ وہ اپنے مرشد سے اپنا نصیب ضرور تحقیق کرے۔ جو یہ نصیب تحقیق نہیں کرتا وہ نرا احق ہے۔ اسی طرح جو مرشد کمال اپنے مرید کو پروردگار کے انوار سے مشرف نہیں کرتا وہ سراسر بخل سے کام لیتا ہے۔ وہ خود بھی ایک طرح سے بے توفیق ہے۔ لیکن جو علم کا عالم ہوتا ہے وہ لقائے رب عظیم سے مشرف ہو کر رہتا ہے۔ علم کی حدود سے کوئی مرتبہ اور درجہ دور اور باہر نہیں ہوتا۔ کیونکہ عالم تو لقائے الہی کے سوا

دوسرا کوئی علم جان ہی نہیں سکتا۔

طاہرے      پایہ      لقا      طالب      بقا  
بس      گمراہی      بار      بردار      خدا

اے لوگو! علم بقا تو سراسر باتوفیق ہے۔ یہ برحق اور تحقیق ہوتا ہے۔ سارے علوم اپنی اصل میں علم لقا میں شامل ہیں۔ اس لیے جو علم لقا کو نہیں مانتا وہ مردود اور مردہ دل ہے۔ اسے ہم بے حیا بھی کہہ سکتے ہیں۔ "الحیاء من الایمان" یعنی حیا ایمان میں سے ہے۔ گویا جس میں حیا نہیں وہ صاحب ایمان کیسے ہو سکتا ہے۔ مرشد اپنے مرید اور طالب کو اپنی پہلی ہی توجہ سے عالم لقا تک پہنچا دیتا ہے۔ اور طالب اس کے بعد درس میں غرق ہو کر علم لقا کا مطالعہ کرتا رہتا ہے:

صد بار بار تو گفتہ شد اے طالب  
بے نصیب ہرگز نیارو روا لقا  
اس کے علاوہ یوں بھی کہ:

ہر کہ دعویٰ کرد من صاحب لقا  
مال و تن فدا ہر از خدا  
طالب بقا با یک قدم بایک قدم  
لائق لقا طالب بود اہل از کرم  
دیدار در انوار پسند عارفان  
در لاہوت لا مکان صاحب عیاں  
آنچہ بینی از تصور شد لقا  
اسم اللہ برو حاضر باخدا  
دیدہ در دو دیدہ دیدہ بدل

دیدار در دل خوش بہ میں اے رو نخل  
رب کو دیکھنا: حضور نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ ”زایت فی قلبی رہی“ میں  
نے اپنے رب کو اپنے دل میں دیکھا۔

باہو در دل من یافتہ تحقیق تر  
دل ز دل شد پیشوا صاحب نظر

اے لوگو! اللہ تعالیٰ عالم کو معرفت الہی سے علم بخشا ہے۔ اس لیے جو بندہ اس  
معرفت سے محروم ہے۔ وہ تو سراسر نفس کی قید میں پھنسا ہوتا ہے۔ اسی طرح جو عالم علم لقا  
سے محروم ہے وہ قرب الہی کا ہرگز دعویٰ نہیں کر سکتا۔ ایسے محروم لوگوں کے لیے نفس کی  
قید قہر الہی ثابت ہوتی ہے۔ بینہ جو عالم اپنی حالت میں عالم وصال سے محروم ہے وہ کبھی  
نفس کے زندان سے آزاد نہیں ہو سکتا۔

نفس را بگزار طلب از روح گیر  
تاشوی عارف خدائی اللہ فقیر

معرفت کی آماجگاہ: اے لوگو! اس بات کو بھی بخوبی سمجھ لو کہ قلب صرف گوشت  
کے لوتھڑے ہی کا نام نہیں ہے، بلکہ قلب تو معرفت، محبت اور مشاہدہ حق کی آماجگاہ بھی  
ہے۔ اس پر دیدار الہی کے انوار مشرف ہوتے ہیں۔ یہی قلب ہی روز الست سے مست چلا  
آ رہا ہے۔

مرشد شوی طالب شدی بے معرفت  
گر مردہ را زندہ کنی عیسیٰ صفت  
تا گردو غرق فی التوحید نور  
کے شوی عارف خدا اہل حضور  
راہ فقرش دیگر است فیض و فضل

نظر بر توحید کن زان کن ازل  
کس نیام طالبے لائق لقاء  
در طلب اثبات جاں در راہ خدا  
پیش مردم شد مزن اے لاف زن  
ہر زبان اللہ در طلب زن

دیدار انوار حضور لقا سے مشرف ہوئے بغیر ورد و وظائف، ذکر، فکر اور مراقبہ  
اور باطنی صفاتی کا حصول ممکن ہی نہیں ہے۔ اسی طرح دیدار لقا کے بغیر مجلس محمدی بھی  
نصیب نہیں ہو سکتی۔ اس لیے مرشد عارف لقا طالب کو پہلے ہی روز تمام علوم بخش کر  
مشرف بہ قرب کر دیتا ہے۔ اس طرح اس بندے کا نفس مردہ اور قلب زندہ ہو جاتا ہے۔  
یہ مراتب اسم اللہ ذات کے تصور سے حاصل ہوتے ہیں، یہی خاص الخاص کا با تحقیق طریقہ  
ہے۔

واضح رہے کہ وہ طالب جو جسم نفس میں ہے اس کے لیے مراتب نفس ہی ہیں  
اور جو جسم قلب کے حوالے سے ہے، اس کے لیے قلب کے مراتب ہیں، پھر جو جسم  
روح کی طلب سے ہے، اس کے لیے اور مراتب ہیں۔ اور جو جسم سر میں ہے اس کے  
لیے اسرار الہی ہیں۔ ہر جسم اپنے مراتب یقین کے حوالے سے حاصل کرتا ہے۔ اسی طرح  
جسم اعتقاد سے مراتب اتحاد کا حصول ہے۔

گر گویم شرح ہر یک ہر مقام  
از ازل تا ابد کے گردو تمام

فقیر کا مرتبہ: اے عزیزان من! جو شخص علم حاصل کرتا ہے۔ وہ عالم، جو ذکر کرتا ہے  
وہ ذاکر، جو فکر کرتا ہے وہ فکر کرنے والا، جو مراقبہ کرتا ہے وہ صاحب مراقبہ کہلاتا ہے۔ گویا  
جو بندہ جو کام کرتا ہے وہ اسی حوالے سے جانا جاتا ہے۔ اسی طرح عارف ولی، صاحب

مکاشفہ، صاحب مجالس، صاحب مکاشفہ، صاحب مجلہ، صاحب مشاہدہ، صاحب مجادلہ، صاحب محاربہ، صاحب قرب، صاحب نور، صاحب حضور، اہل باطن، صاحب صفا، صاحب نفس، صاحب غوث، صاحب قطب، صاحب روح، ابدال و ادوات، صاحب سر اور صاحب درویش ہوتا ہے۔ لیکن مراتب اور درجات کے بلوجود فقیر کے درجات اور مراتب اور ہی ہوتے ہیں۔

اگر ان تمام مراتب علی کو یکجا بھی کیا جائے تو بھی یہ فقیر کے مرتبے کے عشر عشر نہیں ہوتے۔ ان تمام مراتب والے لوگ غرق فی اللہ سے بے خبر ہوتے ہیں اور فقیر کے مرتبے سے بھی وہ نواقف ہوتے ہیں۔ وہ لوگ فقیر کے مرتبے سے حجاب میں رہتے ہیں۔ فقیر کے لاتعداد مراتب ہیں۔ وہ لاہوت و لامکان اس فقیر پر عیاں کرتے ہیں۔ اسی وجہ سے فقیر کی شان نزلی اور مرتبہ علی ہوتا ہے۔ فقر کے لیے دیدار ہوتا ہے۔ اس کے مرتبے کا خلاصہ یہ ہوتا ہے کہ ”الفقر فخری والفقر منی“ حضور پاک خود فرماتے ہیں فقر تو میرا فخر ہے اور وہ مجھ میں سے ہے۔ بلکہ فقیر کا یہ بلند و بالا مرتبہ ہے ہی اسی وجہ سے۔

**کلمہ طیب شاہد ہے:** فقیر کا یہ مرتبہ ہوتا ہے کہ وہ پہلے ہی دن سے دیدار حق سے مشرف ہوتا ہے۔ فقیر کا درمیانہ درجہ اور مرتبہ غرق فی النور کا ہوتا ہے۔ اور انتہائی مرتبہ مشاہدہ دیدار الہی ہے۔ اور یہ دیدار الہی سے مشرف ہونا اسم اللہ ذات کے تصور سے ہوتا ہے۔ اسی تصور سے مجلس نبوی کا حصول ہے۔ اس کے لیے قرب دیدار ہے اور یہ منجانب اللہ ہے۔ اللہ ہی اسے جمعیت بخشتا ہے۔ اس مشاہدہ حق پر کلمہ طیب لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ گواہ ہوتا ہے۔

کلمہ طیب پڑھنے سے لا الہ کے باعث وہ ہستی کو چھوڑ کر مقام فنا کو اختیار کر لیتا ہے۔ یوں وہ خود بالکل نابود اور معدوم ہو جاتا ہے۔ اور وہ الا اللہ کہہ کر لاہوت و لامکان

سے توحید حق تک پہنچتا ہے۔ اس کے بعد اس کے لیے تو دیدار رب العظیم ہی ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی جب وہ محمد رسول اللہ کتا ہے تو اس کے اور اس کے خالق کے مابین کوئی پردہ حائل نہیں رہتا۔ یہ موتوا قبل ان تمولوا اور فنا و بقاء کے مراتب ہیں۔ اس لیے اے لوگو! جو شخص کلمہ طیب، اسم اللہ ذات اور دیدار حق کا انکار کرنے والا ہے وہ مردود ہے۔ اس کافر کے لیے خواری کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ اس کے لیے دنیا اور آخرت میں ارتداد ہی ہے۔ اسی طرح جو مرشد کلمہ طیب کی کنہ کے باعث مشرف بہ حضور نہ کر سکے۔ مجلس محمدی میں مقام نہ دے سکے۔ ایسا مرشد کمال نہیں بلکہ ناقص اور خام ہوتا ہے۔ وہ اگر اپنے آپ کو مرشد یا پیر کتا ہے تو وہ کاذب ہے اور احمق الذی ہے۔

اس دنیا میں بے شمار پیر اور مرید ہیں لیکن اگر وہ کمال اور صلوٰۃ نہیں ہیں تو ان کے لیے خواری ہے۔ ہزاروں میں سے کوئی ایک آدمہ اس درجے پر ہوتا ہے کہ وہ طالب کو مجلس محمدی میں پہنچا سکے۔ نہیں تو اکثر مردم کش قصاویں کی طرح ہیں۔

اے لوگو! اللہ کے یہ دونوں جہاں علم قرآن کی قید میں ہیں۔ اور یہ کہ علم قرآن کلمہ طیب لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی طے میں ہے۔ اور کلمہ طیب اسم اللہ ذات کی طے میں ہے۔ اس طرح کلمہ طیب اور اسم اللہ ذات بندے کے سارے وجود کو پاکیزہ بنا دیتا ہے۔ یوں وجود سے پردہ اٹھ جاتا ہے اور مشرف بہ دیدار ہو جاتا ہے۔ علم باطن بندے کو باطن تک اور علم ظاہر ظاہر تک اور علم غیب غیب تک پہنچاتا ہے۔ اس لیے علم اللہ ہی سب پر فائق اور کفّی ہے۔

علم کا مطلب ہے جانتنا: علم بمنزلہ بندے کو غرور اور تکبر میں مبتلا کرنے والا ہوتا ہے۔ بعض لوگوں کو کثرت مطالعہ سے دماغ کی کمزوری بھی لاحق ہو جاتی ہے۔ جب علم کے باعث بندے میں تکبر اور ارفع پیدا ہوتا ہے۔ تو اس وقت بندے کی عقل جاتی رہتی ہے لیکن علم کے بعد اگر کسی کی عقل نہیں جاتی تو وہ پھر علم ہی کے سایوں میں مجلس محمدی کی

طلب کرتا ہے۔ اس کے بعد معرفت، قرب، دائمی حضور کا اور دیدار حق، اس عالم کا کام ہے اور باطن ایک ہو جاتا ہے۔ اس کے لیے ہدایت بھی ہوتی ہے اور عملیت بھی۔ جو عالم عارف ہوتا ہے وہ دلی اور فقیر بھی ہو جاتا ہے۔ اور سدا اپنے پروردگار کی طلب کرتا رہتا ہے۔

علم کے تکسیری معنی: علم کے تین حرف ہیں۔ اور علم کی تین ہی قسمیں ہیں۔ یہ تین قسمیں علم نفس، علم قرب اور علم روح ہیں، علم نفس سدا ناقلینی کا مرکب ہوتا ہے۔ عالم قرب ہمیشہ محو مطالعہ قرب رہتا ہے اور عالم روح اپنی ہر طرح کی نفسانی خواہشات کو ترک کرتا رہتا ہے۔ اس سے حرص و ہوا دور بہت دور چلی جاتی ہے۔ روح کا علم معرفت الہی کا مہون منت ہے۔

یہ درست ہے علم ظاہر سے لوگوں کو فرض، واجب، مستحب اور دیگر ضروری احکام کا پتا چلتا ہے۔ لیکن علم باطنی سے عرفان الہی اور آگہی توحید حق ہوتی ہے۔ اس کی بہتر اور صحیح تقسیم قرب الہی اور حضوری مجلس محمدیؐ ہی میں ہو سکتی ہے۔ اس وقت ہر علم کی سمجھ لگتی ہے۔

عالم ضروری اور عالم حضوری دونوں ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ یہ آگ اور پانی یا بیٹا اور ٹاپیٹا ہیں۔ اس لیے اس مقام پر احتیاط اور حزم ہی کی ضرورت ہوتی ہے۔ اے لوگو! خبردار اپنے دل میں سے ماسوا کو نکال دو۔ عالم نفس کو بھی دور کر دو۔ عالم و روح کی جانب متوجہ ہو جاؤ۔

اے لوگو! یہ امر بھی جان لو کہ فقیر بھی دو قسم کے ہوتے ہیں۔ اول اختیاری اور ثانی اضطراری، جو فقیر اختیاری ہے وہ "الفقر فخری والفقر منی" میں ہے۔ اس کے دو مراتب ہوتے ہیں۔ ایک مخزن قلب کا تصرف اور عتایت اور خزانہ دنیا کا تصرف۔ دوسرا درجہ ہدایت معرفت اور قرب الہی میں جانا ہے۔ اور پھر جو اضطراری فقیر ہوتا ہے وہ

تو در بدر بھیک مانگا پھرتا ہے۔ ہر طرح کی عملیت سے وہ محروم رہتا ہے۔ وہ سدا گلا گزاری اور شکایت کرنے والا بنا رہتا ہے۔ اس اضطراری فقیر کو "مقرب" کہا جاتا ہے۔ اس سلسلے میں رسول متبیل فرماتے ہیں کہ "تعوذ باللہ من فقر المعرب" اللہ کی پند مانگا ہوں میں اس فقیر سے جو منہ کے بل گرانے والا ہے۔ لیکن اختیاری فقر اسم اللہ ذات اور قرب حضوری سے فیض یاب رہنے والا ہوتا ہے۔

از میان نقش بین نقش را  
معرفت توحید این است حق تا  
غرق فی التوحید شو در ذات نور  
اسم اللہ ہو حاضر با حضور  
من غلام کورم و کوری  
ہم صحتی با مصطفیٰ حاضری

قوت القلوب: اے لوگو کیا تم جانتے ہو کہ نفس کی کیا خوراک اور قوت ہے۔ اور قلب کیا کھاتا ہے۔ روح کی غذا کیا ہے؟ تو سن لو کہ نفس حرص اور لذت دنیا سے قوت حاصل کرتا ہے۔ مشاہدہ حضوری پر قلب زندہ رہتا ہے۔ اسے عبادت اور بندگی سے بیداری میر آتی ہے۔ روح کی یہی غذا ہے کہ وہ مشرف بہ لہائے الہی رہے۔ اسی نے انوار الہی میں غرق ہوتا ہے۔ جو طالب روشن ضمیر ہو جاتا ہے اس سے نفس بھاگنے لگتا ہے۔ پھر نفس کی خاطر طمع اور حرص کوئی مقام ہی نہیں رکھتی۔ پھر جب وہی نفس ایک وقت پر قلب اور روح کی قید میں آ جاتا ہے تو بھی اس سے حرص و ہوا جاتی رہتی ہے۔ اسی وقت وہ نفس "نفس مطمئ" کہلاتا ہے۔ یوں وہ نورانی ہو جاتا ہے۔

گریانی طلبا توحید را از  
روح قلب دہم سخن با آواز

رفت نفسی از هوا رحمت رسید  
معرفت توحید دیگر را ندید  
ایسی حالت میں انسان کا وصال نور سے بھی ہو جاتا ہے۔

کے را نفس قلب و روح نور است  
فا فی اللہ بود دائم حضور است

جس کے لیے اسم اللہ ذات کے تصور کا سبق ہے۔ وہ چودہ طبق کا تہشا بنی کی پشت پر دیکھتا ہے۔ مرشد کمال کے ذریعے یہ مراتب علی با آسانی حاصل ہو جاتے ہیں۔ جو مرشد کمال خود بھی عارف ہوتا ہے۔ وہ تو طالب کو لامکان کے مراتب بھی بخش دیتا ہے۔ ان مراتب کی خوبی یہ ہوتی ہے کہ جو انہیں پالیتا ہے وہ خاموش ہو جاتا ہے۔ وہ کچھ نہیں بیان کرتا۔ لیکن جو کچھ نہیں جانتا وہ بزم خویش سب کچھ بتاتا رہتا ہے۔ اسی طرح جو خود ہی اپنے آپ کو کیسا گر کہتا ہے۔ وہ احمق ہے، کاذب مطلق ہے۔ حالانکہ یہ عمل کی خوبی اور وصف ہے کہ وہ عامل کو خاموش کرا دیتا ہے۔ اسی لیے عامل لوگ اپنے آپ کو محفی اور پوشیدہ ہی رکھتے ہیں۔ ایسے عامل لا یتکلم ہوتے ہیں۔

لیکن ہوس زدہ لوگ سدا کے محتاج ہیں۔ ان کے لیے خواری اور فحالت ہوتی ہے۔ ان کے برعکس جس عالم عامل کو اسم اللہ ذات کے تصور سے تعارف حاصل ہوتا ہے۔ وہ حضوری میں کمال اور دعوت کا عامل ہو جاتا ہے۔ وہ علم کیسیا پر بھی قادر ہوتا ہے۔ اپنے آپ کو حضوری میں پہنچاتا اس کے لیے چنداں مشکل نہیں ہوتا۔

اے عزیزو! اے صادق طالبو! سچے طالبوں اور کمال مرشدوں کے مراتب بہت بلند ہوتے ہیں۔

با نظر از خاک میگردند زر  
از سیم و زر بہتر بود عارف نظر

نظر عارف می رساند با خدا  
بانظر عارف بہ بیند کیسیا  
کے شناسد عارف حق معرفت  
بانظر زندہ کند عیسی صفت

اللہ کا ایک بھید: منزل فقر اور حالت فقر ایک بہت بڑا مقام و مرتبہ ہے۔ اس میدان میں قدم رکھنا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ جو شخص ہر علم میں کمال اور مقام معرفت پر ہوتا ہے وہی وادی فقر میں قدم رکھ سکتا ہے۔ لیکن جو ناقص اور احمق ہوتا ہے وہ صرف لاف زنی کرتا ہے۔ کمال مرشد فقیر معرفت علم و دعوت کا کمال ہوتا ہے۔ وہ اسم اللہ ذات کے وسیلے سے حضرت آدم سے لے کر خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ تک اور پھر قیامت تک کے تمام انبیاء، اولیاء، اصفیاء، غوث، قطب، ابدال اوتاد اور مومن و مسلمان کی روحوں کے ساتھ مصافحہ و ملاقات کرتا ہے۔ پھر سلطان الفقر سے اس کی ملاقات ہوتی ہے۔ جان لو کہ یہ طالب صادق کا روز اول کا سبق ہے۔

یاد رہے کہ طالبی اور مرشد تو اللہ تبارک و تعالیٰ کا ایک بھید ہے۔ اس بھید کی احمقوں کو خبر نہیں ہوتی۔

اے لوگو! روح کا علاج جمعیت، شوق اور معرفت قرب الہی سے ہے لیکن نفس کے تمام احوال حرم و ہوا سے ہیں۔ قلب کے اعمال میں حق پسندی ہوتی ہے۔ قلب اپنی کاملیت کے باعث باشعور مجلس محمدی کی حضوری میں لے جاتا ہے اور اسم اللہ ذات کے تصور کی روحانی صورت دکھاتا ہے۔ اس طرح کے بندے کا ظاہر اور باطن ایک ہی ہو چکا ہوتا ہے۔ ایسے بندہ کے لیے بہت کچھ ہوتا ہے۔ ایسا بندہ تو خواب کی حالت میں بھی تصرف کرنے پر پوری طرح قادر ہوتا ہے۔ وہ خواب میں بھی دشمنوں اور کافروں کو عذاب میں مبتلا کر کے تڑپا سکتا اور پھر جنت کی تمام نعمتیں بھی بخش سکتا ہے۔ یوں وہ کافروں کو بھی

جب چاہے مشرف بہ اسلام کر سکتا ہے۔

شرح ذکر: ذکر ایک بہت بڑی نعمت ہے۔ لیکن اہل تقلید ذکر بہت سے ہیں۔ خود پسند ریاکار بھی بے شمار ہیں، وہ جو سراسر صاحب جلب ہیں ان کا بھی کوئی شمار نہیں ہے۔ لیکن وہ جو اہل توحید اور ذکر خاص ہیں وہ تو مشرف بہ دیدار ہونے والے ہوتے ہیں۔ ذکر ایک ایسا احسن عمل ہے کہ اس کے باعث بندہ اپنے پروردگار کے عین بہ عین ہو جاتا ہے۔ ان دونوں کے مابین کوئی پردہ نہیں رہتا۔

ذکر یک درد است باشد لادوا  
شد شفا از جدو ذکرش باقتا  
ذکر یک سوز است سوز مغز جاں  
سوز از لاہوت برو لا مکمل

ذکر کے سات اصول ہیں۔ اس میں ساتوں اعضاء اور قلب و قالب سب شامل ہوتے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک سے ستر ہزار قرب نور، ستر ہزار علوم حضور اور انوار معرفت توحید دیدار ہوتے ہیں۔ ان نعمتوں سے کوئی ولی اللہ اور عارف باللہ ہی فیض یاب ہو سکتا ہے۔ سات ذکر عظیم اور ہفت اندام قلب سلیم صراط مستقیم درج ذیل ہیں۔ انہیں یقین کے ساتھ مان لینا ضروری ہے۔

اول ذکر عظیم تصرف سنج عنایت ہے اس سے بندہ لایحتاج ہوتا ہے۔ اس کے بعد بندہ کسی طلب میں ناکام نہیں ہوتا۔ اسے کبھی رزق کی اور بھوک کی تکلیف نہیں ستاتی۔ بھوک کے بارے میں فرمان نبوی ہے کہ ”الجوع اشد من عذاب القبر“ یعنی بھوک تو عذاب قبر سے بھی شدید ہوتی ہے۔

دوم ذکر نور ہے۔ اس میں ساتوں اعضاء مشاہدہ حق میں منور ہو جاتے ہیں۔ اس ذکر نور کا ذکر اسم اللہ ذات کے تصور سے سارے مطالب حاصل کر لیتا ہے۔

سوم ذکر عظیم۔ اس ذکر سے ذکر لامکان لاہوت اور توحید لقا سے مشرف ہوتا ہے۔ اس کے تمام مطالب ذکر فوراً ہی مل جاتے ہیں۔

چہارم ذکر عظیم مغز بیدار۔ اس ذکر میں تلقین کے بعد ذکر انوار الہی میں مستغرق ہو جاتا ہے۔ ذکر کو یقین اور اعتباری علم حاصل ہوتا ہے۔ اس کو تمام مراتب بہت جلد مل جاتے ہیں۔

پنجم ذکر عظیم حی کا ہے۔ اس میں ساتوں اعضاء قلب اور قالب زندہ ہو جاتے ہیں۔ ذکر لاہوت ولا مکان سے اور دونوں جہانوں کے اٹھارہ ہزار عوامل کا مشاہدہ کرتا ہے۔ اسے بھی یکبارگی تمام مطالب میسر آ جاتے ہیں۔

ششم ذکر عظیم قرب الحق ہے۔ اس میں معرفت و توحید حق کے حقائق حاصل ہو جاتے ہیں۔ اس کے باعث ذکر سے باطل، حرص، طمع، حسد، تکبر اور ریا وغیرہ سب دور ہو جاتے ہیں۔ اور ذکر پہلے ہی روز مجلس فقر میں پہنچ جاتا ہے اور تمام مطالب پالیتا ہے۔

ہفتم ذکر عظمت العظام ہے۔ اس ذکر کے باعث بندہ ایک لمحہ کے لیے بھی اپنے خالق و مالک سے جدا نہیں ہوتا۔ اسے اللہ اس کے تمام مطالب فوراً ہی دے دیتا ہے۔

دیدار حق جائز ہے: اے نفس کی قید میں گرفتار لوگو! ناقص، اہل ہوس، تلاق، بے دانش، بے شعور، مردہ دل اور ریاکار لوگوں کو کیا معلوم کہ وہ کون سی راہیں ہیں جن پر چل کر بندہ دیدار الہی سے مشرف ہو سکتا ہے، اور وہ اپنے تمام مطالب یکبارگی حاصل کر لیتا ہے۔ اے لوگو! دیدار حق جائز ہے۔ اسی لیے تو اللہ کے بندے اس کی طلب کرتے ہیں۔

دیدار الہی کی شرح یہ ہے کہ یہ قلب سلیم والے کو نصیب ہوتا ہے مردہ دل لوگوں کو تو نہ اس کی خبر ہے اور نہ وہ اس کی طلب ہی کر سکتے ہیں۔ جو افسردہ دل ہیں وہ بھی محروم دیدار ہیں۔ اور جو عالم بمنزلہ جاہل ہیں ان کی حالت ایسی ہے کہ ”کمشل

الحمار یحمل اسفارا" گدھا ہے کہ جس میں سفر میں بوجھ اٹھا رکھا ہے۔ ایسے لوگ نفس کے غلام اور دنیا کے مرید ہوتے ہیں۔ ان لوگوں پر شیطان کی حکمرانی ہوتی ہے۔ اور برائی اور بدکاری ہی ان کے اعمال ہوتے ہیں۔ اس وضع کے لوگ معرفت کی راہوں سے برسوں مسافت پر ہوتے ہیں۔ مجلس محمدی کی عظمت اور حضوری کا اس بندے کو ادراک و شعور ہی نہیں ہوتا۔ یہ لوگ اہل بدعت بھی کہلاتے ہیں۔

اہل بدعت کا ذوق ہیں: اہل بدعت تو سراسر جھوٹے اور کذاب ہوتے ہیں۔ وہ اپنے فلسفوں میں غیر مخلوق کو مخلوق سے تشبیہ دیتے ہیں۔ ایسے گمراہ لوگوں کے لیے جمعیت نہیں ہوتی وہ پریشان حال ہی رہتے ہیں۔ اے لوگو! غیر مخلوق کو مخلوق سے تشبیہ دے کر کفر کا ارتکاب نہ کرو۔ اس لیے جتنے مقام ازل، ابد، عرش کرسی، لوح، قلم تحت العیون، جنت، ان میں اگر کوئی کہے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا اور اللہ اس طرح کا ہے، تو وہ شخص کفر کرتا ہے اور وہ خود کافر ہے۔ اس طرح کے دعوے حرم و ہوا کے غلام لوگ ہی کرتے ہیں۔ کیونکہ دیدار و لقا تو محض فیض، فضل اور عطا ہے۔ یہ صرف اسم اللہ ذات کے تصور سے حاصل ہوتا ہے۔ اور یہ بھی حقیقت ہے کہ جس وقت اور جہاں انوار کی تجلی ہوتی ہے وہاں کچھ نہیں رہتا بلکہ سب لامکان ہو جاتا ہے۔ اسی لامکان میں قسمت والے لوگ لقا دیدار سے مشرف ہوتے ہیں۔ اس لقا میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے۔

نیت آنجا ازل و ابد نیت دنیا نہ بہشت

آں مکان است لا مکان دیدار از سرشت

اسی طرح حضوری میں بحوالہ انوار بھی بندے کو جو کچھ دکھائی دیتا ہے۔ اس کی بھی مثال نہیں دی جاسکتی۔ اس وقت جو کچھ کلام اللہ مع اللہ اور مدد پر پڑھا جاتا ہے وہ بھی قیامت برقرار رہتا ہے۔

اللہ ہر کرا خواہ نماید عین راز

اللہ ہر کرا خواہ دید قرب از آواز

اللہ ہر کرا خواہ نہ بخشد با حضور

از بخواب راندہ گرداند بدور

اے لوگو! اس حقیقت کو جان لو کہ دیدار و لقا کے لیے خاص علم ضروری ہے بعض کو لقاے جمیع حاصل ہوتی ہے۔ اور کئی تو مجذوب ہو جاتے ہیں۔ ان کا دن رات کا چلنا پھرنا سب لقا ہی سے ہوتا ہے۔ وہ سدا آہ و بکا میں رہتے ہیں۔ ان کے لیے تو "ان المشتاقین المدبرین من هل من مزید" ہوتا ہے۔ یہ مراتب فرد، توحید، تجرید اور تفرید کے ہوتے ہیں۔

نیک اعمال: ارشاد باری اس طرح سے ہے کہ "ومن یرجو اللقاء رہہ فلیعمل عملاً صالحاً ولا یشرک بعبادۃ" مگر کوئی شخص اپنے رب کا لقا چاہتا ہے، تو اسے کہ وہ خدائے واحد کی عبادت کرے اور اللہ کا کسی کو شریک نہ ٹھہرائے۔ اس لیے بندے کو جانا چاہیے کہ عمل صالح کیا ہے اور عبادت کیا ہے۔ لقاے الہی کی طرف متوجہ ہونا اصل کو علم سے جاملتی ہے۔

گر شوم در غرق دیدار ش دوام

بہو در ہو گم شدہ بہو کدام

بانہر بہو بود بہو بخواند

بہو بہو راہد بہو نماید

ہر کہ از خود شود آں چاہد دید

خوش بیس دیدار از خود پید

ہر کہ مگر از خدا وز مصطفیٰ

آں کلاب و مردود گردد بے حیا

گر لذت دیدار را شرعی کنم  
کوئین را بر نام او صدقہ کنم  
گر بیانی زور بچی طالب  
طالب پیدا شود ہراز لقا  
اجل پیغام است موت از معرفت  
ہر کہ محرم موت شد طالب صفت

اسی حوالے سے مزید ارشاد باری تعالیٰ اس طرح سے ہے کہ: فاینما تولوا  
فسم وجه اللہ تم جس طرح منہ کرو گے اس طرح اللہ تعالیٰ کا چہرہ ہے۔

ہر طرف بینم مشرف شد لقا  
آوردم روئے بسوئے قبلہ چہرہ نما  
ز اللہ روگر دامن بجلیں گرجیں بود  
گرچہ از سرتن جدا جلیں سے شود  
جام نوش ہرگز نہ ترسد جلیں بجلیں  
ساکن لاہوت نقرش لامکن  
دیدار بر دیدہ دل باشتعل  
غرق فی التوحید عارف دم وصل  
از لقا روئے مگر دائم دوام  
ہر کہ از رو رانمہ اے کافر تمام

**باطن معصوم فقیر:** اے لوگو! فقیر بل اللہ کا بہت بڑا مرتبہ ہوتا ہے۔ اسم اللہ ذات  
کے تصور سے اس کے ساقیوں اصحاب اسرار نور بن جاتے ہیں۔ اس فقیر کو ظاہری و باطنی  
معرفت کا تصرف حاصل ہوتا ہے۔ وہ اٹھارہ ہزار عوالم سے باخبر ہو چکا ہوتا ہے۔ مجلس انبیاء

و اولیاء میں وہ صاحب حضوری ہوتا ہے۔ اس پر تمام ملائکہ جنوں اور انسانوں کے احوال  
مکشف ہو جاتے ہیں۔ ایسے فقیر کا باطن بھی معصوم ہوتا ہے۔ یہ سب کچھ اسم اللہ ذات کے  
درست اور صحیح تصور سے حاصل ہوتا ہے۔ اسم اللہ ذات کا تصور تو بے حجاب ہوا کرتا  
ہے۔

اسم اللہ ذات کا ایک طرح کا فرمان ہے۔ جو صاحب اسم ذات کے اس فرمان کی  
عزت اور قدر و منزلت نہیں کرتا وہ نافرمان ہے۔ اس میں رعوت ہے۔ اس لیے جو قرب  
مشاہدہ سے مشرف ہے اس سے بے ادبی کی خطائیں نہیں ہوتیں۔ اس درجے پر اس  
بندے کا ہر کلام قرب الہی کے سبب ہوتا ہے۔ اس قسم کے فقیر ہی کی زبان سیف الرحمن  
ہوتی ہے۔ اس سیف الرحمن سے وہ فقیر موزیوں کو قتل کرتا ہے۔ اہل ہوا و ہوس ان  
مراتب علی سے نادانف اور بے خبر ہیں۔ حالانکہ اہل حق تو اس جہل کو ایک دم میں خاک  
کرتے ہیں۔ یہ فقیر اسم اللہ جلالی اور جمالی سے منور ہوتے ہیں۔ اور یہ بھی کہ ان لوگوں کی  
کوئی بھی بات حکمت الہی سے ہرگز خلی نہیں ہوتی۔

مست را فکرے نباشد از جلال  
غرق فی التوحید اللہ بالوصل

دیدار الہی سے سدا مشرف رہنے والا فقیر اس حقیر اور مردار دنیا کی طرف آنکھ  
اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا۔ وہ اس دنیا کو مردار، نجس، ناپاک کراہت انگیز اور بدبودار سمجھتا ہے۔  
اللہ کے دوست: اے لوگو! اس بات کو بھی خوب سمجھ لو کہ شیطان لعین ہے۔ اور  
اللہ کے دشمنوں کو وہ دوست رکھتا ہے۔ اللہ کے دشمنوں پر شیطان ہی کا غلبہ ہوتا ہے۔  
ایسے لوگوں پر غفلت بھی خوب غلبہ کرتی ہے۔ لیکن اس کے برعکس اللہ کے جو بندے اللہ  
کے دوست ہیں وہ شیطان پر غالب آتے ہیں۔ اللہ کا سچا طالب حق کے حوالے سے اہل  
توفیق ہوتا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ہی اس کا معین اور مددگار ہوتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ”وان عبادی لیس لک علیہم سلطان و کفی ہربک و کیلا۔“ جو میرے بندے ہیں ان پر (اے شیطان) تو غالب نہیں آسکا۔ ان کے لیے تیرا پروردگار کافی ہے۔ جو اللہ کے دشمن ہیں وہ تو نفس کی قید میں ہوتے ہیں۔ نفس ان لوگوں پر سوار رہتا ہے۔ ایسے لوگوں کے مقدر میں سدا کی حرص، طمع اور سرگردانی اور پریشانی ہی ہوتی ہے۔ لیکن اس نفس پر اللہ کے دوست غالب ہوتے ہیں۔ وہ نفس پر سوار ہوتے ہیں۔ علم یقین اور علم دیدار اللہ کے ان دوستوں کو دائمی حضوری میں رکھتا ہے اور وہ مدام غرق فی النور رہنے والے ہوتے ہیں۔

اللہ کے دوستوں کی پہچان: اللہ کے دوستوں کا مرتبہ اور درجہ بے حد بلند و بالا ہوتا ہے۔ اس لیے جاننا چاہیے کہ اللہ کے دوستوں کی کیا پہچان ہے۔ اللہ کی دوستی اور معرفت کیسے حاصل ہوتی ہے۔ تو یہ جان لو کہ یہ مرشد کامل کے ذریعے سے ہے۔ یعنی ذکر نور، تصور حضور، فکر حضور اور دعوت قبور سے اس معرفت کا حصول ہے۔ یہ تمام مراتب تصور حضور کے بغیر ممکن ہی نہیں ہیں۔ اس کے لیے اسم اعظم اور کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ کر روحانی توجہ ہے، اور پھر مراقبہ ہے۔ اس کے سامنے روحانی بھی آ جاتے ہیں۔ لیکن اگر وہ خام کار اور ریاکار ہے، تو اس کے لیے کچھ بھی نہیں ہے۔ چاہے وہ ساری زندگی قبرستان میں بیٹھا رہے۔ اگر طالب صاحب باطن ہے تو وہ روحانی سے ہم کلام بھی ہو جاتا ہے۔ اور اگر صاحب قلب بھی ہے تو قلب سے بھی بات کرتا ہے۔ اور اگر صاحب روح ہے تو روح سے بھی کلام کر لیتا ہے۔ اور اگر صاحب سر ہے۔ تو وہ اس کا روحانی کلام بحوالہ اسرار و رموز بھی راست ہوتا ہے۔ لیکن جو لوگ اہل نفس ہیں وہ محض دھوکا ہیں اور مطلق کاذب ہیں۔ ایسے لوگوں کی ہمت ہی نہیں کہ وہ دعوت قبور کر سکیں۔

ایک جگہ پر فرمان نبویؐ ہے کہ ”اذا تحیرتم فاستعینوا من اهل القبور۔“ اگر کسی معاملے میں تمہیں حیرت ہو تو اہل قبور سے تم استعانت حاصل کرو۔

اس استعانت سے مراد عبرت حاصل کرنا بھی ہے۔ اے لوگو! ترک سے تصور، حضور، ذکر نور اور دیگر مراتب نور ہیں۔ اور اسی طرح تجرید و تفرید سے توحید، تصور، حضور اور توکل کا حصول ہے۔

ذکر حق نور است فکرش باحضور  
بے حضوری ذکر و فکر و بعد و دور  
ذکر را بگزار مذکورش مگو  
احتیاج نیست ذکرش روبرو

اس کے علاوہ شرح دعوت قبور یوں بھی ہے۔

مر ترا علم است دانش باحضور  
نظر کن با مردگان اہل قبور  
عاقبت تو جائے خلد شد قبر  
کس نبودہ در قبر ایں سیم و زر  
علم سے باید علم بہر از عمل  
جز محبت حق دگر باطل فخل

معرفت الہی کی قوت: عارف اور عالم باللہ ایسے لوگ ہوتے ہیں جو قرآن کی قوت اور معرفت الہی کے قرب کے باعث اپنے لیے ایک مضبوط قلعہ بنالیں اور پر انوار تجلی لقا کی جمیعت سے مشرف بہ دیدار ہوتے ہوں۔ ان کے پاس آگ بھی آتے ہوتے خود ڈرتی رہے۔

اے لوگو! یہ امر خوب طرح سے جان لو کہ دعوت قبور صرف ذہنی شخص پڑھ سکتا ہے جو باتینق ہو۔ اہل قبور کے حالات سے آگاہ ہو اور کشف انوار کا حامل ہو۔ اس پر مستزاد وہ روحانیوں کے ساتھ ہم کلام بھی ہو سکتا ہو۔ لیکن جو لوگ ان مراتب سے محروم

ہیں ان کے لیے تو رجعت ہوتی ہے اور رجعت میں ان لوگوں کے لیے مصیبت اور پریشانی ہے۔

دعوت قبور کے لیے جان لینا چاہیے کہ عظیم و کبیر قبر کون سی ہوتی ہے۔ اور مراتب کی خبر بھی کس طرح ہوتی ہے۔ قبریں چند ایک قسم کی ہوتی ہیں۔ اسی طرح روحانی کے مراتب اور خطاب بھی چند ایک قسم ہی کے ہوتے ہیں۔ گویا روحانی کاحالات و مراتب کے اعتبار سے جو مقام ہو گا اس سے عامل پر بھی اسی طرح کا اثر ہو گا۔ اگر قبر اہل نفس کی ہے تو عامل کی حالت خراب ہو گی۔ اس لیے ایسی قبر پر دعوت پڑھنے سے دسوس خطرات اور جنونیت ہو گی اور رجعت بھی ہو کر رہے گی۔

تن مردہ جان زندہ: اسی طرح بعض روحانی اہل قلب، روشن ضمیر ہوتے ہیں ان کی صورت یہ ہوتی ہے کہ تن مردہ لیکن جان زندہ۔ ایسے لوگوں کی قبر پر دعوت پڑھنے سے تو جمعیت ہوتی ہے۔ موکل فرشتوں کی آواز احوال کی عین موافقت سے سنائی دیتی ہے۔ اور اس کے علاوہ قبر میں سے انوار کا اظہار بھی ہوتا ہے۔ اس طرح طالب کی تمام مہمت سر ہو کر رہتی ہیں۔ اس حوالے سے اگر روحانی اہل روح ہو تو عامل پر اس کا اور ہی اثر ہوتا ہے۔ اس کے ساتوں اعضاء نور سے منور ہو جاتے ہیں۔ عامل کے تمام مطالب پورے ہو جاتے ہیں۔

پھر اگر دعوت کے لیے قبر اہل اسرار کی ہو تو اس پر دعوت پڑھنے والے پر اسرار الہی منکشف ہوتے ہیں۔ سب کچھ عین بہ عین دکھائی دینے لگتا ہے۔ اور اگر قبر اہل نور کی ہو اور عامل بھی صاحب انوار ہو عارف روحانی کو ایمانی نور میر آتا ہے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ روحانی کی قبر سے ذکر کی آواز آتی ہے۔ عامل کو جمعیت جلودانی مل جاتی ہے۔ کیونکہ اسم اللہ ذات کے تصور والے کا ظاہر اور باطن ایک ہی ہوتے ہیں۔

عمل قرآن و قبر قرب از خدا

اس عمل حاصل شود از مصطفیٰ  
قبر شیر کا گھر ہے: اے لوگو! اس حقیقت کو تم جان لو کہ قبر ایک طرح سے شیر کا گھر ہوتی ہے۔ اور اس کے اندر والا روحانی شیر بہر ہوتا ہے۔ اس لیے دعوت قبور پڑھنے والے کے لیے ضروری ہے کہ وہ اہل مراتب میں سے ہو اور اوصاف حمیدہ سے بھی خوب مسلح ہو۔ بلکہ قبر کی دعوت وہ پڑھے جو حضرت عیسیٰ اور حضرت خضر کی سی توفیق اور قوت رکھتا ہو:

قبر پیشہ شیر و در قبر شیر بہر  
شسواری شیر خواند پھر  
اولیاء اللہ کی قبروں کی اور ہی بات ہوتی ہے۔ ان کے گرد تو اللہ کی جانب سے نور کا قلعہ ہوتا ہے۔ اور اس کے اندر روحانی پیشہ ہی مشرف رہتا ہے۔

ہر	کراشد	معرفت	وحدت	لقا
خوش	بخواند	بر	قبرگاہ	اولیاء
ہر	کہ	خواہد	معرفت	توحید
شد	حضور	راز	ہائل	قبور
با	روحانی	راہ	روحی	راہبر
بصور	میرود	اندر	قبر	
ہنگ	دیگر	شد	ہم	خمن
ہر	حقائق	یافتہ	وز	خاص
ہر	کہ	ایں	راہے	ندانند
عمل				

با	دوسرے	خطرات	شیطان	دخ
بے	سری	اس	رفتہ	اولیاء
روز	اول	شد	مشرف	پلتا
پاہوا	بہراز	خدا	اس	راہنما
سرز	گردن	کن	جدا	بہر
			از	خدا

لیکن اللہ والوں کے لیے کوئی نہ خطرہ ہوتا ہے اور نہ کسی قسم کا خوف۔ اس لیے جو شخص عارف و عالم باللہ اور صاحب استغراق ہوتا ہے، وہ تو سدا حضوری میں رہتا ہے۔ اسے کسی موکل کا کوئی ڈر نہیں ہوتا۔ اس کے لیے جنونیت اور رجعت کا بھی کوئی خدشہ نہیں ہوتا۔ اسے کسی طرح کا حصار بنانے کی بھی ضرورت نہیں ہوتی۔ بلکہ اس کے اپنے وجود سے جب اللہ کے نور کا شعلہ لگتا ہے۔ تو اس کی تپش سے جنونیت اور دیگر وسوسے سب دور بھاگ جاتے ہیں۔

مرد	باشد	حق	شاسا	با	حضور
آں	وجود	لائق	است	دعوت	قبور

اللہ تعالیٰ کو دیکھنا: اللہ تبارک و تعالیٰ کو دیکھنا اور مشرف بہ لقاء الہی ہونا بھی شرع کے عین مطابق ہوتا ہے۔ لہذا اللہ تعالیٰ کو ہم پانچ طریق سے دیکھ سکتے ہیں۔ اول خواب میں دیکھا جاسکتا ہے، لیکن اس کے لیے نیک ہونا شرط اولیں ہے۔ دوم: مراقبہ میں کہ یہ مراقبہ تو موت کا مغز ہوتا ہے۔ اس کے لیے معرفت اور محبت کا محرم ہونا ضروری ہے۔ اسے

موت الوصل بھی کہا جاتا ہے۔ بلکہ یہ موت پر ہی غالب آتا ہوتا ہے۔ اسی لیے تو ارشاد ہے کہ ”موتوا قبل ان تموتوا“ بندہ مرنے سے پہلے خود ہی مرجھا ہو۔ یوں بندہ عارف لاہوت و لامکن ہوتا ہے۔ اور اس کی یہ حالت انوار ذات کی موت ہوتی ہے۔ عارفوں میں سے اولیاء اللہ اسی موت کے حوالے سے ابدی زندگی حاصل کر جاتے ہیں۔ اس طرح کی موت والے کے مراتب بہت زیادہ ہیں۔ وہ تو سدا با توفیق اور با تحقیق ہوتا ہے۔ جسم ممت کو وہ جسد حیات سے آراستہ کر لیتا ہے۔ وہ بغیر زبان کے کلام کرتا اور بغیر آواز کے سنتا ہے۔ اس کا کلام درجہ ”قم بادن اللہ“ پر ہوتا ہے۔ ایسا شخص دونوں جہانوں میں بدستور زندہ ہوتا ہے۔ اولیاء کے لیے اس مقام پر ممت و حیات یکساں برابر ہو جاتی ہے۔

باقصور	اسم	اللہ	لاذوال	است
مر	نہ	بینم	ہمہ	اند
کے	داند	کہ	ہرگز	آں
جلبے	خود	خود	در	پردہ
مراتب	عاشقان	دیدار	بین	است
زحق	باق	رسد	حق	الیقین
حیائے	شد	لقا	بہراز	لقا
کے	اس	جا	نہ	بیند
اگر	گوید	کے	دیدار	فردا
کہ	فردا	شد	بلی	راصد
خدا	بیند	مرام	چوں	نہ
کہ	امت	از	محمد	پاک
				اومیم

## لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

جو دنیا میں اندھا ہے: ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ”وَمَنْ كَانَ فِي هَذِهِ اَعْمٰی فِهٖوْ فِی الْاٰخِرَةِ اَعْمٰی“ جو اس دنیا میں اندھا ہے وہ آخرت میں بھی اندھا ہی رہے گا۔

اے لوگو! یہی حقیقت ہے کہ کلمہ طیبہ اور اسم اللہ ذات کی کنہ تک پہنچنے کے بعد دیدار الہی نصیب ہوتا ہے اور جو علم دیدار ہے اس کی ہم کوئی مثل نہیں دے سکتے۔ اس سے تصور دیدار میں بندہ صحیح طور پر غرق ہو جاتا۔ واضح ہو کر تصور بھی کئی ہیں۔ یعنی تصور نفس، تصور قلب، تصور روح، تصور سر، تصور ذکر و فکر، تصور مذکور، تصور حضور، تصور فرشتہ موکل، تصور جن و انس، تصور کل مخلوقات، تصور شیطان، تصور دنیا و فیروہ یہ تمام تصور تقلیدی ہیں ان کے علاوہ پانچ تصور معرفت الہی، چنانچہ تصور یقین ہے اس کے باعث ایک پل میں مشاہدہ اور حضوری ہے۔ پھر تصور بھا ہے۔ اس فوری طور پر وحدت لقا کا حصول ہے۔ پھر تصور اعتقاد ہے اس سے انبیا اور رسولوں کی مجلس میں حضوری میسر آتی ہے۔

دریں تصور پنج صحیح راز حق  
وز تصور طے شود جملہ خلق

اسم اللہ ذات کی برکت: وہ کہ جس کو اسم اللہ ذات کا تصور حاصل ہے اس کے لیے اللہ تعالیٰ کی برکت فراوان ہیں۔ وہ دونوں جہانوں کو اپنی ہتھیلی پر یا ناخن کی پشت پر دیکھ سکتا ہے۔ لیکن لوگوں کو اس حقیقت کا احساس نہیں ہے کہ انوار معرفت اور توحید الہی اور دیدار حق کو سمجھنا ثابت ہوا کام ہوتا ہے لیکن اس امت کو وہی لوگ سنبھال سکتے

ہیں جنہیں اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے قوت و طاقت بخش رکھی ہوتی ہے، وہی اس میں کامیابی حاصل کر سکتے ہیں۔

دنیا دارِ احمق لوگ۔ بے عقلی کی وادیوں میں گمراہ پھرتے رہتے ہیں، وہ تو سدا دنیا ہی پر فریفتہ رہتے ہیں۔ وہ معرفت الہی سے دور بہت دور ہیں۔ انہیں دیدار نبوی کی لذت کی خبر ہی نہیں ہے، بلکہ ایسے لوگوں کو بزدل اور جھوٹے لوگ کہا جاتا ہے۔ بزدلوں کو تو اللہ تعالیٰ ہرگز پسند نہیں کرتا۔ اس سلسلے میں حضور پاکؐ بھی فرماتے ہیں کہ جھوٹا میری امت میں سے نہیں ہے۔

لذت دیدار بہ دیدار وہ

ہر کہ از دیدار ترسد من بدہ

ایک نظریہ تو یہ بھی ہے کہ اللہ تبارک تعالیٰ نے آدمی کو زندگی بخشی ہی اسی لیے ہے کہ وہ تعالیٰ الہی سے مشرف ہو۔ اور اسی لیے آدمی کے لیے تمام ظاہری اور باطنی عبادات مخصوص کی گئی ہیں۔ چنانچہ اسی حوالے سے ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ: ”وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ اٰی الْیَعْرِفُوْنَ“ میں نے جنوں اور انسانوں کو محض اس لیے پیدا کیا گیا ہے کہ وہ میری عبادت کریں۔ اور مجھے پہچانیں۔ گویا اس طرح اللہ تعالیٰ بندے سے فرض انفرادی کے ساتھ ساتھ فرض کفایہ بھی ہے اور یہ فیض عین ہے۔

دائمی فرض: فخر موجودات حضرت محمد ﷺ نے بھی اسی حوالے سے فرمایا کہ ”مَنْ لَمْ يَدْرِ ضَمًّا اِيْمَالِمْ بِقَبْلِ اللّٰهِ فَرَضُ الْوَقْتِ“ جو شخص دائمی فرض ادا نہیں کرتا۔ اسی کا دائمی فرض ادا کیا ہوا ہرگز قبول نہیں ہوتا۔ اور دائمی فرض یہ ہے کہ بندہ فوری طور پر انوار کی ہزار ہا تجلیات سے فیض یاب ہوتا ہو۔

حضور نبی اکرم ﷺ کی سنت کی عظمت یہ ہے کہ اس میں تمام امتیں شامل ہوتی ہیں۔ عزرائیل سدا جان قبض کرنے کی طلب میں ہے۔ اسی طرح یحییٰ ایلیم تو دین کو

سلب کرنے کی طلب میں رہتا ہے۔ نفس کی مدام طلب شہونہ اور حیوانیت ہی ہوتی ہیں لیکن جو قلب سلیم ہوتا ہے وہ شوق الہی کے رنگ میں جستجو کرتا ہے۔ روح تو لاہوت اور لامکان سے مشرف ہونے کی طلب کرتی رہتی ہے۔ لیکن دنیا دار لوگ دنیاوی حصول اور مال و متاع کے پیچھے بھاگتے رہتے ہیں۔ اسی طرح اللہ کی طلب کرنے والے عروج و مد میں غوطہ زن ہو کر حق شناسی سے متصف ہوتے ہیں۔ ایسے لوگ عدل کے طالب اور کئی مراتب کے لائق ہوتے ہیں۔

طالب	دیدار	رو	دیدار	آر
غرق	نی	التوحید	رویت	حق
لذت	د	زجادوانی	لذت	دیدار
الہی	مرتبہ	دیدار	طاقت	دیدار

مجلس نبوی والے: جو لوگ اہل محبت، اہل ذکر، فکر، اہل معرفت، اہل مذکورہ حضور، اہل قرب حق، مشاہدہ نور، اہل تجلی، غرق دیدار اہل مشرف لقا، فنا و لقاء و ویش فقیر ولی اللہ، واصل عشق، عارف عالم، عامل جامع، کامل مکمل، اکمل رہنمائے خلق، غوث، قطب، ابدال، اوداد، اخبار، صاحب باطن معمور، صفا و جود، یہ سب لوگ بمنزلہ مجلس نبوی میں حضوری پانے والے ہوتے ہیں۔ اس طرح کے مراتب والوں کو با آسانی پہچانا جاسکتا ہے کہ وہ سب اچھے نفس کے قائل ہوتے ہیں۔ ایسے لوگ نفس مردہ یا نفس بیمار کے مالک ہوتے ہیں، گویا وہ نفس کے احتیاجات سے آزاد اور مبرا ہوتے ہیں۔ انہیں کھانے، پینے، دیکھنے، سننے اور اٹھنے بیٹھنے کی کوئی حاجت ہی نہیں ہوتی۔ ان اولیائے اللہ کو دنیا کی کوئی جسمانی یا نفسانی حاجت ہرگز نہیں ہوتی، وہ صرف اور صرف دیدار ہی کے طلبہ گار رہتے ہیں وہ دیدار ہی میں رہتا۔ وہی کھانا پیتا اور نور ہی میں رہتا بسا ہوا یہی کہتا ہے۔

طلب کن دیدار دائم تماشای طالب خدا  
درمیان یک ہختہ ایلی معرفت وحدت لقا  
بخصاں را سل پنجم کلاں را روز پنج  
نچ پنج نیز ناقص عارفان یک روز پنج  
نچ پنج و نیز ناقص دم زمن بہود حضور  
ایں مراتب جامع مرشد بود یا ذات نور  
دم زدن ہم دیر باشند طرفہ رند حاضر کند  
ایں مراتب انتہائی از خدا ماحصل شود  
ایں ہر یک مراتب ناقصاں را رہزن شد ملالیں  
لمیودہ را دیدہ بہ بخشہ سے شود روشن عیاں  
ہاہو راہ مرداں با توجہ بانظر ناظر قلب  
در تصرف با تصور غرق کن در ذات رب

در مطالعہ کتب مطلوبہ، عام طور پر دیکھا تو یہی گیا ہے کہ اکثر لوگ اپنے رب کو طالب ہی کہتے ہیں اور اس مقصد کے لیے ہمہ وقت مطالعہ کتب مطلوب میں لگے رہتے ہیں۔ ان میں سے بے شمار مرید طلب مردار میں سرگرداں ہیں اور انہیں درست اور نا درست کی خبر ہی نہیں ہے۔ صرف لاف زنی کرنے پر زور دیتے رہتے ہیں۔

کس	نہ	بینم	طالبے	توفیق	تر
کس	نیام	مرد	مرید	از	نظر

ہم مردی طللی از ہر خوش

در پیش بیدار است بد کیش

جو عارف مقام عین بہ عین پر نگاہ کرنے والے ہوتے ہیں وہ تو سدا مشرف بہ

دیدار رہتے ہیں وہ روز شب اور امروز و فردا کی طلب سے بھی بلورا ہوتے ہیں۔

گرنہ بیند کور مار عیب نیست

سر شد انکار آں از غیب نیست

میدہ دیدار سے گوید بہ میں

گاہ آواز او نہ نہ بیند شد لعین

گر نہ بینم سے شود مشرک تمام

روئے من با روئے او شد ہر دمام

ہر طرف اللہ ہی ہے: ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ”انی وجہت وجہی

الذی فطر السموت والارض حنیفا وما انا من المشرکین“ (میں اپنی

توجہ کو دیگر تمام امور سے ہٹا کر اپنا چہرہ ارض و سما کے خالق و مالک کی طرف کرتا ہوں۔ اور

میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں)

نور دیدار ش مجھ داشت

نفس و قلب و روح را بگرداشت

باہو ابتدا نور است آخر گزشت نور

نور شد از نور از شد حضور

نبی اکرم خاتم الانبیاء فرماتے ہیں کہ ”النهايت الرجوع الى البدايت“ ابتدا

کی طرف لوٹنا ہی انتہا ہوتی ہے۔ لیکن وہی تو مردہ ہوتا ہے جو ایک ہی جست میں ابتدا اور

انتہا کے تمام مراتب پر پہنچا دے۔ ایسے شخص کو ہر طرح کی ظاہری و باطنی توفیق حاصل

ہوتی ہے۔

بھو ایلیس است مانع شد

رحمت خدا ہوئے کے راشد

اللہ تعالیٰ کے لقا کی نعمت اس کے لیے ہے جو عالم فقیر، عالم فقیر، عالم فقیر، روشن

ضمیر اور عالم علم ناظر نظیر ہوتا ہے۔

حق و باطل کی تمیز کے لیے علوم: اے لوگو جان لو کہ حق و باطل کا امتیاز کرنے

کے لیے درج ذیل علوم ہیں۔ علم بر نفس امیر، علم فانی اللہ فقیر، علم کیا اکیر، علم دعوت

تکبیر، علم تمام عالمگیر، علم ذکر لازوال، علم فناء نفس وصال، علم معرفت لازوال، علم محبت

احوال، علم طلب یار، علم مشرف دیدار، علم دور و وظائف، علم مراقبہ، علم مکاشفہ، علم مجلولہ۔

علم مخاربه، علم محاسبہ، علم مذکور۔ علم الہام، علم نور، علم حضور، علم مجلدہ، علم مشاہدہ، علم

قرب، علم قدس، علم تمثیل، علم وہم، علم دلیل، علم عین، علم تصور، علم تصرف، علم فکر،

علم توجہ، علم استتراق، علم کلید، علم فضل، علم جامع، علم جامعیت، علم فنا، علم لقا، علم باہ، علم

خلافت نفس، علم تصدیق قلب، علم توفیق روح، علم تحقیق سر، علم اعتقاد و اعتلا، علم

الیقین، علم تعلیم، علم تلقین، علم ہدایت، علم ولایت، علم نہایت، علم تجرید، علم تفرید، علم

فیض، علم عطاء، علم حی، علم قیوم، علم رسم و رسوم وغیرہ ہیں۔ یہی علوم حق و باطل میں تمیز

کرتے ہیں۔

اے لوگو! اپنے بدن پر لباس شریعت پہن لو۔ اور پھر شریعت میں کوشش کرو۔

شریعت میں تو سراسر فرمائیداری ہے۔ شریعت کے بغیر بندہ نافرمان ہے۔ اس لیے اے لوگو

فہم میں قدم رکھو۔ اس کے بعد دیدار الہی کے لیے اور معرفت حق کے لیے اپنے آپ کو

تیار کرو۔ اے لوگو ہر ایک علم عبودیت ہے اور پھر جو ثواب ہے اس سے معرفت الہی اور

دیدار الہی ہے۔

**مراتب کی اقسام:** مراتب دو قسم کے ہیں یعنی مراتب مردار باطل اور مراتب دیدار برحق۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کو صرف معرفت اور عبادت ہی کے لیے پیدا کیا ہے۔ اس عبادت میں بندے کے لیے دائمی دیدار الہی ہے۔ لیکن جو لوگ مراتب مردار باطل والے ہیں وہ دنیا دار مطلبی اور مردار کی طلب کرنے والے ہیں۔ کیونکہ اس دنیا کی حیثیت مردار سے زیادہ نہیں ہے۔

اس دنیا میں علم کے بے شمار عالم ہیں۔ لیکن ہزاروں میں سے کوئی ایک عالم ایسا ہو گا جو مشرف بہ دیدار الہی ہو۔ پھر وہ دیدار حق کے علاوہ کسی اور چیز کا مطالعہ نہیں کرتا۔ اپنے شاگردوں اور طالبوں کو بھی اپنے ہی والا سبق پڑھاتا ہے اور انہیں علم دیدار کے حصول تک پہنچا دیتا ہے۔ اسی حوالے سے ارشاد باری ہے کہ ”حسبى اللہ کفى باللہ“ اللہ بس بقی ہوس۔

**علم دیدار:** اے لوگو علم دیدار تحقیق ہے۔ یہ اسم اللہ کے ذریعے سے بندے کو دیدار الہی سے مشرف کرتا ہے۔ اس پر کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ گواہ ہوتا ہے۔ اس لیے جو بندہ اس کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کو اس کی کنہ جان کر پڑھتا ہے وہ ضرور دیدار حق سے مشرف ہو کر رہتا ہے۔ عالم دیدار کے علم کے باعث مرشد کامل بن جاتا ہے۔ اور وہ لوگوں کے لیے رفیق راہ ثابت ہونے لگتا ہے۔ وہ اپنی نظری سے دوسروں کو روشن ضمیر بنا سکتا ہے۔ حضوری حق میں پہنچا دیتا ہے۔ لیکن جسے یہ حضوری حاصل نہیں ہوتی وہ خراب و خوار رہتا ہے۔ اس کا ذکر و فکر سب بیکار ہوتے ہیں۔ اس کا اپنا درجہ احمقوں کا ہوتا ہے۔ کیونکہ دیدار الہی تو صرف اللہ تعالیٰ کی عنایت ہے۔ یہ دیدار حق تو محض عارفوں کے لیے مخصوص ہوتا ہے۔ لیکن جسے یقین ہی نہیں ہے وہ تو کور چشم، مردہ دل اور بے حیا ہے۔ اس کے لیے یہ دنیا بھی فضول اور آخرت بھی عبرت تک ہے۔ اور جو اس دنیا میں اندھا ہے اس کے لیے آخرت میں بھی اندھا ہی رہتا ہے۔ اندھے کو تو کچھ دکھانا مشکل

ہوتا ہے۔

در درس دیدار خوانند بے زبان  
بے چشم عارف نہ بیند با عیان  
شد مطالعہ موت علم از معرفت  
عالم دیدار باشند ایں صفت  
جسم انوارش بحاضر داشتند  
نفس و قلب و روح و رہگذراشتند  
اصل از است و حلق نورشد  
ابتداء انتہا بحضور شد  
مرشدی باشد چنین عالم بقا  
طالبان راے کشد کہ از ہونوا

**عالموں کی قسمیں:** عالموں کی دو قسمیں ہیں۔ اول عالم تقصیر۔ یہ لوگو اس دنیا جہاں میں مشہور ہیں اور دعوت میں مصروف رہتے ہیں۔ اور یہ بھی حقیقت ہے کہ عالم دنیا ایک حد تک زعم علم کے باعث مغرور اور متکبر ہوتا ہے۔ اس معرفت حق سے وہ دور ہی رہتا ہے۔ دیدار الہی بھی اس کے لیے بڑی مسافت پر ہوتا ہے لیکن جو عالم فنا فی اللہ ہوتا ہے اس کے لیے دیدار حق ہے۔ اور اسے مجلس نبوی ﷺ میں حضوری بھی حاصل ہوتی ہے۔ بے علم کسی راز کا امین نہیں ہوتا۔ اس لیے بے راز کو مردار کہا جاتا ہے۔ وہ سدا ریاء حرص و ہوا اور غرور میں ڈوبا رہتا ہے۔ ان باتوں سے اس کا نفس موٹا ہوا رہتا ہے۔

موسیٰ را معراج شد در معرفت  
اگر باشد خضر عیسیٰ صفت  
مردہ را زندہ کند با دم نظر

بھو قصہ مجلس موسیٰ خضر

ہر کہ بیند از گنبد در خود نگاہ

ہر کہ یابد راہ بہ نمایند برآہ

دیدار انوار الہی ہے: اے لوگو! اللہ کا دیدار سراسر انوار الہی ہے اس کے لیے کسی مقام، وقت یا کھل کی کوئی قید نہیں ہے۔ دنیا، قیامت یا جنت کا اس کے لیے انتظار نہیں ہے۔ یہ دیدار حق ہوتا ہے۔ اس وقت کوئی مکان، مقام، وقت اور کوئی نشانی باقی نہیں رہتا۔ اس میں لاہوت اور لامکان ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ اس دیدار الہی کو کوئی نام دینا شرک اور کفر ہے۔

اے لوگو! اس حقیقت کو جان لو کہ دیدار الہی کے لائق صرف کامل انسان ہی ہوتا ہے۔ پھر علم مسخرات جنونیت، موکلات وغیرہ کے لیے اور مجلس اولیاء اور مجلس انبیاء کے لیے اسم اعظم کی برکت مددگار ہوتی ہے۔ اس کے بعد تو پھر سیر طبقات زمین و آسمان عرش و کرسی اور لوح محفوظ کا مطالعہ بندے کا مقدر بن جاتا ہے۔ اس لیے اے لوگو بے خبری اور لاعلمی ایک اور کیفیت ہے۔ لیکن اسم اللہ ذات کے تصور سے ہی تمام علوم ہیں۔ اور اسی سے روح کے لیے فرحت اور راحت اور قلب کے لیے زندگی ہے۔ اسی کے باعث مجلس نبوی کی داعی حضوری ہے۔ اور یہ بھی بہت بڑی حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی کو مد نظر رکھنا اور اللہ تعالیٰ کا منظور نظر ہونا دو الگ الگ امر ہیں۔

اسم اللہ ذات اور کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے حضرات کے باعث بغیر ریاضتوں، محنتوں اور مشقتوں کے اولیاء اللہ حاصل ہوتا ہے۔ شرف بہ بقا اور اور قادر بقا بھی اسی سے ہے اسی کی بدولت کل جز نما آئینہ، روشن صفا، روشن ضمیری ہے۔ لیکن ان مراتب کا منکر وہی ہوتا ہے۔ جو بے دین اور مصاحب شیطان لعین ہوتا ہے۔ لیکن جو اللہ کے طالب ہیں ان پر جان قربان کر دینا بھی کم ہے۔

شرح تصور و تصور برزخ: بانظر اور اصلی توجہ کو برزخ کہتے ہیں۔ برزخ کے باعث دیدار انوار کی تجلیات ہیں۔ اس سے وہم و خطرات اور واهیات، عمل نفس و شیطان اور دنیاوی عمل سب دل سے دور ہو جاتے ہیں۔ اس کے بعد مشاہدات غیب انیب کا تصور قرب الہی کا باعث بن جاتا ہے۔ اور تصور نور قرب حق ہے۔ اس کے علاوہ بقائے روح اور حورو تصور کا تماشا ہے۔

در	تصور	شد	تصور	راز	حق
سے	در	آید	در	مطالعہ	دل ورق
دار	والی	ہر	علم	شد	راہنما
روز	اول	سبق	خواند	از	خدا
خرمن	خوش	وقت	گردد	از	بین
عین	را	بایں	بیند	بایقین	
عالم	د	فاضل	شود	عارف	کرم
از	علم	عین	است	علم	راچہ غم
علم	رسم	د	بار	سوم	مردگان
مردہ	قالب	زندہ	قلب	دان	

علم وہ شے ہے کہ اس سے بندہ مشرف بہ لقائے حق ہو سکتا ہے۔ اسم ذات کے حضرات مقام کبیرا تک پہنچا دیتے ہیں۔ اسی طرح کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ بندے کو تمام مخلوقات کا تماشا دکھا دیتا ہے۔ لیکن یہ سارے مراتب ہزاروں میں سے کسی ایک کے لیے ہوتے ہیں۔

فقیر کو صرف وہی شخص جان سکتا ہے۔ جو خود صاحب مرتبہ ہوتا ہے۔ ا کملیت پر پہنچا ہوتا ہے، ایسا بندہ تمام مخلوقات پر بھی غالب ہوتا ہے۔ لیکن جو مردہ دل ہیں انہیں

مراتب کی ہرگز خبر نہیں ہوتی، وہ تو نفس کی قید میں پھنسے ہوتے ہیں۔ اے لوگو! بے علم کبھی صاحب علم کے برابر تو نہیں ہو سکتا۔ علم کے بغیر کوئی مرتبہ نہیں ہے۔ جو زبانی کلمات کا عالم ہوتا ہے وہ سدا سو کرتا ہے۔ اس کے لیے مدام غلطیاں کرنا ہوتی ہیں۔ اس کا نفس مردہ ہوتا ہے۔ لیکن جو علم زبانی پڑھتا ہے۔ وہ راہ راست پر رہتا ہے۔ اور اس کا دل زندہ ہو جاتا ہے۔

**اللہ کے کلمات:** علم ربانی اور کلمات الہی کے بارے میں ارشاد باری اس طرح ہے کہ ”قل لو كان البحر مداداً الكلمات ربی لنفد البحر قبل ان تنفد كلمات ربی ولو جئنا بمثله مداداً“ ”کہہ دو کہ اگر کلمات ربی لکھنے کے لیے سمندر سیاہی بن جائیں۔ تو اس سے پیشتر کہ کلمات ربی ختم ہوں وہ سمندر ختم ہو جائیں گے۔ خواہ وہ ان کی مدد کے لیے اور بھی آجائیں۔“

کے تواند اسم اللہ را شمار  
اسم اللہ ذات را با خود نگاہ

**اسم ذات کے تصور والا:** جسے اسم ذات اللہ کا تصور حاصل ہوتا ہے۔ اس کے تمام حجاب ختم ہو جاتے ہیں۔ اسے سب جزو کل کا تماشا دکھائی دینے لگتا ہے۔ وہ مشرف بہ دیدار ہوتا ہے۔ اسے اللہ تعالیٰ کی جباری اور قہاری کا بوجھ اٹھانے میں کوئی مشکل پیش نہیں آتی۔ ایسے بندے کا پورا وجود ہی کام کرتا رہتا ہے۔ اس کے لیے کسی قسم کی پریشانی یا ملال نہیں ہوتا بلکہ اسے تو الہام ربانی کی آوازیں سنائی دیتی ہیں۔

لیکن جو طالب مرید اپنے مرشد کے حکم اور فرمان کی نافرمانی کرتا ہے۔ وہ خود پسندی کا شکار ہو جاتا ہے۔ حریص ہوتا ہے نفس اسے اپنی گرفت میں مضبوطی کے ساتھ جکڑے رکھتا ہے۔ اس قسم کا طالب تو دنیا دار اور بے ادب ہوتا ہے۔ اس کم بخت کے لیے اللہ کے ہاں کچھ بھی نہیں ہوتا۔ معرفت الہی سے وہ سدا محروم ہی رہتا ہے۔ اے لوگو! یہ جان لو کہ

مرشد کامل اگر مرید یا طالب کے ظاہر و باطن پر توجہ نہ دے تو وہ کوئی مقام و مرتبہ حاصل نہیں کر سکتا اگرچہ مرید اکیلا اس مقصد کے لیے ساری عمر بھی کوشش کیوں نہ کرتا رہے۔ اس کے لیے انوار الہی اور معرفت حق نہیں ہے۔ یہ مراتب، خودی چھوڑ دینے والوں کے لیے ہوتے ہیں۔ اس کے بعد تو اللہ تعالیٰ خود بھی اس بندے کا رہبر اور رہنما بن جاتا ہے۔ اسم اللہ ذات اس بندے کی ہر طرح کی رہنمائی کرنے کے لیے تیار ہوتا ہے۔ وہ ہر طرح کی مہمت طے کر لیتا ہے۔

**فنا فی الشیخ:** اصل طالب یا مرشد وہی ہوتا ہے۔ جو ہمہ تن مرشد کامل کے ساتھ ہو۔ گویا وہ جسم بہ جسم، قلب بہ قلب، روح بہ روح، ہفت اندام بہ ہفت اندام اپنے مرشد ہی کے ساتھ ہو۔ اس ساری صورت حال کو فنا فی الشیخ کا درجہ کہتے ہیں۔ یہ وہی درجہ ہوتا ہے جس پر مرشد کامل اپنا درجہ اور مرتبہ طالب یا مرید کو بخش دیتا ہے، اس کو استقامت بھی کہتے ہیں۔

علم باعین است عالم باعین  
ایں چنین عالم بود عارف زبان  
مردہ دل عالم بود قمر از خدا  
خون خورد آدم ز رشوت با ریا  
عالم ہاں باشد کر باشد حق پسند  
مسئلہ گوید مرداں از وعظ چند

**نیک وعظ کے ساتھ دعوت:** ارشاد باری تعالیٰ اس طرح سے ہے کہ ”ادع الی سبیل ربک بالحکمة والموعظة الجنة“ (اے نبی!) اپنے رب کی راہ کی طرف تو لوگوں کو حکمت اور نیک وعظ کے ساتھ دعوت دو۔“

ہر علم قرآن حدیث آواز دل دان

ہر کہ عالم دال شد عارف عیان  
علم یک نکتہ است الف ولام میم  
ہر کہ خواند الف عالم دل سلیم  
دال بہر از شد دلالت دم کرم  
دال نگنڈہ ز دل خطره صنم  
صورت دل بافتن از علم دال  
شد دلالت دال قرب حق وصال  
دال دیدار از دہد وحدت بقا  
دال دل را میقتا ست بہراز صفا

**شرح فقر عالم:** جو عالم عارف باللہ اولیا اللہ حق الیقین، ولی اللہ، تلمیذ الرحمن ہوتا ہے، دنیا اس کے پیچھے پیچھے رہتی ہے۔ ایسا شخص ساری دنیا پر غالب ہوتا ہے۔ دنیا کی عاجزی اور انکساری میں چاہے کتنی بھی اتناں ہو وہ قبولیت حاصل نہیں کر سکتی۔ لیکن عارف باللہ فقیر تو سدا مجلس نبوی کی دائمی حضوری میں رہتا ہے۔ اس قسم کا فقیر اویسی، سروری، سرمدی، اہل انوار، اہل دیدار، اہل بقا، اہل لقا، اہل باطن صفا، اہل حیا اور اہل نفس فنا ہوتا ہے۔

اے لوگو! سچائی ہی راہ نجات ہے۔ اور جھوٹ تو سرا سرباعث ہلاکت اور تباہی ہے۔ فقیر جو کچھ بھی کہتا ہے اور کلام کرتا ہے۔ وہ حضور نبی اکرم ﷺ کے حکم سے اور تابع فرمان ہو کر کہتا ہے۔ اس میں حکم ربانی بھی شامل ہوتا ہے۔ فقیر کے کلام میں فقیر کی اپنی خواہشات کا کوئی عمل دخل نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے جس دن ردحوں کو تخلیق کیا تھا فقیر کو یہ قوت اسی دن سے بخش دی گئی تھی۔ اور وہ اسی دن سے دیدار حق سے فیض یاب ہونے لگا تھا اور پھر ہر ساعت اور ہر لمحہ اس کے لیے دیدار الہی میں مستغرق رہنا مقدر ازلی بن چکا

ہے۔ ایسا فقیر اگرچہ ظاہری طور پر دنیا میں عوام سے بھی ہم کلام ہوتا ہے۔ عوام کے اندر ہی رہتا ہے لیکن باطن میں وہ سدا مشرف بہ دیدار رہتا ہے اور یہی صورت قبر میں بھی اس کے ساتھ برقرار رہتی ہے۔ اس لیے بندے پر حورو قصور کو دیکھنا ایک طرح سے حرام ہوتا ہے۔

**اصل کی جانب رجوع:** اس سلسلے میں فرمان نبوی یوں ہے کہ ”خلقت السادات من صلیبی و خلقت العلماء من صدري و خلقت الفقراء من نور اللہ تعالیٰ“ (اے لوگو) سادات مجھ میں سے ہیں اور انہیں میری صلب میں سے پیدا کیا گیا ہے، علماء میرے سینے میں سے پیدا ہوئے ہیں اور جو فقیر ہیں وہ اللہ کے نور سے پیدا ہوئے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ اسی نور کے حوالے سے یوں ہے کہ ”نور علی نور یہدی اللہ النور“ وہ نور علی نور ہے اور اللہ تعالیٰ تو سدا اپنے نور کی جانب رہنمائی کرتا ہے۔ حضور پاکؐ فرماتے تھے کہ ”الان کما کان“ اب تک وہی کیفیت ہی برقرار ہے۔ اور پھر مزید فرمایا کہ ”کل شیء یرجع علی اصلہ“ گویا ہر شے اپنے اصل کی طرف رجوع کرتی ہے:

اصل نور است با دیدار حضور  
وصل من شد واہم باحق حضور  
ہر کہ منکر از اصل وصل از خدا  
کاذب و مردود گردد سر ہوا

سلطان المعارفین حضرت سلطان باہو فرماتے ہیں کہ تصور حضور کا نور اور تصرف مغفور میرے ساتوں اعضا میں مکمل طور پر ساچکا ہے۔ اس لیے اب حالت یہ ہو چکی ہے کہ اگر میں نور حضور کو چھوڑتا بھی چاہوں تو یہ میرے لیے ناممکن ہو چکا ہے۔ اسی طرح

اگر انوار تجلیات کی حدت سے گھبرا کر کہیں بھاگنا چاہوں تو میرے لیے کوئی جائے پناہ نہیں ہے۔ نور حضور مجھ پر ہمیشہ غالب اور سوار رہتا ہے۔

ہر طرف بینم دید دیدار خویش  
ہر طرف بینم نماید بیش بیش

نور حق: میں تو اللہ تعالیٰ کی مہربانی اور توفیق ایزدی سے علم دیدار کا عالم ہوں۔ مجھے نور حق کے سوا اور کچھ دکھائی ہی نہیں دیتا۔ میرے پاس علم دیدار کے علاوہ کوئی اور علم نہیں ہے۔ میں ذکر و فکر اور مراقبے سے اب آزاد ہوں۔ مجھے میرے اللہ نے علم دیدار کی فضیلت بخش رکھی ہے۔ اب میرے لیے صرف دیدار الہی ہی رہتا ہے۔ اس عالم دیدار میں نہ صبح ہے اور نہ شام۔ اس کی نہ کوئی منزل ہے اور نہ کوئی مقام و مثال ہے۔ وہ بے مثال ذات لاہوت ولا مکن میں سے اسم اللہ ذات کے انوار تجلیات کی صورت میں ظاہر ہوتی رہتی ہے۔ میرے لیے یہ نور گویا دیدار لقا ہے۔ اور اے لوگو! یہ مراتب صرف اس فقیر کے ہوتے ہیں جو ”ہوتوا قبل ان تموتوا“ کے مقام پر ہوتا ہے۔ لیکن میں لوگوں میں سے کسی دوسرے کو مشرف بہ دیدار الہی نہیں پاتا۔ میرے نزدیک کوئی دوسرا اس قدر معتبر ہی دکھائی نہیں دیتا کہ میں کسی دوسرے کے ساتھ اس علم دیدار کا ذکر کر سکوں۔ کوئی اس راہ پر گامزن نہیں ہے کہ میں اس کی کسی طرح سے یا کسی سطح پر رہنمائی کر سکوں۔ اے لوگو! میرے اللہ نے مجھے یہ مراتب اپنی کمال مہربانیوں سے عطا کیے ہیں۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے مجلس نبوی بخش ہے۔ یہ ساری عنایات حضور عالی مرتبہ، صحابہ کرامؓ اور پنج تن پاکؑ کی رفاقت سے نصیب ہوئی ہیں۔

اللہ سے محبت: فرمان الہی اس طرح ہے کہ ”قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفر لکم ذنوبکم واللہ غفور الرحیم“ (اے محمد! آپ اس امر کا اعلان کر دیں اگر اپنے اللہ تعالیٰ سے محبت کرنا چاہتے ہو تو میری اتباع

کرو۔ تاکہ اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ محبت کرے۔ اور تمہارے گناہوں کو بخش دے۔ اور اللہ تعالیٰ تو بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

کوشش پوشم نماید با چشم  
باعیان دیدار بینم وز کرم  
درمیان کس گنجہ یچ کس  
طالبان اللہ را اللہ بس

گویا اے لوگو! ذات کے انوار میں دیدار ہے اور انوار کے باہر تو کچھ بھی نہیں ہے۔ اللہ کے انوار بے مثال ہیں۔ ان میں سراسر معرفت الہی ہے۔ انوار کی کئی اقسام ہیں۔ یعنی تجلی نور اور تجلی شیطان ذات اسی طرح انوار ذات میں کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور سرہو، سرہو، سرہو، ”ہو الحق لیس فی الدارین الاہو کی صدائیں آتیں ہیں۔ لیکن تجلیات شیطان نار میں تو کفار کے مراتب دکھائی دیتے ہیں۔

حق را بردار باطل را گزار  
ایں بود لائق دیدار  
ہر دے گوئم محمد یابی  
ایں مراتب عارفان بردیں قوی

اس تجلی نور میں حضوری ہوتی ہے اور زمانی ذکر و فکر سے دوری پیدا ہو جاتی ہے۔ یہ وہ مراتب ہیں جن کا حصول تصور توحید الہی سے ہوتا ہے۔

از قبر باہو ے برآید ہو آواز  
راہ حضوری راہود اہل راز

اللہ کا فیض مدام: اس لیے اے لوگو جو بندہ مدرسہ حضوری سے تحصیل علم کر لیتا ہے اس کے لیے دنیا کے ظاہری علوم کا حصول کوئی معنی ہی نہیں رکھتا۔ اسی حوالے سے

فرمان نبویؐ اس طرح سے ہے کہ ”من عرف ربه فقد كل لسانه“ جس نے اپنے پروردگار کو پہچان لیا وہ تو گویا زبان سے گوشتا ہو گیا۔ ویسے بھی معرفت الہی کے بعد خاموشی تو بہت بڑی نعمت ہوتی ہے۔ اس خاموشی کا نعم البدل اللہ تعالیٰ کا فیض و فضل ہے۔ اس سے بندے کی تمام خطائیں جاتی رہتی ہیں۔

اے لوگو واضح رہے کہ ذکر پر دو گواہ ہوتے ہیں۔ یعنی اول یہ کہ اس کی تاثیر سے بندہ روشن ضمیر اور باعیان ہو۔ دوم یہ کہ ذکر با نظر ناظر ہو۔ اسی طرح فقر پر بھی دو شاہد ہوتے ہیں۔ ایک غنائے نفسی اور دوسرا مجلس نبویؐ کی مدام حضوری۔ اس لیے جو ذکر ذکر کی تاثیر سے ناظر نہ ہو اس کے لیے علم مجلس نبویؐ میں داخلہ مشکل ہے۔ ایسے بندے کے لیے ذکر و فکر اور معرفت الہی بہت دور ہوتی ہے۔

**شرح فقر اور اس کا مرتبہ:** اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے فقر کو بڑے مراتب عطا کر رکھے ہیں۔ جو فقران مراتب اور اوصاف سے خللی ہوتا ہے۔ وہ کاذب اور جھوٹا ہے۔ فقر میں پانچ خزانے ہوتے ہیں اور پانچ حکمتیں ہوتی ہیں اور ہر حکمت کے پچاس ہزار علوم ہیں۔ اس کے بعد ہر علم میں پچپن ہزار مراتب، پچپن ہزار ولایت، پچپن ہزار علمیت، پچپن ہزار غنائت اور پچپن ہزار تصور ہیں۔ اس کے بعد تصور توجہ کی لازوال کلید ہے۔ تمام مراحل ازل سے ابد تک فوری طور پر طے ہو جاتے ہیں۔ مشاہدہ حضوری اس کے لیے ہمہ وقت مقدر ہوتا ہے۔

فقر کا پہلا مرحلہ فناء الفناء دوسرا بقاء البقا تیسرا مشرف بہ لقا ہوتا ہے۔ یہ مرتبہ لقا تو بے مثال ہوتا ہے۔ لیکن فناء در فناء یہ ہوتا ہے کہ ”یخرج الحي من الميت و يخرج الميت من الحي“ اور اس سے فنا میں بھی بقا ہی ہوتی ہے۔ لیکن اس بقا والا سارے جہاں کو ایک پل میں فنا کرنے پر قادر ہوتا ہے۔ اور وہ بقائے ابدی بھی جسے چاہے بخش سکتا ہے۔ اس فقر کو زندہ قلب، مردہ نفس، ہستی نیستی، نرمی، سختی، دیرانی،

آبدی جمیعت اور پریشانی کے بھی تمام مراتب حاصل ہوتے ہیں۔ ایسا فقر روشن ضمیر اور دونوں جہانوں پر غالب ہوتا ہے۔ ہر طرح کی مخلوق بھی اس کے تسلیم ہوتی ہے۔ بلکہ اس کے لیے ”ان الله على كل شئ قدير“ کے صدق رتبہ ہو جاتا ہے۔ یوں تمام جہاں اس کے ماتحت ہو جاتا ہے۔ یہ سارے مراتب فقیر فانی اللہ کے لیے مخصوص ہیں۔ بتایا جاتا ہے کہ ایسے فقرائے حضرت یزید بسطامی اور محترمہ رابعہ بصری تھیں کہ ان کے ہاتھوں میں دونوں جہانوں کی چابی تھی، صحیح معنوں میں وہ معرفت حق سے فیض یاب تھے۔ اس سارے ناظر عظیم میں جو فقیران اوصاف اور مراتب سے خللی ہے۔ وہ اہل تقلید ہے اس کی حیثیت شوہر زن مرید کی سی ہے۔ اس کا وجود بھی باعث فتنہ و فساد ہے۔

جو کامل لوگ ہوتے ہیں وہ ہمیشہ دیدار الہی کی طلب میں رہتے ہیں لیکن مردار دنیا کے طالب ہیں وہ احمق ہیں اور اسل ساقطین کے درجے پر رہتے ہیں۔

معرفت توحید حکمت ہر س راہبر خدا

با مطالعہ دل درق شد غرق فی اللہ جا

فقیر کے لیے مدام دیدار الہی ہے: اے لوگو! تمہیں فقیر کے مراتب کی بالکل خبر ہی نہیں ہے۔ ان کے مرتبے کو پہنچنا آسان نہیں ہے۔ اس رتبے کی خاطر غوث اور قطب خواہ ساری عمر بھی ریاضتیں اور مجاہدے کرتے رہیں تو اس مرتبے تک نہیں پہنچ سکتے۔ فقیر کا ابتدائی مرتبہ ہی مشرف بہ لقا ہوتا ہے۔ لقا سے مشرف ہونا فناء نفس اور بقائے روح کا درجہ حاصل کرنا ہے۔ ان درجات کے بغیر فقیر واصل باللہ ہو ہی نہیں سکتا۔

غوث، قطب اور فقیر کے مراتب میں بڑا فرق ہوتا ہے۔ غوث اور قطب کے لیے عرش سے تحت اللحک کی سیر فراواں ہے، اس کے علاوہ وہ عرش سے بھی اوپر ستر ہزار منزلوں کی سیر کر سکتا ہے۔ گویا یہ انتہائی مراتب غوث اور قطب کے ہیں۔ لیکن اے لوگو! یہ تمام مراتب فقیر کے لیے اس قدر ادنیٰ ہوتے ہیں کہ وہ ان کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں

دیکھتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ فقیر تو سدا دیدار حق سے مشرف رہتا ہے۔ اس کے لیے حضوری اور قرب الہی ہوتا ہے۔

فقریک سر است اسرار از خدائے  
ابتدائے انتہا بیند لقاے

فقیر کا ہر عمل لقا میں سے ہے: فقیر اپنی قوت 'توجہ' جمعیت 'مشاہدہ حضور' ذکر 'فکر' فنا لقا 'ادب' حیا 'اتحاد' یقین 'صدق' صفا 'حیات قلب' تزکیہ نفس 'بولنا' سنا وغیرہ سب کچھ لقاے الہی میں سے حاصل کرتا ہے۔ وہ صرف اپنے مولیٰ کا طالب رہتا ہے اور مولیٰ کے طالب کے لیے صرف لقاے حق ہی ہوتا ہے۔ اس حوالے سے دنیا کے طالب کی اللہ کے طالب سے کیا نسبت ہو سکتی ہے۔

مرتبه فقر است با فقر از نبی  
فقر را دشمن بود اہل از شقی  
عالم او باشد غلام از اہل فقر  
عالم را برود حاضر با نظر

اے لوگو! یہ حقیقت ہے کہ عالم پر فقیر کو فوقیت حاصل ہوتی ہے۔ کیونکہ عالم تو علم کی تلاش میں رہتا ہے لیکن فقیر اپنے مولیٰ کو طلب کرتا ہے۔ فقیر تو ہر طالب کو با آسانی مجلس نبوی میں پہنچانے کی قدرت رکھتا ہے۔

لاہوت ولا ممکن دیکھنا: طالب کے وجود میں نفس، قلب اور روح موجود ہوتے ہیں۔ ان میں سے نفس رات دن شہوت کی جانب مائل رہتا ہے۔ وہی دنیا اور اہل و عیال کی طلب کرتا ہے۔ اس کے علاوہ طویل عمری کا حریص رہتا ہے۔ قلب نور کی پیاس میں شوق اور درد میں ہوتا ہے۔ وہ مجلس نبوی کی بھی طلب کرتا ہے۔ لیکن روح تو مشرف بہ لقا الہی ہونے کی متنی رہتی ہے۔ اس لیے جو طالب اللہ اگر مرشد سے پہلے ہی روز مرشد

کامل عامل سے انتہائی سبق کا متنی ہوتا ہے اور یہ طلب طالب صادق کی شناخت اولیٰ ہوتی ہے۔ کیونکہ اے لوگو مرشد کامل کے پاس دو ہی سبق ہوتے ہیں۔ ایک علم بقا کا اور دوسرا مجلس نبوی کا ہے۔ اس سے طالب لاہوت ولا ممکن کو عیاں دیکھتا ہے۔ طالب کے وجود میں فکر پیدا ہوتی ہے۔ اور اس سے وہ مشرف بہ حضوری ہو جاتا ہے:

طالب از مرشد طلب دیدار کن  
دیدار حاصل می شود از انوار کن  
طالب از مرشد طلب ذکر خدا  
سبق خوانی از خدا وحدت لقا  
طالب از مرشد طلب قرب از قبر  
رویت دیدار بینی راز رب

صاحب یقین: یہ اوصاف اور عظمتیں صاحب یقین کی ہوتی ہیں اور جو صاحب یقین ہوتا ہے اس کے لیے ایک لمحہ کی دوری اور جدائی نہیں ہے۔ وہ تو انوار دیدار میں غرق اللہ رہتا ہے۔ اور جو طالب ہوتا ہے اس کے لیے مرشد کی توجہ ہی سب سے بڑی نعمت اور اس کے رفیق حال رہتی ہے۔ اس کے بعد اس کے لیے حقیقت تصور اور تصرف حقیقی ہوتے ہیں۔

طالب شدی مرشد شدی کل الکرام  
روز شب دیدار بین ہر صبح و شام  
طالب کاذب بود برحق نگار  
طالب کاذب نور خدمت شمار  
کس نیام طالبے لائق لقا  
نیت لائق طالب احق بے حیا

باہو سر خدا دیدار وہ  
تج برکردن زغم سرپیش نہ

عالم کا فتویٰ اور فقیر کا فتویٰ: واضح رہے کہ عالم کا فتویٰ اس کے حسب علم رویت سے ہوتا ہے لیکن فقر کا فتویٰ فنائے نفس کے بعد علم ہدایت سے ہوتا ہے۔ اور پھر عالم ولی کا فتویٰ علم غنایت سے ہوتا ہے۔ لیکن اولیاء اللہ کا فتویٰ دیدار کے علم سے ہوتا ہے۔

عالم شدی فاضل شدی عارف کجا  
معرفت قرب است از علم و بقا

طالب اللہ کے لیے ریاضتیں اور مجاہدے نہیں ہوتے۔ اس کے لیے اس کا یقین کامل اس کی رہنمائی کرتا ہے۔ اس طرح وہ یک دم دیدار الہی سے مشرف ہو جاتا ہے۔ اور اسے دیدار الہی بر صورت میسر آ کر رہتا ہے۔ چاہے وقت نزع، قبر کے اندر، یوم نشور میں یا جنت میں وہ دیدار لقا ضرور کرتا ہے۔ لیکن نرا طالب صادق برسوں کی خدمت اور جاں نثاری کے باوجود کبھی ناامید نہیں ہوتا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ”ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین“

اللہ تعالیٰ نیکی کرنے والوں کے اجر کو ہرگز ضائع نہیں کرتا۔ اور یہ سب لوگ بلاشبہ نیکی کرنے والے ہوتے ہیں۔ بعض حوالوں سے طالب کی کوئی حیثیت ہی نہیں ہوتی۔ طالب ان پڑھ ہو یا پڑھا لکھا، اس سے مرشد کامل کو کوئی سروکار نہیں ہوتا۔ اس کے لیے تمام درجات اور مراتب علم سے ہوتے ہیں۔ لہذا مرشد کامل ہی پہلے دن اسم اللہ ذات کے تصور سے سب کچھ عنایت کر دیتا ہے۔

بزبان الف و بدل تصدیق ہے  
باز احتیاج نیست خواندن الف نے

ہر مطالعہ علم بہراز شد لقا  
طالبان حق سبق دانند از خدا  
سبق خواندن از خداست رسول  
شد علم تحصیل عالم حق وصول

علم البیان: ارشاد الہی اس طرح سے ہے کہ ”الروحمن علم القرآن خلق الانسان علمہ البیان“۔ وہ رحمن ہی ہے جس نے قرآن سکھایا۔ انسان کو تخلیق کیا اور اسے علم البیان سکھایا۔ اے لوگو! جان لو کہ تمام علوم اور جمیعت ایک لقائے حق ہی میں شامل ہیں کیونکہ قرب الہی ہی سے وصال الہی کا حصول ہوتا ہے۔ جو عالم باللہ ہوتا ہے وہی دوسروں کو مشرف بہ لقائے حق کر سکتا ہے۔ وہی حضوری میں لے جانے والا ہوتا ہے۔ اسی سے دیگر تمام مخفی علوم بھی بے حجاب ہوتے ہیں:

علم معراج است محرم سر بر  
عالم و عارف بود صاحب نظر

جو نفسانی عالم ہے وہ تو طمع، حرص، حسد اور ہوا کا دماغ قیدی ہے۔ لیکن اس کے برعکس روحانی عالم تو علم لقا کے ذریعے سے مشرف بہ لقا ہونے والا ہوتا ہے۔ نفسانی عالم اپنے علم کی جلالت سے مغرور، متکبر اور غضب ناک ہو کر درد میں مبتلا ہو جاتا ہے لیکن روحانی عالم ہر جلیت کے باعث چشم معرفت کی بصیرت و بصارت حاصل کر لیتا ہے۔ اسی لیے تو اہل چشم اور اہل حشم کبھی برابر نہیں ہو سکتے۔

عالم روحانی کے لیے مراقبہ، بخشش، خدا ملاقات و ملازمت، مجلس نبوی میں حضوری، باطن صفا، علم فیض عطا، فنائے نفس، فنائے وجود، بہ فیض اسم اللہ ذات اور مشرف بہ وحدت لقا ہونا ہوتا ہے۔ اس کے ساتوں اعضا روشن اور منور ہو جاتے ہیں۔ ضمیر روشن ہو جاتا ہے۔ دل کو بیداری میسر آتی ہے۔

جو طالب بیٹا ہوتا ہے اسے مشاہدہ دیدار اور کلمہ پر اعتبار ہوتا ہے۔ اور یہ مرتبہ اسے میسر آتا ہے جس کا قلب پر نور ہوتا ہے۔ لیکن جو طالب اس طرح کا اعتبار نہیں کرتا وہ مردود محض ہے۔

اللہ کا عہد: اے لوگو! مراقبہ ایک قرب بخشنے والا عمل ہے۔ مراقبے سے ہر نبی اور ہر دلی سے مصافحہ کی سعادت بھی نصیب ہوتی ہے۔ غرق باتوفیق کا حصول ہوتا ہے۔ جو کچھ اسے باطن دکھائی دیتا ہے وہ اسے بہ ظاہر دیکھنے کے لائق ہو جاتا ہے۔ لیکن یہ سب کچھ مشروط ہے مراقبہ نعم البدل کی واقفیت کے ساتھ اور اس پر بھی اس کا مدار ہے کہ بندہ روز ازل کے عہد پر قائم ہو جس کا اشارہ ہے کہ ”اوفوا العہدی اوف بعہدکم“ (اے لوگو! تم میرے ساتھ کیے ہوئے عہد کو پورا کرو۔ میں تمہارے ساتھ کیے ہوئے عہد کو نبھائوں گا۔

اللہ کا عہد پورا کرنے سے مراد یہ ہے کہ اس بندے کو جمعیت حاصل ہوگی اور مع اللہ ہو گا۔ یہ اس کے لیے اسم قسم کے مراقبہ میں ہو گا جبکہ دیگر مراقبے شیطانی ہوں گے۔ ان میں خطرات اور دسوس نفسانی ہوتے ہیں۔ افات و واہمت بھی ان میں ہیں۔ گویا دنیا کے مراقبے بہت زیادہ ہیں۔

طالب	بیا	طالب	بیا	طالب	بیا
برقو	کنم	دیدار	وحدت	حق	لقا
طالب	خواہی	اگر	دیدار	دم	
دم	کہ	بادیدار	شد	اہل	از
در	مطالعہ	غرق	شو	فضل	ز
ایں	مراتب	عارفان	رویت	نما	

اس کا مطلب یوں ہے کہ طالب دیدار وہ ہوتا ہے جو اپنے اس مطلب کے لیے دنیا

سے وضو کر لے، عاقبت سے غسل کر کے دو رکعتیں ادا کرے۔ پہلی رکعت ترک کی اور دوسری رکعت توحید و توکل کی۔ یہ دونوں رکعتیں مکمل کر کے بنائے اسلام کا سلام پھیرے۔ اور اللہ تعالیٰ کے سوا ہر شے کو دل سے نکال دے۔

تحقیق و توفیق: اے لوگو! طالب کو تحقیق کہتے ہیں اور مرشد کا نام توفیق ہے۔ جو طالب اپنے مرشد کے عیب و ثواب پر نظر رکھتا ہے وہ تو اپنی حیثیت میں شیطان سے بھی مبرا ہوتا ہے۔ اور یہ بھی حقیقی امر ہے کہ جو مرشد طالب کو تلقین سے پہلے ہی ازل سے ابد تک کا یعنی ماضی، حال اور مستقبل کے احوال کی خبر نہیں کرتا وہ تو خود نامکمل ہوتا ہے۔ ایسے شخص کی تلقین کوئی تاثیر اور معنی نہیں رکھتی۔

اے لوگو! فقر کا تو پہلا قاعدہ ہی علم ہوتا ہے۔ اور اس میں سب سے پہلے وہ لوح محفوظ کے تمام علوم پڑھتا ہے۔ یہ مرشد کمال مرید کو پہلے ہی روز بخش کر اچھی طرح سبق یاد کرا دیتا ہے۔ یہ سب مرشد کمال کے مراتب ہیں۔ لیکن ناقص طالب اور نامکمل مرشد دونوں لذات نفسانی کا شکار ہو جاتے ہیں۔ پھر ان سے صفحہ اور کبیرہ دونوں طرح کے گناہ سرزد ہوتے رہتے ہیں۔ اس کے برعکس جو طالب حق اور مرشد کمال ہیں ان کے لیے کوئی زوال نہیں ہوتا۔ ایسے مرشدوں کا وجود دریا کی مانند ہوتا ہے کہ ان میں اگر کتنی بھی پلیدی گر جائے اس کے صرف پانی کا رنگ ہی خفیر ہوتا ہے۔

دل مرا دریائے زان دریائے ہو  
از ازل تا ابد موحش پاک زن  
تو اے لوگو! جس مرشد کا وجود اسم اللہ ذات کے تصور کے باعث پاک مظاہر ہوتا ہے اسے کسی قسم کے محابے کا ڈر خوف نہیں ہوتا۔

شرح مراقبہ: جو شخص اخلاص قلبی اور اخلاص روح سے اپنے نفس کو فاکر کے معرفت کا لباس پہن کر مراقبہ کرتا ہے تو وہ اسم اللہ ذات کے سبب فوراً ہی حضوری میں

پہنچ جاتا ہے اور پھر وہ مفصل سوال اور جواب حاصل کرنے لگتا ہے۔ گویا وہ صاحب مراقبہ بہ باطن مجلس محمدی میں پہنچ چکا ہوتا ہے اور پھر وہ یہ سب کچھ اپنی ظاہری آنکھوں سے بھی دیکھنے لگتا ہے۔

گویا اس طرح یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ مراقبہ جو عناصر رابعہ کی رو سے کیا جاتا ہے اس میں خطرات اور دسلوس اور حیوانیت ہوتی ہے۔ بلکہ یہ مراقبہ موجب ادبار اور باعث پریشانی ہوتا ہے۔ لیکن جو مراقبہ روح کے حوالے سے کیا جاتا ہے اس میں تو قرب الہی ہوتا ہے۔ صاحب مراقبہ کو جز اور کل سب دکھائی دینے لگتا ہے۔ پھر وہ مراقبہ جو سر کے حوالے سے کیا جاتا ہے وہ تو تمام جبلت کو دور کر دیتا ہے اور بندے کو مشرف بہ دیدار کر دیتا ہے۔ اس میں صاحب مراقبہ کے لیے یقین اور اعتبار کی منزلیں ہوتی ہیں۔

اے لوگو! جو بندہ دیدار نبوی کا منکر ہے اس کی توشعاعت بھی نہیں ہوگی بلکہ وہ تو امت محمدی سے خارج ہی ہو جاتا ہے۔ یوم حشر اس کی حالت بہت بری ہوگی۔ وہ تو کچھ سور یا کتے کی طرح ہو گا۔ یا گدھے کی طرح ہو گا۔

وہ مراقبہ جو نور کی رو سے ہو گا اس میں مشاہدہ اور قرب حضوری ہے۔ اسی طرح جو مراقبہ ابرار کی رو کیا جائے گا اس میں بقا اور لقا ہوتے ہیں۔ پھر وہ مراقبہ جو نور ایمان کے جوہر سے کیا جائے گا اس میں حصول ترک دنیا، ترک نفس اور شیطان پر کلی غلبہ حاصل ہو گا۔

اے لوگو! ظاہر اور مخفی سات مراقبہ ہیں۔ سات اعضا ہیں۔ سات چابلیں ہیں۔ سات قفل ہیں۔ سات حکم ہیں۔ سات حکمتیں ہیں۔ سات ظلمات وجود یہ اور سات سمج ہیں۔ ان سب کے جمع ہونے سے ایک وجود بنتا ہے۔ اس کے بعد ہی فقر میں قدم رکھا جاتا ہے۔ یہ ساتوں امور فقیر کے قاعدے کی الف بے ہیں۔ ان کے خاتمے پر فقر لاہد اور نہایت لاہوت اور اور لامکان میں پہنچتا ہے۔ محقق کے لیے فقر کے یہ تمام مراتب درست

شہد ہوتے ہیں۔ یعنی اس کو قرب الہی حاصل ہو جاتا ہے۔

ہفت را بگزار ہریک ہفت در  
ماشوی عارف خدا صاحب نظر

دنیا دار فانی ہے: اے دنیا والو جان لو کہ یہ دنیا جہاں دار فانی ہے۔ اس میں جو لوگ نفسانی خواہشات اور لذات کے تعاقب میں رہتے ہیں وہ بڑی مردہ دلی کے ساتھ مرتے ہیں اور ان کے انجام حسرت ناک ہوتا ہے۔ اس زندگی کے بعد کاجہاں ہی دراصل دار البقا ہے اور اس میں صرف روحانیت ہی ہوتی ہے۔ اے لوگو! تمہاری مثال ان لوگوں کی سی ہے جو سوئے ہوئے ہیں اور انہیں تو اپنے حال کی خبر ہی نہیں ہے۔

اس صورت حال میں تمہیں کیا خبر کہ یہ قبور کیسی ہیں! ان میں سے کئی قبریں مدفن جنت ہیں۔ اور بعض قبروں میں آگ بھری ہوئی ہے، ان اہل قبور کے لیے عذاب الیم ہے۔ ان دونوں قسم کی قبروں کو فقیر بخوبی دیکھتا ہے۔ لیکن اس کے باوجود وہ کسی طرح کی طلب نہیں کرتا بلکہ وہ صرف دیدار الہی کی طلب ہی کرتا ہے۔ وہ تو صرف نوری کو دیکھ کر مستی میں آ جاتا ہے۔ بہ ظاہریوں محسوس ہوتا ہے کہ وہ دنیاوی مصائب میں پھنسا ہوا ہے۔ اور ابتلاء میں مبتلا ہے۔ وہ محنتیں اور مشقتیں برداشت کرتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ اس بوجھ کو اللہ کے بندے ہی اٹھایا کرتے ہیں۔

عارفان	دیدار	روز	دیدار	بین
دیدہ	دیدار	با عین	یقین	یقین
دیدہ	با	دیدار	برودہ	عین
عین	با	عین	بہند	شد
کر	نہودے	ایں	مراتب	برودام
کس	گنتے	کاملاں	ختم	التبام

نیت دیدار شد بدیدار  
نیت دیدار شد بدیدار  
در شریعت شد بدیدار  
در شریعت شد بدیدار  
دیدار وہ مرشد بود دیدار را  
کامل و اکمل بود صاحب نظر  
بے طمع طالب بود جان خدا  
مال و تن گردد تصرف راہ خدا  
باقتیاس تا قیامت دم بدیدار  
طالبے باشد چنیں اہل از کرم  
ذکر و فکر کشف برد با ہوا  
باز دارو معرفت قدرت از خدا  
طالبان از مرشدت دیدار کن  
دیدار حاصل سے شود بایک خن  
خبر بدیدارے دگر دلدار نیست  
ہر چہ فانی شد بما آں یار نیست  
باہو در ہو خویش راہ پیچیدہ  
مرا از برائے دیدار از خود آفریدہ

نور کی طرح پاک: واضح رہے کہ علم دیدار لقا حاصل کرنا اور مراتب سے مشرف ہونا آسان کام ہے۔ ان مراتب میں جو ہو کر فانی اللہ ہونا ایک طرح سے جہان اللہ ہے۔ عام لوگوں کے لیے ناشائستہ افعال و اعمال کو یکسر چھوڑنا مشکل ہوتا ہے لیکن اللہ جسے توفیق دیتا

ہے اس پر یہ سب منزلیں آسان ہو جاتی ہیں۔  
اے لوگو! دیدار الہی صرف اللہ تعالیٰ کی عنایت ہے جان لو کہ جس طرح نور پاک ہوتا ہے۔ اسی طرح مشاہدہ حضوری اور دیدار حق بھی نور ہی ہے اور وہ سراسر پاک اور طاہر ہے۔ اس مشاہدہ میں کوئی منزل یا مقام نہیں ہوتا۔ اس کا کوئی نشان بھی نہیں ہوتا۔ کیونکہ رویت، ربوبیت، صرف جمل و صل کی خاص نگاہوں ہی سے دیکھی جاسکتی ہے:

ہر کہ سے بیند بنماید ترا  
بعد ازاں معلوم کن رویت لقا  
ہاں یہ سب فضیلتیں فقیر ولی اللہ ہی کے لیے ہوتی ہیں۔  
عبادت عاشقان عین از عنایت  
بجز دیدار دیگر نیست طاعت  
چہ خوش خرم ہلالت راز دیدن  
بہین از عین بین باحق رسیدان  
کے ایں جا رسیدہ ہوتا شد  
فتا فی اللہ کہ دائم با خدا شد  
اے لوگو! اللہ کی طلب کے مدرسے میں صرف وہی طالب سبق پڑھ سکتا ہے جو  
دیدار حق سے آگاہی رکھتا ہے۔ وہ لاہوت و لامکان کی منزل پر بہت جلد پہنچ جاتا ہے۔

ہر کہ گوید دیدہ ام من غیب را  
یچ کس یاد نیارد جز خدا  
غیب بینی دیدہ بلویدار بین  
نیت آں جائفس نے شیطان لعین  
ہر کہ سے بیند بود بر خود گواہ

معرفت دیار حاصل شد الہ  
غیب داں داند باں کس غیب داں  
دیدنی دیدار با چشم عیاں  
چشم سر عینک دریاں شیشہ شمر  
خوش بہ میں دیدار صاحب نظر  
ہم ناظر ہم حاضر ہم باقنا  
ناظر د حاضر کنم طالب بیا

فقروا الی اللہ: اے لوگو جن لوگ جو شخص رات دن دیدار الہی میں غرق رہتا ہے  
اس کے لیے اللہ کے ہاں مرتبہ ”فقروا الی اللہ“ کا ہوتا ہے۔ لیکن جو اس دیدار حق  
کا انکار کرتا ہے اس کا مرتبہ ”فقروا من اللہ“ کا ہوتا ہے۔

کور مایر زاد طالب بے نظر  
کور طالب کور رفتہ بے بصر  
کور را گرے نیایم آفتاب  
کور بیند ہر طرف باشد حجاب

اس لیے ماسوائے اللہ صرف ہوس ہی ہوس ہے:

اولاً موت است بعد از معرفت  
در چہار بگزر د یکتا صفت  
نہ گر نہ سے شود یک سیرت  
گریک گر نہ سے شود نہ در امر  
دو دیو چو در در وجودے بند کن  
بعد ازاں ارشاد مردم پند کن

معرفت توحید جملہ شد درا  
ہر یکے را یافتہ عارف خدا

علم غیب: اے لوگو! جو علم غیب پر ایمان نہیں رکھتا وہ ہرگز ایمان دار نہیں کہلا سکتا۔  
اس علم غیب کے بارے میں ارشاد باری اس طرح سے ہے کہ ”وفیہ ہدی  
للمتقین الذین یؤمنون بالغیب“ گویا اس قرآن مجید میں ان پر ہیرو گاروں کے  
لیے ہدایت ہے جو غیب پر ایمان لاتے ہیں۔ لہذا وہ لوگ ہدایت پاتے ہیں جو غیب پر ایمان  
لاتے ہیں۔ اسی طرح ایک اور ارشاد باری ہے کہ ”من عرف اللہ لا یخفی شیئی  
علیہ“ جس نے اللہ تعالیٰ کو پہچان لیا (اللہ تعالیٰ) اس سے کوئی شے مخفی نہیں رہنے دیتا۔

مزید ارشاد باری تعالیٰ اس طرح سے بھی ہے کہ ”ان الذین یخشون  
ربہم بالغیب لہم مغفرة واجرا کریم“۔ بے شک جو لوگ اپنے اللہ تعالیٰ سے  
عائیانہ ڈرتے ہیں انہی لوگوں کے لیے مغفرت اور اجر عظیم ہے۔

علم لقا کو فقر تصدیق قلبی کے ساتھ ہاتھ ملتی ہو کر حاصل کرتا ہے۔ یوں وہ دیگر  
تمام علوم ظاہری کو یکسر بھول جاتا ہے۔ اسے کوئی الف بے یاد نہیں رہتی۔ اس کے لیے  
صرف لقا حق ہی سب کچھ ہوتا ہے۔ اسی حوالے سے ایک حدیث نبوی میں بھی آیا ہے کہ  
”من عرف ربہ فقد کل لسانہ“ گویا جو اپنے رب کی معرفت حاصل کر لیتا ہے وہ  
تو اپنی زبان سے گو لگا ہو جاتا ہے۔

برکات دیدار: فقیر کو دیدار الہی سے بے شمار برکات اور مراتب میسر آتے ہیں۔ ان  
میں قرب، عزت، عظمت، شرافت، کرامت، جمیعت، فقر، حکمت، امر حکم، تعریف، توجہ،  
تفکر، تصور دونوں جہانوں پر غلبہ، روشن ضمیری، تجلیات، انوار ذات اور اسرار سبحانی سے  
کماحقہ واقفیت کا حصول ہے۔ اس کے لیے علم دیدار کے علاوہ کسی اور جانب متوجہ ہو  
سنے کی جرات اور ہمت ہی نہیں ہوتی۔ اسے کسی ذکر، ورد و وظائف اور مراقبہ کی ہرگز

کوئی ضرورت نہیں ہوتی۔

مرشد دیدار دیدارش نظر  
بانظر بانظر کنم موعے " خضر "  
این شرف شدا امتی در مصطفیٰ  
خن اقرب یافتہ قرب ازالہ

اے نادان لوگو! اس حقیقت کو اچھی طرح سے جان لو کہ سلک سلوک کے ہر درجے اور مرتبے کا آغاز قرب الہی ہی سے ہوتا ہے۔ اور اس کی انتہا مجلس نبویؐ ہے۔ قرب الہی اور مجلس نبویؐ کے درمیان میں دیدار ہے۔ اور یہ دیدار عنایت الہی اور اللہ کا فضل ہے۔ اس لیے ابتداء اور انتہا تو صرف برائے نام ہی ہیں۔ اس دیدار میں نہ شروع ہوتی ہے اور نہ کوئی آخر ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ جو شخص اللہ کے دیدار سے خواب میں یا مراقبہ میں مشرف ہوتا ہے تو اس کے بعد سے تو وہ ایک لمحہ بھی سونے کے لیے آنکھیں بند نہیں کر سکتا۔ ایسے خوش نصیب کو مرنے کے بعد بھی بے حجاب حضوری ہوتی رہتی ہے۔ گویا جو بندہ ایک بار مشرف بہ دیدار ہو جاتا ہے اسے یہ دنیائے دوں ایک آنکھ نہیں بھاتی۔ وہ اس مردود دنیا کو پر کلاہ جتنی بھی حیثیت نہیں دیتا۔ جس شخص کی یہ حالت نہیں ہوتی وہ گویا کاذب ہے اور اس کو دیدار الہی میسر ہی نہیں ہے۔

راہ محبت: ایک بار پھر فرمان نبویؐ مذکور ہے کہ "النبہایت هو الرجوع الی البدایت" ابتدا کی جانب لوٹنا ہی اصل میں انتہا ہے۔ اس نہایت کے سفر میں محبت ہی محبت ہے۔ اس راہ محبت میں ذکر، فکر، ذوق، شوق، مراقبہ، مکاشفہ، قصور، توجہ، فکر، معرفت اور توحید سارے مراحل اور مراتب دیدار حق کی خاطر ہیں۔ لیکن جو مرشد کامل ہوتا ہے وہ مرید کو انتہائی مراتب تک فوراً ہی پہنچا دیتا ہے۔ شروع ہی میں انتہا دکھا دیتا ہے۔ اس لیے اس عمل میں کوئی ابتداء اور انتہا بنتی ہی نہیں۔ یہ مراتب عین بہ عین ہوتے ہیں۔

مرگبوم دیدہ ام مدعی با دعویٰ در  
کور چشمے کے بیند سگ مثل خوک و خر  
اس عین بہ عین مرتبے پر بندے پر انوار دید کی روشنی اس طرح غالب آتی ہے  
جس طرح پانی آگ پر غالب آتی ہے۔

باو سے دیدار بہم شد حضور  
شد مشرف بانقا در غرق نور

ہر طالب کے ساتھ اس کے مرشد کا یہ رویہ اور سلوک ہوتا ہے کہ جو طالب اندھا ہے اسے سب سے پہلے آنکھوں کی روشنی بخشتا ہے۔ اس پینٹی کے بعد اسے مدام دیدار کے لیے تیار کیا جاتا ہے۔ لیکن جو طالب اور مرشد اس روشنی اور پینٹی کا علم ہی نہیں رکھتے ان کے لیے ہر صورت زوال ہے۔ اس کے برعکس جو اولیاء اللہ ہیں ان کو کوئی خوف یا حزن و ملال نہیں ہوتا۔ فقیر علم دیدار بحکم الہی حاصل کرتا ہے۔ اور یہ دیدار بحوالہ مرشد کامل ہوتا ہے۔

ترک توفیق: فقیر پر گویا یہ فرض عین سمجھا جاتا ہے کہ وہ تمام خزانہ اور ممالک سلیمانی، تمام ارواح، تمام ملائکہ اور دنیا کی ہر چھوٹی بڑی شے پر اپنا تصرف قائم کرے۔ فقر اختیاری کے لیے یہ درجہ ترک توفیق ہوتا ہے یعنی وہ ان تمام اقلیم پر قبضہ اور غلبہ حاصل کرنے کے بعد فوری طور پر سب کچھ اللہ کی راہ میں چھوڑ دیتا ہے۔ یہی ترک توفیق ہے۔ لیکن فقر کے لیے صرف توکل غنایت مال اور ہدایت احوال ہی ہوتی ہے۔ اس غنایت کے بغیر فقیر اضطرابی ہوتا ہے اور وہ مطلق شکایت ہے۔

توحید سر عطا است کہ تقلید سر خطا است

از دست نارسا است کہ مکار و پارسا است

اس ارشاد باری کا ایک پہلو کہ "ماذاغب البصر و ما طغی" یعنی نہ اس کی

آکھ جھکی اور نہ اس سے نافرمانی ہوئی۔" کو اس طرح بھی بیان کیا جاتا ہے کہ طالب اللہ جب تک تماشاکوئین سے بیزار نہ ہو جائے اس سے ہزار باستغفار نہ کرے۔ یقین کامل کے ساتھ دل سے ہر طرح کے خیالات کو دور نہ کر دے، اس وقت تک وہ معرفت حق اور وصل حق سے مشرف ہو ہی نہیں سکتا۔

دیدہ دیدار مارا از ازل  
معرفت دیدار ما اشد فضل

مرتبہ مرشد کامل: یہ دنیاوی حقیقت ہے کہ اگر کوئی شخص ساری عمر مطالعہ علم کرتا رہے تو وہ عالم و فاضل بن جاتا ہے۔ لیکن توحید و معرفت سے تودہ محروم ہی رہتا ہے۔ اسی طرح اگر کوئی طالب ساری عمر ایک ٹانگ پر کھڑا ہو کر مجاہدہ کرتا ہے۔ تو اس کے باوجود بھی وہ طریقت باطنی سے بے خبر رہے گا اور لھائے حق کی اسے خبر نہ ہوگی۔ لیکن یہ بات مرشد کامل صرف ایک نظر اور ایک توجہ ہی سے عطا کر سکتا ہے۔ گویا اس میں مرشد کامل کی توفیق شامل حال ہوگی۔ مرشد کامل تو طالب کو سالہا سال کی محنت و مشقت، مجاہدوں اور عبادات سے بچاتا ہے بلکہ یہی اس کی فضیلت ہوتی ہے۔

مرشد سے مراتب ترا رہنما  
طلب کن از مرشد بے رویت لقا  
حافظ شدی عالم شدی زندہ زبان  
وز بے خبر تقدیق وحدت بے عیان

نفس پرست لوگ: میں ان لوگوں پر حیران ہوتا ہوں کہ جو بدعت پسند ہیں۔ ان کے ذہنوں میں رعونت اور تکبر ہے۔ سرکشی اور شیطنت نے انہیں گمراہیوں میں ڈال رکھا ہے۔ اس طرح کے لوگ تو نفس پرست دنیا دار ہیں۔ ان کا شمار کفار میں ہو گا وہ سراسر ابلیس لعین کے ساتھی ہیں۔ وہ لوگ بر خود اپنی ابتدا ہی سے گمراہ اور کذاب اور ناقص ہیں۔

ان کا ہر دعویٰ غلط ہے اور ہر دعویٰ لاف زنی ہے۔

ہر کہ سے سینہ بد دیدار خدا  
آن طالب را نظر بد لقا  
در معرفت دیدار حق ناظر کرد  
بانظر مجلس نبی اللہ بود  
دم دلم دیدار بود حضور  
روح را روح بود لعل اعتبار  
لافت دیدار اول دیدہ کن  
دیدہ دیدار را ازل دیدہ کن  
نیت حیل نیت آجہائے مقام  
غرق فی التوحید فی اللہ شد تمام  
طالب موسیٰ " طلب دیدار جو  
بابو دیدار موسیٰ راگو

اے بلوان اور سلوہ لوگو! دیدار الہی تو اعتبار کے ساتھ حاصل ہوتا ہے نہ کہ مدد و سال گزارنے اور اس کی گنتی کرنے سے۔

بابو طلب دیدار روز خود جدا  
از میاں خود رفت سے سینہ لقا

نماز نور حضور: اے لوگو! اس امر کو بخوبی جان لو کہ تمام لواحق، رشتے دار، زن و فرزند، ذکر و فکر، مال، طمع اور نفس اور ہوس دنیا مردود ہیں۔ اور یہ سب معرفت الہی اور دیدار حق سے باز رکھنے والے ہیں۔ لیکن لقا صرف نماز میں ہے لیکن وہ نماز نور حضور سے معمور ہونا ضروری ہے۔

سرور و در سجدہ دل شد بخدا  
روح شد مشرف اتحد بآقا  
ایں نماز عارفان بادل حضور  
فرض عین است ایں نماز بالضرور

**مخلوق اور غیر مخلوق:** واضح رہے کہ انسان تو صریحاً مخلوق ہے اور اللہ تبارک و تعالیٰ مطلقاً قادر و قیوم اور غیر مخلوق ہے۔ اس لیے اس مخلوق کی کیا جہل اور کیا ہستی کہ یہ غیر مخلوق تک جاسکے، اور پھر معرفت، قرب اور جمل حضوری کس طرح حاصل کرسے۔ یہ سب درست ہے۔ جو شخص دیدار کا منکر ہے وہ بے دین اور ملعون ہے۔ اس کا یہ بھی مطلب ہے کہ علم، ذکر، فکر، تلاوت، وظائف، مراقبہ اور مجاہدہ یہ سب قرب الہی سے دور ہیں۔ لیکن بندہ صرف علم تصور کے ذریعہ سے شرف حاصل کر سکتا ہے۔ کیونکہ اسے لوگوں! اسم اللہ ذات ہی سے معرفت اور حصول توحید ہے۔ جو سچا طالب ہوتا ہے وہ اپنے نفس پر غالب ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد خالق اور بندے کے درمیان کوئی جہل نہیں رہتا۔ یہ سارے مراتب یقین اور اعتبار کے ساتھ ہیں۔

تا نہ بینم من بچشم خود خدا  
نیت با درگفتہ درویش را  
ہر کہ سے بیند بود در غرق نور  
معرفت توحید دیں است با حضور  
بے سرے سجدہ کنم حاضر خدا  
ایں نماز عارفان را از لقاء  
بے سرے سجدہ بودیم بے جبین  
نیت آں جا آسمان وے زمیں

بے چشم بینم بخوانم بے زبان  
معرفت لاہوتی ایں است لا مکان  
سجدہ در نور است در روضت مدام  
قبلہ در قبلہ بود قبلہ تمام  
ہر سہ قبلہ قرب بخشند در نماز  
معرفت توحید ایں است فضل راز  
نفس نورش قلب نورش روح نور  
اہل نوری را نمازی شد حضور  
دل پریشان و نمازے کے روا  
دل بنظرہ نفس و شیطان کے روا  
نماز معراج است سے بیند خدا  
عارفان را در نمازے شد لقا

**عارفوں کی نماز:** واضح رہے کہ عارفوں کی نماز خاص نماز ہوتی ہے۔ ان کا دم ہمیشہ نماز ہی میں ہوتا ہے۔ ان کا قلب اور روح بھی مدام نماز تہ میں مشغول رہتی ہے۔ اسے لوگوں! یہ نماز ایک راز ہے۔ یہ سراسر راز ہی ہے، اور ہر راز با نماز ہے۔ مرشد نور الہدیٰ علم دیدار سے کفی باللہ کا سبق پڑھاتا ہے، اور وہ جو سچا اور صادق طالب ہوتا ہے۔ وہ لا الہ الا اللہ فاتخذہ و کیلا پڑھنے لگتا ہے۔ گویا اس مرتبے والا مرشد کہ جو دیدار سے مشرف کرانے والا ہوتا ہے وہ مخدوم ہوتا ہے لیکن جو مرشد اپنے مرید یا طالب کو ذکر، فکر، مراقبہ، مجاہدہ اور جس دم میں پھنسائے رکھے وہ مرشد ناقص ہے، وہ سراسر مخدوم معرفت ہے۔ اس مرشد کے وسیلے سے کسی طالب یا مرید کو کچھ حاصل نہیں ہو سکتا۔ لیکن جو مرشد کامل ہے اس کے ذریعہ سے سب کچھ ہو جاتا ہے۔ یہ الگ بات

ہے کہ عام لوگوں کو اس کی خبر نہ ہو۔ کیونکہ جو مادر زاد اندھے ہوتے ہیں انہیں اگر اپنے تجلیات کے سبب آج میں کھڑے ہو کر کل دکھائی نہ دے اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں ہے۔ دیدار حق سے تو ہمیشہ نظر والے اور بینا لوگ ہی مشرف ہو سکتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے لیے آج اور کل سب برابر ہیں۔ لیکن دوسری مثال اس طرح سے ہے کہ ”و من کان فی هذا اعمى فهو فی الآخرة اعمى“۔ جو اس دنیا میں اندھا ہے وہ عاقبت میں بھی اندھا ہی ہے۔

ہر کہ در دنیا نہ بیند حق لقا  
بے نصیبے رو بود آخر کجا  
آخرت اور حور خواہ ہم تصور  
بے نصیبے او ز دیدار حق حضور  
اور اس لمحہ نہ آنکھ جھپکنا اور نہ سرکشی یا بغلوت کرنا صرف عارفوں ہی کے نصیب میں ہوتا ہے۔

از ہف تا سر جلوہ گر انوار حق  
آں چہ سے بینم ازاں دیدار حق  
حق باطل را کنم تحقیق تر  
سے برم دیدار طالب را نظر  
زندگی شد باقا بے بندگی  
بے لقا نش زندگی شرمندگی

فریضہ رشد و ہدایت: جو مرشد کمال عارف بھی ہوتا ہے وہ پہلے ہی روز طالب اللہ کو اللہ کے دیدار کی دولت بے بہا عنایت کر دیتا ہے۔ صرف اسی درجے والا مرشد ہی اس لائق ہوتا ہے کہ وہ رشد و ہدایت کا فرض ادا کر سکے۔ اے لوگو! جس طرح حضرت

مختصر علیہ السلام کو آب حیات پینے کے باعث سدا کی زندگی حاصل ہے، اسی طرح اسم اللہ ذات کے تصور سے عارفوں کو حیات جلودانی نصیب ہوتی ہے۔

مختصر را طالب کنم بر از خدا  
مکہ طالب باحضور مصطفیٰ

بتایا جاتا ہے کہ حضرت مختصر علیہ السلام خود امت محمدی کے مراتب سے حیران ہوتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے امتیوں کے لیے قرب الہی اور دیدار حق ہوتا ہے۔

مختصر را چیزے نباشد از قرب وحدت لقا  
شرف امت را تمام از مصطفیٰ  
با توجہ سے برم دیدار حق  
زیر پائے تو شود جملہ طبق  
با الف اللہ رسانم با حضور  
ایں مراتب عارفان را غرق نود  
عالم شدم در علم توحید از خدا  
احتیاج نیست علم از سر ہوا  
شطان را علم است کبرو بے کرم  
گر گوئم انا شیطان سے شوم  
خلق با خلق است با خالق تمام  
نیک خصلت ہم چو نبوی والسلام

علم تصوف: اس سارے پس منظر اور صورت احوال میں جو عالم یا فقیہ مردہ دل، فریہ نفس، غرور نخوت کے پروردہ اور سیاہ باطن ہوتے ہیں، ان سے بولنا بھی درست نہیں ہے۔ ایسے لوگوں کو اپنے پروردگار کی بھی خبر نہیں ہوتی کہ انہیں کس نے اور کس واسطے

پیدا کیا ہے۔ اس طرح کا شخص تو سراسر مکار ہوتا ہے۔ اسے تو اصل میں اپنی بھی خبر نہیں ہوتی کہ وہ کیا ہے اور کیوں ہے!

اے لوگو! جان لو کہ ہر طرح کے علم کی روح علم تصوف ہی ہوتا ہے علم تصوف تمام علوم کا مغز ہے۔ اسی طرح اللہ تبارک و تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول اللہ کی باتیں ہی تمام علوم کی ماں ہیں۔ انہی کے باعث ہر علم کو زندگی اور مداومت ملتی ہے۔ علم تصوف سے ہم حق و باطل میں تمیز کرنے کے لائق ہوتے ہیں۔ اس لیے جو بندہ علم تصوف سے بے بہرہ رہتا ہے اس کا قلب سیاہ ہو جاتا ہے، اس بندے پر جہل و غفلت سوار رہتا ہے۔ اصل میں علم تصوف ہی علم فقر ہے۔ اس سے قلبی تصدیق میسر آتی ہے۔ یہ علم باعث فضل الہی ہوتا ہے اور یہی علم تصوف عارفوں کے لیے اللہ تعالیٰ کی رحمت اور باعث برکت ہوتا ہے۔ اس لیے جو شخص علم تصوف کی تحصیل سے روکتا ہے وہ لحد اور بے دین ہے۔

مر	بے	علم	عالم	شدی	بے	معرفت
جانبی	علم	ست	خر	عیسیٰ	صفت	
تانیالی	معرفت	رہبر	خدا			
طلب	کن	مرشد	مرشدی	تو	اولیاء	

مرشد اور طالب: مرشد کے چار حروف م ر ش د ہیں۔ ان کے تکسیری معانی میں "م" سے مشاہدہ حضور۔ معرفت اور معراج ہے۔ "ر" سے رازق حق غرق فی التوحید نور۔ "ش" سے شہسوار عارف بہ روحانیت اہل القبور اور پھر "د" سے دوام بخش الہام ہے۔ طالب کو پہلے ہی روز یہ چاہیے کہ وہ مرشد سے کل و جز اور ذات و صفات ایک ہی بات میں حاصل کر لے۔

مرشد کی طرح طالب کے بھی چار حروف ط، ا، ل اور ب ہیں۔ اس کے تکسیری معنی

ہیں "ط" سے طوق بندگی سراگندگی اور دوام در حق پسندی ہے۔ "ا" سے ارادہ حق اور ادب اور جو کچھ بھی ہو جائے اس پر آہ نہ کرنا ہوتا ہے۔ "ل" سے لقا کے لائق، لایحکاج اور لاف زنی سے بچتا ہے۔ پھر "ب" سے طالب باوقار، باوقا، باحیا قلب مفاہور و رضا کو تسلیم کرنے والا ہوتا ہے۔ مرشد کے چاروں حروف طالب کے چاروں حروف میں خود بخود تبدیل ہو جاتے ہیں۔ گویا مرشد کا جسم، وجود، قلب، زبان، کان، آنکھ، ہاتھ پاؤں اور روح وغیرہ سب طالب کے ہو جاتے ہیں۔ گویا اس طرح مرشد اور طالب دونوں ایک ہو جاتے ہیں۔ اسی لیے کہتے ہیں کہ طالب وہی ہوتا ہے جو خانی الشیخ ہونے کی تمنا کرے۔ مرشد کا ہر ایک عمل اور رسم طالب میں آ جائے۔ دونوں ملخص احوال ایک ہی ہو جائیں۔ اور پھر مرشد کامل کی توفیق کے ساتھ وہ "ید اللہ فوق ید یدہم" کہنے لگے۔

گر	نیائی	طالب	حاضر	خدا
در	میں	پردہ	نہ	ماند
				شد
				لقا

مرشد کامل کی اولین پہچان یہ ہے کہ وہ حضرات اسم اللہ ذات کے باعث پہلی ہی نظر میں کل و جز کو طے کر لے۔

مر	تو	طالب	صائق	با	ما	بیا
شد	مشرف	در	مجلس	مصطفیٰ		

مرید پھول کی مانند ہے: قدور کا مسلک کے مطابق طالب اور مرید پھول کی مانند ہوتا ہے۔ دیگر دوسرے مسالک کاتھوں کی طرح ہیں۔ کیونکہ وہ تو صرف نفس کی قید میں ہوتے ہیں۔ قدوری طالب اور مرید باعتبار ہوتا ہے۔ وہ یکبارگی مشرف بہ دیدار ہوتا ہے۔ وہ ذکر اذکار اور مراقبوں کی مشقت سے بچا رہتا ہے۔

منکہ	مرشد	قدوریم	قدر	داں
شد	قرب	قدرت	خدا	عارف
				عیان

اور یہ جو جمعیت ہوتی ہے یہ تو دیدار کے ساتھ ہے۔ بغیر دیدار کے یہ کچھ بھی نہیں:

ہاں در ہو کم شدہ چوں آب شیر  
اتما توحید اس فی اللہ فقیر

سب کو معلوم ہے کہ دنیا کے طالب بے شمار ہیں اور اسی طرف آخرت اور عاقبت کی طلب کرنے والے بھی لاتعداد ہیں لیکن دیدار الہی کا طالب تو لاکھوں میں کوئی ایک ہوتا ہے۔ اور ہاں جو طالب دیدار حق ہوتا ہے اسے جنت اور آخرت کی کوئی خواہش ہی نہیں ہوتی۔

**سلات اعضاء:** واضح رہے کہ انسان کے وجود میں سلات اعضاء ہوتے ہیں یہ سارے کے سارے اعضاء، طبع، حس اور خود پسندی کی قید میں جکڑے ہوئے ہوتے ہیں۔ لیکن مرشد کمال ان سلات اعضاء کو سلات اکسیر، علم کیسے، تصرف، سمج، باہمت، ظاہر باطن پر چین کمال بنا دیتا ہے۔ گویا وہ ذرے کو آفتاب بنا دیتا ہے۔ پھر ایسے طالب کو مشقتیں کرنے کی کوئی ضرورت ہی نہیں رہتی۔ اسے تو مرشد کمال ایک مختصر مدت میں بہت مراتب اور منصب دے دیتا ہے۔ پھر اسے کسی قسم کی رجعت کا بھی کوئی ڈر یا خطرہ نہیں رہتا۔ اس کے لیے مشلہ معرفت میں معراج کا سادرجہ ہوتا ہے۔ یہ سب مرشد کمال کا کمال ہوتا ہے کہ وہ سچے طالب کو پہلے ہی روز جمعیت کے مرتبے پر پہنچا دیتا ہے۔ وہ مرشد کمال سونے چاندی کی اکسیر کے بعد دیدار حق سے شرف یاب کر دیتا ہے۔ لیکن جو مشرف اس توفیق سے عاری ہے وہ بے چارہ کو لوہے کے تیل کی مانند ہے اور وہ تو حیوانوں سے بھی ادنیٰ درجے پر ہے۔

ہاں کلاں را وقوف است بر کیا

از خود دہد یا سے دہاند از خدا

فقیر کے لیے دنیا کی حقیقت: فقیر تو اس دنیا کو بڑی ادنیٰ اور درجہ مفلسی پر

کھتا ہے۔ لیکن تعجب کی بات یہ ہے کہ لوگ فقیر کو مفلس سمجھتے ہیں۔ اے لوگو! فقیر کو تو دنیا کے تمام خزانوں پر تصرف حاصل ہوتا ہے۔ وہ تو سدا کے غنی ہوتے ہیں۔ اسی غنایت کے باعث وہ اس دنیا اور اس کے خزانوں پر نگاہ ہی نہیں کرتے۔

ظاہری توفیق دارم ہر عمل  
باطن از تحقیق دارم بے غل  
ہاں ہر از خدا اس رہنا  
گرمائی سے رسانم با خدا

اے لوگو! یہ سن لو کہ دنیا کے تمام خزانوں کی کیسے اکسیر تین قسم کی ہے۔ یہ تین مدرسوں میں علوم حاصل کرنے سے میسر آتی ہے۔ علم علم کا گواہ، علم سے آگاہ اور علم سے نگاہ ہے۔ جہل لوگ صرف گواہی پر ہی رہتے ہیں۔ علم کیسے ترکیب ہنر کا ہے۔ علم کیسے اکسیر توفیق بنا ہے۔ اور علم کیسے اکسیر معرفت مشرف بہ لقا ہے۔

ہر کہ گفت من عالم لقا  
طلب از دے مطالعہ حق لقا

**مختلف درجات:** اے لوگو! یہ جان لو کہ کیسے ظاہر کا طالب بحیثیت نامرد ہے۔ کیسے باطن کی طلب کرنے والا عورت کی مانند ہے اور کیسے معرفت کا طالب مرد خدا ہے۔ یہ چودہ کیسے صرف چار دن میں محض چار توجہ اور چار توفیق سے حاضرات قرآن کی برکت سے حاصل ہو جاتے ہیں۔

حضور نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے کہ ”من له المولیٰ فله لكل“ گویا جس کا اللہ ہو گیا سب اسی کے ہو گئے۔ اس لیے جو مرید اور طالب پورے اخلاص کے ساتھ اپنے مرشد سے دیدار الہی کا تقاضا کرے اسی حوالے سے مرشد توجہ دے گا۔ کیونکہ مرشد کمال کے سامنے تو ہر درجہ یعنی تصرف، سمج، حکمت، موکل اور ارواح انبیاء و اولیاء سب دست

بستہ موجود ہوتی ہیں۔

مرشدے      باشد      غنایت      از غنی  
از غنی      طالب      غنی      حاضر      نبی  
بے      غنایت      در      شکایت      روز      و      شب  
بے      حیاء      و      بے      وفا      و      بے      ادب

کامل کے تکسیری معانی: ”کمال“ کے تین حرف ک، م اور ل شمار کیے جاتے ہیں۔ اس میں ”ک“ سے کمال تصرف ہے کہ اس میں جتنا بھی خرچ کیا جائے کچھ کمی واقع نہ ہو۔ ”م“ سے یہ مراد ہے کہ مردہ دل کو ایک ہی نظر میں زندگی بخشی جائے اور مشرف بہ حضوری کرنے میں تاخیر نہ ہونے پائے اور فوراً دیدار حق سے فیض یاب کر دیا جائے ”ل“ سے یہ معنی لیے جاتے ہیں کہ لقا الہی سے طالب کو محروم نہ رکھا جائے بلکہ طالب کو فوری طور پر لایحتاج بنا دیا جائے۔

اے لوگو! تمہیں اس امر کا علم ہونا چاہیے کہ کامل درجہ تو انسان ہے۔ مکمل پریشان کا اور اکمل حیوان کا ہے۔ اور مرشد کا رتبہ نور الہدیٰ ہے۔ اس سے وہ طالب کو اول دن ہی لاہوت و لامکان میں پہنچا سکتا ہے۔ اور یہ ساری طاقت مرشد تقویٰ کو اللہ تبارک و تعالیٰ کی جانب سے ودیعت ہوتی ہے۔ کامل، مکمل اور اکمل کی یہ ساری تشریحات الفاظ کے اعتبار سے نہیں بلکہ یہ بلحاظ علم تصوف ہیں۔ کامل مرشد پر اللہ تعالیٰ کا فضل عظیم اور فیض لا انتہا ہوتا ہے۔

ہر ایک تصرف گنج میں مشرف بہ دیدار کرنا ایک طرح آسان اور سہل امر ہے۔ لیکن دوسرے کے وجود پر مسلسل نگاہ رکھ کر اسے عصیوں اور گناہوں سے بچائے رکھنا ایک بڑا اور کٹھن کام ہے۔

عاشق دیدار: اے لوگو! پیاسے کے لیے پیاس بجھنے کی خاطر پانی ہے۔ بھوکے کی بھوک

کا ادا کھانے سے ہو جاتا ہے۔ عاشق تو اپنا سرفدا کرتا ہے۔ وہ پیاسا جو اللہ طلب کی پیاس رکھتا ہے وہ تو دریائے معرفت کی مستقی کی طرح پیتا ہے۔ یعنی جس طرح جلندر کا مریض پانی کی طلب میں ہوتا ہے۔ طلب مولیٰ کا بھوکا اپنا خون جگر پیتا رہتا ہے۔ لیکن جو عاشق دیدار ہوتا ہے۔ وہ تو اس دنیا اور بعد کی دنیا یعنی آخرت کی شمشیر برابر بھی پرواہ نہیں کرتا۔

ہر کہ گوید دیدہ ام دیدار نیست  
دیدنی مخلوق را در کار نیست  
ہر کہ سے بیند بود دائم حضور  
ہر تصرف نے شود از روئے حضور  
آں صاحب گنج است عامل یا حکم  
مردہ را زندہ کند با حکم قم  
ہر کہ سے بیند بود از اہل لقا  
دل سلیم وجود و کرم و باہیا  
تم لوگوں پر یہ بھی واضح رہے گا۔

چوں نے نیم کہ بنماید مرا  
از لقائے یا قہم وحدت صفا  
با حضوری مصطفیٰ ہم جان نفس  
احتیاجے کس ندارم بیچ کس

شریعت کیا ہے؟: اے لوگو! مجھے یہ تمام مراتب علی اور سعادت کبریٰ شریعت میں سے نصیب ہوئی ہے۔ میں نے تو ہمیشہ شریعت ہی کو اپنا رہنما اور پیشوا بنائے رکھا ہے۔ اس لیے ہر طالب کو چاہے وہ طلب اللہ کے ابتدائی درجے پر ہو یا انتہائی درجے پر وہ صبح و شام

شریعت ہی کو اپنے مد نظر رکھے۔ اسے شریعت سے جو کچھ حکم ملے اسی کے مطابق عمل پیرا ہونے کو سعادت تصور کرے۔ کیونکہ اس طرح کے شرعی احکام تو اللہ ہی کی جانب سے ہوتے ہیں۔ جس بات سے شریعت منع کرے ان سے رک جانا بھی ضروری ہے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ باطل اور بدعت سے ہزار ہا استغفار کرنی چاہیے۔

**شریعت قرآن ہے:** شریعت کیا ہے؟ یہ کوئی مشکل بات نہیں ہے۔ شریعت تو اسے لوگوں قرآن مجید ہی ہے۔ اور سارا قرآن مجید اسم اللہ ذات کی طے میں ہے۔ یہ شریعت اپنے اصل روپ میں صرف دنیا، نفس اور شیطان کے صریحاً خلاف ہے۔

شریعتے شہر است آں درالامن  
نیت آنجا نفس و قلب و روح و تن  
شریعت نور سریت از نی  
ایں شریعت کے رسد اہل از شقی  
شریعت شرف است عرب با رسول  
ایں شریعت بود حاضر با رسول  
ہر مراتب از شریعت دیدہ ام  
بے جالبے از میاں بدریدہ ام  
شریعتے شوق است بر شد از شکر  
لذت دیدار بخشہ بہرہ ور  
جز شریعت نیت راہ معرفت  
اہل بدعت چیت با شد خر صفت  
شریعتے ظلت بود برتن تمام  
بے شریعت نیت عارف اہل خام

شریعتے خوش وقت گرداند مرا  
از شریعت یا قلم اللہ ہوا  
شریعتے ایمان انوارش عطاء  
ایں عطائے شد مرا رہبر خدا  
باہو سر راستی در شرع کوش  
از شریعت معرفت توحید نوش

**مرشد کا فرض عین:** مرشد پر یہ فرض عین ہے کہ سب سے پہلے وہ طالب کو جمعیت کے تینوں مراتب عطا کرے۔ یعنی جمعیت نفس، جمعیت قلب اور جمعیت روح، یہ تینوں جب طالب میں جاگزیں ہو جائیں تو پھر مشاہدہ حضوری اور قرب الہی کی دادیوں میں لے جائے۔ انہیں دادیوں میں طالب کی ایک طرح سے بیعت ہوتی ہے۔ یہاں پر ضروری ہوتا ہے کہ طالب کو بھی یقین حاصل ہو جائے کہ اس کا مرشد کامل اور جمعیت بخشے والا ہے۔

مرشد وہی ہوتا ہے جو طالب اللہ کو تمام دنیا کے تصرف پر فائز کر دے۔ بلکہ وہ دنیا کے تمام تصرف اس کو فی سبیل اللہ از خود ہی دے دے۔ اس کا اپنے دل میں کسی سطح پر افسوس نہ کرے۔ کیونکہ جب کسی طالب کو روحانی طور پر تمام تصرفات حاصل ہو جاتے ہیں وہ توجہ، فکر سے مملت و حیات کی گھاٹیوں سے گزر جاتا ہے اور مشرف بہ دیدار الہی ہو جاتا ہے تو پھر مرشد کے تمام مراتب حسب سابق ہی بحال ہو جاتے ہیں۔

**دنیا کے طالب:** اے پیارے لوگو! وہ لوگ بد قسمت ہیں جو دنیا کے تعاقب میں لگے ہوئے ہیں۔ وہ تو سراسر احمق اور بے حیا ہیں۔ اس دنیا کی طلب نے انہیں سائل اور گداگر بنا رکھا ہے۔ اس لیے کامل مرشد تو وہی ہوتا ہے جو اگر کسی پر عنایت کرے تو اسے تمام خزانے بخش دے۔ قرب حضوری میں فوری طور پر پہنچا دے اور پہلے ہی روز معرفت

کا علم اور علم توحید پڑھا دے۔ اور پھر مشرف بہ دیدار کر دے۔ اس سطح پر مرشد کے لیے ورد و وظائف اور ذکر مذکور کی نہ تو ضرورت ہوتی ہے اور نہ ہی حاجت۔ اس کی تو نظریں ہی دیدار الہی کی طرف لگی رہتی ہیں۔ وہ بے حجاب اسرار الہی کا مشاہدہ کرتا ہے۔ ایسے لوگوں کی دلیل بھی مشاہدہ ہوتی ہے۔ اور جمعیت میں بھی مشاہدہ ہے۔ ہدایت بھی مشاہدہ ہے۔ گویا اول دیدار بعد اعتبار پہلے مشاہدہ پھر لقا غرق فی التوحید نور:

ایں فقر را شد مراتب از ازل  
حق لقا فیض و عطائش با فضل

اللہ تبارک و تعالیٰ کی یہ رحمتیں اور برکتیں دیدار کے بعد بندے کو میسر آتی

ہیں۔

ہر مراتب را کنم تحقیق تر  
ہر طریقت کل و جز در من نظر  
شد مراتبین از حضرت رسول  
طالب را میرسانم با حضور

اے لوگو! یہ دیدار شرعی صرف نماز سے حاصل ہوتا ہے لیکن وہ نماز زبان، قلب، روح اور سر کے ساتھ ادا کی جائے۔ اس لیے یہ حقیقت ہے کہ جو بندہ سر کے بغیر سجدے کرتا ہے، اس کے سجدے محض اکارت جاتے ہیں۔ لیکن سر کے ساتھ ساتھ سجدے میں مشرف بہ دیدار ہونا لازم ہو جاتا ہے۔

سر سجدہ بود بیند خدا  
سجدہ تا دیدہ سے کنی باشد ردا

سجدہ روبرو: جو خاص الخاص لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ وہ نماز ہی میں مشرف بہ دیدار ہوتے ہیں۔ ان کا تو سجدہ ہمیشہ رو بہ روی ہوتا ہے لیکن اس کے بجائے عام لوگوں کی نماز

تو محض رسی ہوتی ہے۔

حضور نبی اکرم کا فرمان ہے کہ ”من لم یاد فرضاً دائماً لم یقبل اللہ فرض الوقت“ جو بلوہ دائمی فرض کی ادائیگی نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ بھی اس کا واقعی فرض بھی قبول نہیں کرتا۔

لعتے بر بے نمازاں بر دوام  
در نمازے شد لقا وحدت تمام

اسی طرح فرمان نبوی یہ ہے کہ ”الصلوة معراج المومنین“ نماز مومن کا معراج ہے۔ مرشد کمال کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی کنہ سے ہر ایک خزانے پر تصرف حاصل کر لیتا ہے۔ ان خزانوں میں فکر، توجہ، حکمت اور ازل سے ابد تک کا سارا تماشا اور عرش سے تحت الثریٰ تک سب پر تصرف کمال ہو جاتا ہے۔ اور ان میں سراسر اسرار الہی کے خزانے یعنی علم غیب، توفیق، تحقیق، صدیق، تصدیق، ایمان، لقا، لامکان، لاہوت، ملکوت، جبروت، ہاموت، معرفت، شریعت، طریقت، حقیقت، حق، باطل، فقہ، نص، حدیث، تفسیر، روشن ضمیر، تاثیر، سنگ پارس، سنگ شفا، نظر طلب، محبت، جمعیت، جامع تلقین، راز دین، حیاء، ادب، راز، کلید، قفل، نصاب دور مدور، بذل، وقت، خمس، سعد، سعید، تجرید، ترک توکل، الہام، علم اور مجاہدہ منکشف کرتا ہے۔ یہ سب کچھ طالب کو کلمہ طیبہ سے حاصل ہوتا ہے اور یہ کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ حق تعالیٰ کی طرف سے برحق ہے۔

مراتب و مناصب جمعیت: اس سطح پر طالب تمام علوم مرشد کمال سے حاصل کر کے خود لا یتحکج ہو جاتا ہے۔ گویا جو بندہ روز اول ہی کلمہ طیبہ کی کنہ کا سبق پڑھتا ہے۔ اس پر اٹھارہ ہزار عوالم کا اور کل مخلوقات کا تماشا ظاہر ہوتا ہے۔ پھر یہ سب اسی کے تبلیغ اور مطلع ہو جاتے ہیں۔ مرشد کمال تو سچے اور با اعتبار طالب کو علم جز کی تعلیم کے ذریعے

سے علم کل کی انتہا تک پہنچا دیتا ہے۔ جان لو کہ علم جز توفیق ہے اور علم کل توفیق تحقیق ہے۔ اس لیے جو مرید یا طالب پہلے ہی دن اپنے مرشد سے علم جزا اور علم کل کا سبق حاصل کر لیتا ہے پھر دونوں جہاں اس کے تصرف میں آ جاتے ہیں۔ سارے خزانوں پر اس کا تسلط اور غلبہ ہو جاتا ہے۔ وہ طالب صلوٰۃ پر عمل اور تصرف میں بحوالہ مرشد کمال خود بھی کمال ہو جاتا ہے۔ اس طرح کے طالب حق کو مجاہدوں اور مشقتوں اور مصیبتوں میں پڑنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ وہ تو جلد ہی مراتب و مناصب جمعیت پر پہنچ جاتا ہے۔ اس کے سامنے ساری مخلوقات کے جز اور کل، رسم و رسوم اور دفاتر اور رقوم بلکہ ایک ایک حرف واضح حالت میں ہوتا ہے۔ دونوں جہاں اس کے سامنے ہتھیلی کی لکیروں کی طرح عیاں ہوتے ہیں۔ اس جمعیت کو جمعیت خطرات کا نام دیا جاتا ہے۔ اس جمعیت میں بنزرا پریشانی ہوتی ہے۔ اس کا مداوا صرف اور صرف مشرف بہ دیدار ہونے میں پوشیدہ ہوتا ہے۔ اس دیدار میں تو سراسر دوام ہوتا ہے۔ فضل الہی سے یہ جمعیت دیگر ہر ماسوا سے لا یتحج کر دیتی ہے۔ اس میں معرفت اور قرب الہی ہوتا ہے۔ اس جمعیت کے بڑے مراتب ہیں۔ اس میں حکمت سلک سلوک ہے۔ ہدایت اور غنایت ہے۔ ہمہ وقت توفیق حاصل ہوتی ہے۔

**فضیلت مسلک قلوریہ:** اے لوگو! قادریہ مسلک کو خاص فضیلت حاصل ہے۔ یہ ایک کمال طریق ہے۔ اس میں عارف، صاحب نظر اور صاحب صفات محمود ہوتا ہے اس میں دائمی شکرگزاری اور مداوم دیدار سے مشرف ہوتا ہے۔ لیکن اس کے علاوہ اگر کوئی ان اوصاف کا مدعی ہو گا تو وہ محض کذب اور لاف زن ہے۔ ظاہر میں علم ظاہری ہوتا ہے۔ لیکن علم باطن میں تین علوم ہیں۔ ایک علم نفس، دوسرا علم قلب اور تیسرا علم روح۔ اس حوالے سے اگر زبان اور نفس ہم آہنگ اور ایک ہو جائیں تو بندے کو قرب الہی کا حصول ہو جاتا ہے۔ اور اسی طرح اگر زبان اور روح ہم آہنگ اور ایک ہو جائیں، تو پھر عالم

روحانی مشرف بہ لقا حق ہو جاتا ہے۔

فرمان نبوی اس طرح سے ہے کہ ”من عرف نفسه فقد عرف ربه“ اور ”من عرف نفسه بالفناء فقد عرف ربه بالبقاء“ کے یہ دو مرطلے یوں ہیں کہ جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا اس نے اپنے خدا کو پہچان لیا۔ دوسرا مرطلہ یہ ہے کہ نفس کو پہچانا یہ ہے کہ وہ ظنی ہے۔ اور اپنے رب کی پہچان یہ ہے کہ رب باقی رہنے والا ہے۔ گو اس کی آسان شرح یوں بھی ہے کہ جس نے نفس کو ظنی سمجھا وہ اپنے پروردگار کو باقی سمجھتا ہے۔ اس لیے عالم قلب اور عالم روح گویا ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ مرشد کمال ان دونوں عالموں کو پہلی ہی نظر میں پہچان لیتا ہے۔ جس طرح صرف سونے چاندی کی نظری سے پرکھ اور پہچان کر لیتا ہے۔ اسی طرح مرشد کمال برے بھلے کی جان پہچان کر لیتا ہے۔

مرشد کمال اس پہچان کے بعد اللہ کے سچے طالب کو فوراً ہی نور کر دیتا اور اللہ کے حضور سے سوال و جواب لینے لگتا ہے۔

علم	از	بہر	قرب	اللہ	حق	ہا
علم	دینا	باز	دارد	از	خدا	
علم	دنیا	قد	از	فرعون	لعین	
علم	بہر	از	معرفت	حق	الیقین	
ہر	کہ	خواند	علم	را	بہراز	ثواب
علم	آں	را	میدہ	عال	خطاب	
ہر	کہ	خواند	علم	بہراز	مصطفیٰ	
واقف	اسرار	گرد	از	اللہ		

**جمعیت قرب الہی ہے:** جمعیت کی تین قسمیں ہیں یعنی جمعیت نفس، جمعیت قلب اور جمعیت روح۔ نفس کو لذت اور حرم و ہوا سے جمعیت کا حصول ہے تینوں جمعیتیں اس

مجید ہے اور یہ بھی کہ ہر طرح کی حقیقت بھی قرآن مجید ہی میں سے ہے۔ اس کلام اللہ سے معرفت حاصل ہوتی ہے اور پھر جمیعت جاودانی کا حصول ہے۔ قرآن حکیم کا تو ہر ایک مقام قرب معرفت اور دیدار الہی پر دلالت کرنے والا ہے۔ اس لیے اے لوگو! کوئی علم یا کوئی تصرف قرآن مجید سے باہر نہیں ہے بلکہ وہ قرآن مجید سے باہر ہو ہی نہیں سکتا۔

جس طرح عالم اور فقیر میں فرق ہوتا ہے اسی طرح مردہ دل عالم اور زندہ قلب فقیر میں فرق ہے۔ عالم کو اسم اللہ ذات اور اسم محمد کے تصور کا قہینہ نہیں ہے۔ اس کے سامنے اس کی مثال ایک نادان بچے کی سی ہے۔ لیکن اس کے بجائے جو فقیر زندہ دل ہوتا ہے۔ اس کو اسم اللہ ذات اور اسم محمد کا تصور بخوبی حاصل ہوتا ہے۔ وہ ہر طرح سے لا یتحجج ہے اور کمال ہے۔ اسے اچھی طرح سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام علوم اسم اللہ ذات کی قید میں ہیں۔ لیکن اسم اللہ ذات کی عظمت و رفعت اس قدر لامحدود ہے کہ وہ کسی علم کی حدود اور قید میں نہیں آسکتی۔ اسم اللہ ذات کی نسب سے بڑی خوبی بندے کے لیے یہ ہے کہ اس سے نفس فنا اور نابود ہو جاتا اور بندہ حضور حق میں پہنچ جاتا ہے۔

ہر شے قرآن میں ہے: ارشاد باری تعالیٰ اس طرح سے ہے کہ ”و عندہ مفاتیح الغیب لا یعلمہا الا مور و یعلم ما فی السور و البحر و ما تقسط من رزقہ الا یعلمہا ولا حبة فی ظلمت الارض ولا رطب ولا یابس الا فی کتب مبین۔“ غیب کی چابیوں کو اللہ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔ خشکی اور تری کی تمام چیزوں کو وہی اللہ جانتا ہے۔ وہ ہر ایک شے کے گرنے اور زمین کے اندر ہر ایک دانے کو خوب جانتا ہے۔ چھوٹی یا بڑی کوئی چیز ایسی نہیں ہے کہ جو اس قرآن مجید میں نہیں ہے۔

اسی طرح فرمان رسالت بھی ہے کہ ”ان قران رحمة اللہ علی الخلاق“ بلاشبہ قرآن مجید خلاق پر اللہ تبارک و تعالیٰ کی رحمت ہے۔

طرح ہیں جیسے کشتی کے لیے دریا یا مچھلی کے لیے پانی۔ نفس کی جمیعت حرم و ہوا اور متاع دنیا ہے۔ لیکن پوری دنیا کے تصرف کی جمیعت استدراج کہلاتی ہے۔ یہ نفسانی جمیعت سراسر بازی گری ہے۔ جمیعت قلب میں غفلت اور اسم اللہ ذات کا تصور ہے۔ یوں بندہ لا یتحجج ہو سکتا ہے۔ روح کی جمیعت دراصل مشاہدہ حق اور قرب الہی ہے۔ اسی میں دائمی طور پر بندہ مشرف بہ دیدار رہتا ہے۔ نفس ہمیشہ استدراج کی طلب کرتا ہے۔ قلب غفلت کی طلب میں ہوتا ہے اور روح کو سدا دیدار ہی کی طلب رہتی ہے۔

مرید لا مرید: مرشد کمال اسم اللہ ذات کے حاضرات اور کلمہ طیبہ کے حاضرات سے طالب کو ایک ہی قدم میں صدیوں کا قافلہ طے کرا دیتا ہے۔ یوں طالب کے نفس، قلب اور روح کو جمیعت کلی بخش دیتا ہے۔ اس طرح وہ طالب مرید لا مرید ہو جاتا ہے یوں طالب کا نفس، قلب کی صفات حاصل کر لیتا ہے اور پھر یہی قلب، روح کی صفات کا حامل ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد اس کے لیے دائمی قرب الہی کا شرف ہوتا ہے۔

دیدار را بہت علم و بہت راہ  
در یک بہتہ رسد وحدت الہ  
ایں بہت علم از بہت آیت یاد کن  
تا شوی محرم خدا او راز کن

اے لوگو! یاد رہے کہ قرآن مجید کی آیات سلت قسم کی ہیں۔ یعنی آیات وعدہ، آیات وعید، آیات امر و معروف، آیات نہی منکر، آیات قصص الانبیاء، آیات منسوخ اور آیات ناسخ، یہ سب مطلوبات بحوالہ شریعت منکشف ہوتی ہیں۔ شریعت میں اس طرح کے مراتب ختمی ہیں۔ کیونکہ فرمان سرور کائنات حضرت محمد ﷺ یہ ہے کہ ”النهايت الرجوع الی البدایة“ یعنی ابتداء کی جانب رجوع کرنا انتہا ہے۔

شریعت قرآن ہے: اے لوگو! اس امر کو بخوبی جان لو کہ شریعت تو سراسر قرآن

شرح حاجی الحرمین شریفین: حجاج کرام میں بعض حرم کے حلیٰ اور بعض کرم کے حلیٰ ہوتے ہیں۔ اس تناظر میں جو شخص اپنے وجودی اخلاص اور مکمل اعتقاد کے ساتھ طواف بیت اللہ شریف کرتا ہے۔ تو اس وقت اللہ کا گھر اور اس کے تمام درو دیوار نور ہی ہو جاتے ہیں۔ حلیٰ اسی نور میں مشرف بہ دیدار ہوتا ہے۔ اس طرح مشرف بہ دیدار ہونے والا حاجی کرم ہوتا ہے اور اسی کے لیے حج زیبا ہے۔

اسی طرح اگر کوئی حاجی مدینہ منورہ میں علی مرتب نبی اکرم ﷺ کے روضہ اقدس پر حاضری دیتا ہے تو روضہ مبارک کی ہر درو دیوار سے نور ہی نور کا فشار ہوتا ہے۔ وہاں پر حلیٰ کو دیدار حبیب ہوتا ہے۔ اسی طرح اہل دیدار اور بالیقین باعتبار حاجی جب کہ عرفات کے دامن میں جا کر خطبہ سن کر دعا کے لیے ہاتھ اٹھاتا اور ”لبیک لبیک وحده لا شریک لک لبیک“ لکھتا ہے تو ساری وادی اور میدان اور پہاڑ نور ہی نور ہو جاتے ہیں۔ وہاں اس نور میں حلیٰ کے لیے دیدار الہی ہوتا ہے۔ اس دیدار پر کسی کو تعجب کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ یہ دیدار الہی سب اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے۔

ہر دے دم حاجیم قرب از کرم  
کعبہ را در دل بہ نینم نیست غم  
ہم مجتہم با مصطفیٰ باہر دوام  
ظاہر و باطن یکے گرود تمام

مرشد کے مراتب: اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے مرشد کمال کو بہت مراتب دے رکھے ہیں۔ جب مرشد کمال کسی بھی طالب کا نام لے کر اس پر توجہ دے تو اسے اسی معراج قرب اور مشاہدہ دیدار سے مشرف کر دیتا ہے۔ اس طرح وہ طالب اپنے اللہ تعالیٰ کا منظور نظر ہو جاتا ہے۔ پھر طالب کی نظر میں ہمیشہ اس کا پروردگار ہی رہتا ہے۔

اس لیے یہ مرشد کمال پر عین فرض ہوتا ہے کہ وہ طالب حق کو اس کے مرتبے

تک ضرور پہنچائے۔ کمال مرشد جسے چاہے تمام خزانوں کا تصرف بخش دیتا ہے۔ اسے تمام اکسیر کیسے ہنر، نکسیر، کیسے، دعوت اور روئے زمین کے تمام مخزن عطا کر سکتا ہے۔

کلاماں را در عمل ہر کیسہ  
از خود دہند یابی دہانند از خدا

مرشد کمال جس طالب کو چاہے اسے ولی کا درجہ بخش دے۔ اسے بلاشادہ بتا دے یا غل اللہ کے درجے پر پہنچا دے۔ اس لیے کہ فقیر کی نگاہ میں بلاشادہ تو عاجز اور سائل و مفلس لوگ ہوتے ہیں۔ مرشد کمال جس طالب کو چاہے اسے اسم اللہ ذات کا تصور کمال بخش دے۔ اس کے تصرف میں ملک سلیمان اور دنیا کے تمام خزانے بھی کر دے۔ اسے ہر ایک کیسہ اور غنائت اور سنگ پارس بھی بخش دے۔ اس باعث تو دنیا کے بادشاہ بھی اس کے ہاتھ باندھے غلام ہو جاتے ہیں۔

من غنیم بادشاہ ہم با خدا  
بلاشاہ در نظر من مفلس گدا  
اعتیا بے نیست مارا ہم و زر  
غالب با موسیٰ غالب با خضر  
ہر تصرف از تصور بردہ ایم  
کونین را در حکم خود آوردہ ایم  
سنگ پارس در نظر من بے شمار  
صد زبانی بچو تیغی ذوالفقار  
حوصلہ سے باید وسیع طالب بود  
طالب کم حوصلہ دشمن بود

عالمات را محرمیت سر عطا است  
 احتمال را محرمیت سر خطا است  
 کس نیام طالب حق حق طلب  
 می رسانم با حضوری راز رب  
 کس نیا بم طالب توفیق تر  
 کم حوصله لائق نباشد سیم و زر  
 نفس و قلب روح را بگزار تو  
 نمایانی معرفت دیدار او  
 آنچه بینی ولی باشد چو بود  
 جس شد نور وحدت میر بود  
 این مراتب روز اول اولیاء  
 روز اول اولیاء را شد لقاء

خطاب بہ مجموعہ خدا: اے لوگو! تمام اولیائے اللہ کے مجموعے کے خطاب کا نام فقیر ہے۔ لیکن معرفت بھری حقیقت کو احق اور نادان لوگ کس طرح جان سکتے ہیں۔ ایسے لوگ تو اپنے نفس کے غلام اور حرص و ہوا کے قیدی ہوتے ہیں۔

آں چہ ے پیام پیام از خدا  
 آں چہ ے بینم بینم از لقا  
 در میان کس کجنگذ کس  
 عاشقان را بس بود اللہ بود

جبرائیل در کجنگذ این مقام  
 این شرف امت محمدیہ والسلام  
 ہر کتبے را جوابے حق طلب  
 ہر کہ حق از حق نہ بیند از کلب  
 از مطالعہ علم طالع با قضاء  
 علم ذکر و باز دارد از خدا  
 شد مطالعہ معرفت توفیق تر  
 خوش بہ ہیں دیدار عارف با نظر  
 ہم ناظر ہم حاضر ہم رہنما  
 طالبی راے ہم وحدت لقا  
 چوں درانم لامکن لامکن  
 کونین پریشہ بود بین باہیں  
 لامکن ملک است ملک لازوال  
 نہ مطالعہ علم نے شد فعل و فعل  
 نیست آب و بد آتش خاک را  
 ہر طرف کردم نظر بینم لقا  
 این شرف امت محمدیہ یا شرف  
 ہر علم را کرد حاصل از حرف  
 آں مقام نور پاک و پاک تر  
 سیاح توحید است شد عارف خضر  
 نہ علم نہ صورت نہ حرف نے آواز

عین	بر سر	عین	باشد	عین	راز
عین	را	بہین	دیدن	شد	روا
علم	خواند	عین	علم	بہا	
بر	باہو	شد	عاب	بدیدار	ختم
نیت	باہو	گشت	ہو	در جان	تم

مست الست: اے لوگو! فقیر ترک و توکل اور مست الست کے تمام مسلک قوریہ ہی میں ہیں۔ ان کے علاوہ اگر کوئی اس طرح کا دعویٰ کرتا ہے تو وہ جھوٹا اور لاف زن مدعی ہو گا۔ اس کے پاس تو امتیاز کرنے کے لیے وقوف ہی نہیں ہوتا۔ اسے تو ظاہر اور باطن کا شعور نہیں ہوتا۔ لیکن یہ قوری مجلس حضور میں حاضر رہتا ہے۔ اس لیے لازم ہے کہ قوری سے علم و دانش اور دانائی حاصل کی جائے۔ پس اے لوگو! اپنی جہانوں کو ترک کر دو۔ بذریعہ قوری معرفت فقر میں قدم رکھو۔

اے لوگو! طلب تو طالب کو اس طرح پہچان لیتی ہے۔ جیسے قسمت اہل قسمت کو پہچانتی ہے۔ اور یہ کہ ”طلب الرزق اشد من طلب اجلہ“ رزق کی طلب اجل طلب کرنے سے مشکل ہے۔ جس طرح عاشق اور معشوق ایک دوسرے کو پہچان لیتے ہیں۔ اسی طرح بندہ اپنے اللہ کو پہچان لیتا ہے۔ عالم علم کو، باپ بیٹے کو، استوا اپنے شاگرد کو، غلام اپنے آقا کو اور گھوڑا اپنے سوار کو خوب پہچانتا ہے۔

چشم	ظاہر	با	چشم	در	دل	مگر
چشم	ظاہر	داشتند	ہم	مگر	مگر	

فقیر صاحب بصیرت: فقیر مرشد کامل دونوں جہانوں کی رویت کرتا ہے۔ وہ صاحب بصیرت ہوتا ہے۔ فقیر اپنی ظاہری اور باطنی دونوں آنکھوں سے دیکھتا ہے۔ وہ اپنی چشم عیاں سے معرفت اور مشاہدہ دیدار سے فیض یاب ہوتا ہے۔ وہ دیدار کرتا بھی اور دیدار کرانے کی قوت بھی رکھتا ہے۔ بلکہ اے لوگو! عارف کا مرتبہ بڑا بلند ہوتا ہے۔ وہ اگر اللہ کے سوا کسی اور کو دیکھے تو وہ مرتد کی موت مرتا ہے۔ اور اس کی معرفت مردود ہے۔

ایں	معرفت	مردود	و	عارف	بے	حیا
آں	معرفت	فی	اللہ	دگر	بنید	لقا
در	معرفت	عارف	بود	بھیتی	صفت	
مردہ	را	زندہ	کند	با	معرفت	
معرفت	معراج	عارف	با	حضور		
کے	بوند	ایں	عارفان	لعل	غور	

دو طرح کے عارف: اے لوگو! عارف دو طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک عارف فقیر اولیاء اور دوسرا عارف صاحب بصیرت اسی طرح عارف روحانی اور عارف لامکانی ہے۔ عارف کے لیے حیات و ممات دونوں برابر ہوتے ہیں، اگرچہ مراتب ممات کے پوشیدہ ہونے کے باعث لوگوں کو بہ ظاہر ان کا علم نہیں ہوتا۔ جو لوگ زیر خاک ہیں، ان کے لیے توقیر باعث قرب ہے۔ وہ لوگ وہیں بھی مجلس نبوی میں حاضر ہوتے ہیں۔ ان کا سلسلہ تلقین و تعلیم وہیں بھی جاری رہتا ہے۔ بلکہ حیات سے بھی زیادہ سرگرمی اور فعالیت کے ساتھ۔ اسم اللہ ذات کے تصور سے وہ حیات و ممات دونوں سے باہر ہو کر فنا فی اللہ اور فنا فی التوحید اور فنا فی النور ہو جاتا ہی مقدر ہوتا ہے۔

وز	قبر	جستہ	برد	بیروں	با	خدا
در	قبر	ہرگز	نباشد	اولیاء		

باضوری مصطفیٰ مجلس دوام  
برقبر حاضر شود گفتن مقام  
ہر مطالب طلب کن اہل از قبور  
پیش کمال با جواب و با حضور  
بعضے گم قبر گم نام و نشان  
جستہ را پاخود برد در لاسکھ  
از مطالعہ لوح نامے یافتن  
حاضر کند با خود رفتے ساختن

عارف فقیر اولیاء اللہ اپنی حیثیت میں صاحب منصب ہوتا ہے۔ اس لیے اسے ولی کہتے ہیں۔ ماضی حال اور مستقبل سے وہ بخوبی آگاہ اور باخبر ہوتا ہے۔ دونوں جہانوں کے خزانوں پر اسے تصرف تامہ حاصل ہوتا ہے۔ اس سے کوئی نئی یا پرانی شے ہرگز پوشیدہ نہیں رہتی۔ لیکن جو عام شخص اس کے رتبے کو نہیں پہچانتا اور اس کی عظمت سے انکار کرتا ہے۔ وہ بد نصیب ہوتا ہے۔ لیکن جو فخر اللہ کے رتبے کو جان لیتا ہے وہ اس کا اظہار کرے یا نہ کرے برابر ہوتا ہے۔

شرح اولیاء اللہ: اولیاء اللہ کی حیات و مہلت کے بارے میں حضور نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ ”الا انا اولیاء اللہ لا یموتون بل ینتقلون من الدار الی الدار“ اولیاء اللہ کبھی مرتے نہیں۔ بلکہ وہ تو ایک گھر سے صرف دوسرے گھر میں منتقل ہوتے ہیں۔ اور اولیاء اللہ تو ”موتوا قبل ان تموتوا“ یعنی مرنے سے پہلے ہی مر جاتے ہیں۔ یہی تو اہل دیدار کے مراتب ہوتے ہیں۔

ایں جہاں و آں جہاں در یک نظر  
عارفان ایں بود اہل از ہر

مرشد کمال وہ ہوتا ہے۔ جو سب سے پہلے طالب کو اسم اللہ ذات کی قوت کے تصور خاص سے تمام انبیاء اور اولیاء اللہ کی ارواح مقدسہ کو حاضر کر کے پھر طالب کو اسم اللہ ذات ہی کی قوت اور تصور سے مشرف بہ دیدار حق کرے اور یوں اس طالب کو اللہ کا خاص بندہ بنا دے۔ طالب کو مجاہدوں اور مشقتوں اور محنتوں سے بچائے رکھے۔ بس مرشد کمال کی یہی تو آزمائش ہوتی ہے۔ ان صفات و اوصاف سے عاری مرشد کمال نہیں بلکہ رہزن ہوتا ہے۔ اور اس کے طالب کا درجہ بھی شیطان سے زیادہ ہو ہی نہیں سکتا۔ ایسا طالب احق مطلق۔ پھر بمنزلہ گدھا ہے۔ وہ بے شعور ہوتا ہے۔

بر قبر روتا شود مطلب تمام  
ی برد باتو روحانی ہر مقام

راہ حق میں مرنے والے: ارشاد باری تعالیٰ اس طرح سے بھی ہے کہ ”ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احياء ولكن لا تشعرون“ جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے جاتے یا قتل ہوتے ہیں، انہیں تم مردہ نہ کہو، وہ تو درحقیقت زندہ ہیں۔ لیکن تمہیں ہی ان کی زندگی شعور نہیں ہے۔

ہر کہ گوئد مردہ آں مردہ  
اولیاء باخند حیاتے بردہ  
اولیاء زندہ شد با اسم ذات  
وز خلق او نباشد باید نجات

مرشد کمال پر یہ فرض عین ہے کہ وہ طالب کے نفس کو جمعیت بخشے۔ اس جمعیت میں دنیاوی لذات ہیں۔ ان سے طالب کا مرشد پر ظاہری اعتبار بھی قائم ہو جاتا ہے۔ اس سلسلے میں اگر مرشد کمال بہ ظاہر طالب کی سرزنش کرے یا ڈانٹ دے تو اس پر طول نہ ہونا چاہیے کیونکہ اصل مقصد تو یہی ہوتا ہے کہ طالب کو اگر مردار دنیا مل جائے اور پھر وہ

اس سے ہاتھ دھوئے، اسے ترک کرے اور بیزاری کا اظہار کرتا رہے۔ اس کے بعد ہی طالب کی استغفار قبول ہوتی ہے۔ اور یوں نفس مطمئنہ دیدار الہی سے مشرف ہونے کے لائق ہوتا ہے۔ اس کے بعد بندے کا نفس اس طرح صاف اور مصفا ہو جاتا ہے جس طرح دھوپ کسی کپڑے کو اچھی طرح دھو کر صاف کر دیتا ہے۔

گندگی اور بندگی: اے لوگو! اس امر کو بخوبی جان لو کہ گندگی اور بندگی کبھی اکٹھی نہیں ہو سکتی۔ دونوں ایک ہی مقام پر کبھی نہیں ساکتیں۔ دیدار اور مردار کبھی اکٹھے نہیں ہو سکتے۔ بالکل اسی طرح جسے کہ کفر اور اسلام یکجا نہیں ہو سکتے۔ گویا جو مرشد دنیائے اسلام کے تصرف سے محروم رکھتا ہے وہ کسی کو دیدار الہی کیا کر سکے گا۔ یہ ظاہر طالبوں کا دنیاوی خزانوں پر تصرف نہیں کرنا وہ بہ باطن ذات و صفت کے تصرفات کس طرح کر سکے گا۔ گویا جو مرشد توفیق سے نہیں ایسے مدعی کذب ہیں، وہ نفس کی قید میں جکڑے ہوئے ہیں۔

طالبی اور مرشدی: اے لوگو! طالبی اور مرشدی کی کوئی آسان کام نہیں ہے، اس میں تو ہر کام میں تصرف حاصل کرنا ہی ضروری ہوتا ہے اس میں اللہ کے اسرار ہیں۔ شریعت میں ہوشیار ہونا اور کفر و شرک و بدعت سے بے زاری ہے۔

جان کیا ہے۔ او جان کی کیا حیثیت ہے؟ جان روح ہے اور جان توفیق ہے۔ اس میں بھی اسرار الہی ہیں۔ یہ اسرار الہی حسن پرستی، نعمت ساغر و زلف اور مدح خدو تعالیٰ سے ماورا ہے۔

جان	بجائیں	را	بدہ	اے	جان	من
عارفان	راہیں	بود	ایں	یک	خن	
روز	و	شب	حاضر	بود	مجلس	نئی
احتیاج	از	کس	ندارد	شد	غنی	

اس لیے مرشد کے لیے یہ لازم ہوتا ہے کہ وہ اپنا مرشد ہونا اپنے خاص حوالوں

سے ثابت کرے۔ دو باتیں مرشد کے لیے ضروری ہوتی ہیں کہ وہ اسم اللہ ذات کے حاضرات سے طالب کو یاد حق میں لے جائے اور پھر اسے مشرف بہ دیدار کرا دے۔ اس کے علاوہ طالب کو تمام خزانوں پر تصرف بخش دے۔

اسی طرح طالب حق کے لیے بھی دو باتوں کا ہونا ضروری ہے کہ وہ سب سے پہلے جان و مال مرشد کے سپرد کر دے اور پھر سداوہ متابعت ہی میں رہے۔ مرشد کے کسی بھی حکم کی بجا آوری میں کبھی عذر اور انکار نہ کرے۔ جو بھی مرشد کا دینی یا دنیاوی حکم ہو اس پر دل و جان سے عمل کرے۔

انتہا کیا ہے؟: فقیر، درویش اور ولی اللہ کی انتہا کیا ہے؟ یہ سب اسرار الہی ہیں۔ ان کا جسم اللہ کے نور سے منسوب ہو کر دوسروں کے لیے مانند آئینہ ہو جاتا ہے۔ اور پھر اس کا فیض ہر جگہ پر پہنچنے لگتا ہے۔ ایسے لوگ مشرف بہ دیدار الہی ہوتے ہیں۔ ایسے لوگوں کا بولنا اور سننا بھی اللہ ہی سے ہوتا ہے۔ اولیاء اہل انبیاء کی احوال یہ سمجھتی ہیں کہ وہ بندہ ان سے ہموار کر رہا ہے۔ یہ وہ مقام ہوتا ہے جب جسم ہی سراسر نور ہو جاتا ہے۔ اس مقام کو وہی دیکھ سکتا ہے جو اس مقام پر خود بھی ہوتا ہے۔

اسم اللہ ذات کی کنہ: حضرت ہارون بسطامی خود ہی فرماتے ہیں کہ میں تیس سال تک اپنے اللہ تعالیٰ سے ہم کلام رہا لیکن لوگ بھی سمجھتے اور محسوس کرتے رہے کہ میں انہی سے ہم کلام ہوں۔ یہ مراتب اسم اللہ ذات کی کنہ تک پہنچنے کے بعد کے ہیں۔ اس وقت دونوں جہانوں پر تصرف نہایت آسان ہوتا ہے۔ لیکن پھر بھی نفس کی مخالفت کرنا بہت کٹھن مرحلہ ہوتا ہے۔ لیکن تصور ذات غنایت قرآنی آیات سے اور کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ سے سب اشکال دور ہو جاتی ہیں۔

نبوے	کس	نبوے	پچ	کس
منکہ	بودم	باخدا	بودیم	بس

شد مرا دیدار دائم در آئینه عین از نما  
زاں بھائےم یا قلم من از خدا  
برتم ہر سوئے عارف شد وجود معرفت  
احتیاجے نیست ذکرش ہر کرا این شد صفت  
پاہو را بدنام کر دی' خویش را پس نام تن  
تن ولایت لایزال لا مکان دار الامن

### معرفت مشاہدہ معراج

جن خوش قسمت لوگوں کا جسم انوار حق سے پختہ ہوتا ہے انہیں معرفت مشاہدہ معراج اور دیدار الہی حاصل ہوتا ہے۔ اس جسم کا جسم خود چشم سر سے برآمد ہو کر شرف ملاقات کرتا ہے۔ اسی کے لیے ہمکلائی اور ہم صحبت ہوتی ہے۔ شرف دیدار بھی اسی کے لیے ہے۔ وہی مجلس نبوی میں ہوتا ہے۔ اور وہی ارواح انبیاء اور اولیاء سے ملاقات کرتا ہے۔ لیکن جو لوگ ان مراتب پر طر کرتے یا نکتہ چینی کرتے ہیں وہ غلط کار ہیں۔ ان کے بارے میں ارشاد باری ہے۔ کہ "الا ان اولیاء اللہ لا یموتون" خبردار جان لو کہ اولیاء اللہ تو کبھی نہیں مرتے۔

عالم ظاہری اور عالم باللہ فقیر میں واضح فرق یہ ہے کہ عالم ظاہری کو صرف عالم کہتے ہیں لیکن عالم باللہ فقیر تو والی اللہ کہلاتا ہے۔ عالم عادل اور فقیر کامل ہوتا ہے۔ ظاہری عالم مسائل نص و حدیث اور تفسیر سے ہوتا ہے۔ جبکہ فقیر تو ہر طرح سے قرب و حضور میں رہتا ہے۔ ایک حرف بیان کرتا ہے۔ تو دوسرا اس کا مشاہدہ کرا دیتا ہے۔ گویا ایک ست ہے اور دوسرا ہوشیار اہل خواب اور سدا کا بیدار ہوتا ہے۔

نفس را رسوا کنم ہر از خدا  
بر ہر درے قدمے زخم ہر از خدا

در تعارف عالم کامل تمام  
احتیاج از کس نیارم خاص دعاء

ناقص فقیر دعا باز ہے: اے لوگو اس امر کو بھی بخوبی جان لو کہ فقیری اعلیٰ درجوں پر فائز ہوتے ہیں اور فقیر باعث فتنہ بن جاتے ہیں ان سے نقصان بھی ہوتا ہے۔ اس لیے جو فقیر صاحب تعارف اور روشن ضمیر ہوتے ہیں وہ دونوں جہانوں پر حکمرانی کرتے ہیں۔ ان کے پاس گنج ہائے گراں مایہ اور خزانے عظیم ہوتے ہیں۔ لیکن جو فقیر جھوٹے اور کذاب ہوتے ہیں وہ چور اور دعا باز اور فتنہ انگیز ہیں۔ فقیر کذاب سراسر ناقص ہوتا ہے۔ وہ محض قصے کہانیاں بناتا ہے۔ لیکن جو فقیر صادق ہے وہ تو کامل توجہ سے سارے مطالب پورے کر دیتا اور صرف توجہ ہی سے مشاہدہ کراتا ہے۔

مرشد نامرد صورت زن نما

از طالبان زر طلب باشد بے حیا

عین بہ عین مشاہدہ: کامل مرشد تو اسم اللہ ذات کے تصور کے حوالے سے ہر چیز کو عین بہ عین دکھاتا ہے وہ تمام علوم با آسانی منکشف کر دیتا ہے۔ لیکن جو ناقص مرشد ہے وہ ذکر و فکر، جلدے، مراتب اور وظائف کی چکی میں ڈال کر طالب کو خوار اور خراب کرتا رہتا ہے۔ مرشد کامل تو روز اول ہی طالب کو مشرف بہ دیدار کرا دیتا ہے۔

جز بیدارے دگر را ہے ندید

این مراتب را بچہ حضرت بایزد

اے لوگو! محض مرشد ناقص کے بل بوتے پر ذکر کے سارے مراتب سراسر زوال ہوتے ہیں، لیکن مرشد کامل کے حوالے سے جو مشاہدات ہیں وہ ابدی ہیں۔ ناقص مرشد کے باعث مراتب اور الہام سب اکارت اور نامعلوم ہوتے ہیں۔

طالب از مرشد طلب دیدار کن  
 دیدہ در دیدہ مرشد راز کن  
 ذکر و فکر و دور گرداند حیرا  
 ذاکراں را سے خبر وحدت لقا

فقیر کامل کی صفات: فقیر کامل کئی ایک صفات کا حامل ہوتا ہے۔ وہ گویا اپنے نفس کے لیے بخیل اور طالبوں کے لیے خلیل ہوتا ہے۔ مستقل طور پر وہ مشرف بہ دیدار الہی رہتا ہے۔ قرب حق سے اسے وحی القلب اور مدام حضوری الہی حاصل رہتی ہے۔

از کجا آوردہ باکہ بردہ  
 اہل دیدار ش نہ ہر گز مردہ  
 من با خدا بودیم باشم دوام  
 ایں بود توحید مطلق حق تمام  
 ہر کہ حق را پوشد آں کافر است  
 ہر کہ گوید دیدہ ام اہل از بہشت  
 گر کے گوید بدہ صورت نشن  
 لایزال بے مثل و لامکن  
 ہر کہ خواند ایں مطالعہ بالیقین  
 لائق دیدار شد دیدار بین  
 بانظر ناظر کند خاطر خدائے  
 چوں مگویم دیدہ ام ہر دم لقا  
 جز حضوری با لقا دل کس بلند  
 ذکر دم روح و قلب احق پسند

ہر طریقت را بدانم با طریق  
 طلب کن دیدار توفیق از غریق  
 احتیاج نیست گفتن عطلات  
 عارفان دیدار بین صاحب عین  
 منکہ رو آوردہ ام دیدار رو  
 دید از دیدار شد صاحب نظر  
 دیدہ با حق رود باطل گزار  
 روز و شب دیدار میں با اعتبار  
 آں دیدہ دیدار میں دیدہ کجا  
 دیدہ لائق دیدار باشد با خدا  
 پاوا ہر از خدا دیدہ بدہ  
 بے چشم دیدار میں دیدہ بدہ

اہل تجلیات: مردہ دل اور افسردہ قالب بحوالہ ناسوت جو کچھ دیکھتا ہے لاہوت و لامکن اور مشاہدات تجلیات انوار خیال کرتا لیکن اہل تقویٰ جو کچھ دیکھتا ہے وہ جنت ہوتا ہے۔ بتایا جاتا ہے کہ قیامت کے دن روحانی قبروں سے ظلمتیں گے تو ان میں سے کسی کا منہ بجانب قبلہ نہیں ہو گا۔ صرف اہل دیدار ہی کا رخ قبلہ کی جانب ہو گا۔ یہ فضیلت اس لیے ہو گی کہ ان اہل دیدار نے تو دنیا سے منہ موڑے رکھا تھا لیکن اہل دنیا ہر گز قبلہ رو نہیں ہوں گے۔

قبلہ را از قبلہ قبل از یاقم  
 قبلہ را با سجدہ قبلہ یاقم  
 دو خدا را کشتہ بایک یک شود

معرفت توحید از یک سے شود  
بند قفس بند آنچہ زین قائم مقام  
سروردی را نباشد زین مقام  
ہر کہ دنیا دوست دارو دور تر  
خواہ باشد غوث و قطب بانظر  
قادرى را قرب قدرت با خدا  
قادرى امید باشد از لقا

اس صورت حال میں اگر کوئی بندہ یہ کہے کہ اسے دین اور دنیا دونوں حاصل ہیں تو وہ جھوٹا ہے بلکہ سراسر رعونت زدہ ہے اور اس کا یہ دعویٰ شیطانی ہے۔

دوست دارو دنیا را ازاں سگ سرشت  
ترک دادہ دنیا از اہل بہشت

دنیا کی حیثیت: اے لوگو! یہ دنیا کہ جس کی طلب نے تمہیں پاؤں اور پاگل بنا رکھا ہے۔ یہ تو خود ہمارے پیچھے پھر رہی ہے، لیکن ہمیں اس کی پرکھ کے برابر بھی پرواہ نہیں ہے۔ قادری فقیر تو دنیا دوں پر کبھی نظر نہیں کرتا وہ صرف دیدار کا متنی ہوتا ہے۔ وہ لوگ دنیا کی طلب میں سرگرداں ہیں۔ وہ تو پاگل دیوانے اور مردار خور ہیں اور وہ خود بھی مردود ہیں۔ جو لوگ دنیا کو باعث عزت اور ذریعہ فخر سمجھتے ہیں وہ دھوکے میں ہیں۔

اے لوگو! یہ دنیا تمہیں معرفت الہی سے روکنے والی ساحہ ہے۔ اس لیے جو اس دنیا کے طالب ہیں وہ کیسے مومن مسلمان ہو سکتے ہیں۔ بلکہ وہ تو جانوروں سے بھی کم تر درجے پر ہیں۔

مر جوئم شرح دیدار از خدا  
استماع زندہ شود عالم جا

دیدہ دیدار تو علم دیدار پر انحصار کرتا ہے تلقین کا تعلق دیدار یقین پر ہے۔ علم و علم دیدار حکمت دیدار پر مدار کرتا ہے، اسی طرح علم ارشاد دیدار کا تعلق مرشد دیدار پر ہے۔

در صورتے مخلوق را دیدار نیست  
در علم دیدارش بخطرہ خوار نیست  
صورت مخلوق خاک از خاک خاک  
دز نور دیدارش شود دل پاک پاک  
آں گلے دیگر بود با گلاب  
خوردنی آں گل شوی تو بے آب  
آں گل بود حی کف نبی المرسلان  
خوردنی آں گل شوی عارف عیاں

عطائے لقاء: اے لوگو! عطائے لقاء بہت بڑی چیز اور احتیاط طلب مرحلہ ہے۔ یہ صرف حضور نبی اکرم ﷺ کے کرم کے باعث میسر آتی ہے۔ اس کے باعث کبھی تو فقیر منہ کے بل گرتا ہے اور کبھی وہ تارک الصلوٰۃ ہو کر غیبت بن جاتا ہے۔ عطائے لقاء سے فیض یاب ہونے والا اگر پھول کھلے تو وہ اس پر نص و حدیث کا علم منکشف ہو جاتا ہے۔ اور اس طرح وہ ملعون ابلیس پر غالب رہتا ہے۔ علم ظاہری میں دراصل بہت سادہ و سادہ اور خدشات ہوتے ہیں، لیکن جو علم باطن کے خدشات اور غلطیاں ہیں، ان میں زوال نہیں ہوتا اس میں رجعت بھی نہیں ہے اور کسی مرتبے سے تنزل یا سلب ہونے کا خطرہ نہیں ہوتا۔ اس باطنی علم میں قرب و وصل ہوتا ہے اور اس میں تو اللہ کی جانب سے توفیق ہوتی ہے یعنی ”وہا توفیقی الا باللہ۔“

فقیر دالی اللہ اور عالم باللہ وہ ہوتا ہے جسے تعارف میں تنج کیسا، دنیا، نفس سب آ

جاتے ہیں لیکن وہ بندہ خدا ان میں سے اپنے نفس کے لیے کچھ پسند نہیں کرتا، اس کی نظر صرف اور صرف دیدار الہی پر ہی ہوتی ہے۔ لیکن علوم ظاہری کا کوئی عالم ایسا نہیں ہوتا جو معرفت اور دیدار حق کی طلب کرنے والا ہو۔ وہ تو دنیوی خواہشات رزق روزی اور روزگاری کی طلب میں رہتا ہے۔

خود پسند آں عالم است مغرور تر  
عالم آں باشد بود برحق نظر  
بر مطالعہ علم بر از معرفت  
بے معرفت عالم بود شیطان صفت  
طلب کن وصلت وسیلہ پیشوا  
تازا حاصل شود وحدت خدا

اللہ کا منظور نظر: جو اپنے اللہ تعالیٰ کا منظور نظر ہوتا ہے اس کا دل تو گویا اللہ کی دو انگلیوں میں ہوتا ہے۔ ان میں ایک انگلی جلالی شان والی ہے۔ اس سے بندہ سو، سکر، قبض، بسط، ذکر و فکر، مراقبہ، کشف و کرامات وغیرہ سے آزاد اور بری ہو جاتا ہے۔ دوسری انگلی جلالی شان والی ہے، اس کے باعث بندہ کے لیے یقین، اعتبار، مشاہدہ اور دیدار ہوتا ہے۔ اسی حوالے سے تو فرمان نبوی ہے کہ ”الفقر فخری والفقر مہنی“ فقر تو میرا فخر ہے اور وہ بھی میں سے ہے۔ اس طرح کا بندہ روشن ضمیر ہوتا ہے۔ جزو کل سب اس کے قبضے اور تصرف میں ہوتے ہیں۔ اس کی نفس پر بھی حکومت ہوتی ہے۔ نص حدیث کے بیان پر وہ کامل طور پر قادر ہوتا ہے۔

شیطان کی انگلی: برعکس اس کے جو مردہ دل ہوتا ہے۔ اس کا دل تو شیطان کی دو انگلیوں کے درمیان رہتا ہے۔ ایک انگلی طمع کی اور حرص ہوا کی ہوتی ہے۔ سب سے بڑی بات یہ ہوتی ہے کہ اس سے بندہ حلال اور حرام کے امتیاز سے غاری ہو جاتا ہے اور وہ

گویا سراسر کفر کی گہری وادیوں میں گر جاتا ہے۔ شیطان کی دوسری انگلی غرور اور تکبر سے بھری ہوتی ہے۔ اور یہ غرور اور تکبر تو اللہ تعالیٰ کو ہرگز پسند نہیں ہیں۔

اس پارے میں فرمان نبوی ہے کہ ”و من کان فی قبلہ ذرہ عن الکبر لا یدخل الجنة“ جس شخص نے ذرہ بھر بھی تکبر یا غرور کیا وہ جنت میں داخل نہیں ہو گا۔

شیطان ہر صورت لعین ہوتا ہے۔ اس کی خباثت سے صرف مرشد کامل ہی نجات دلا سکتا ہے۔ اور بندے کو مجلس نبوی میں پہنچا دیتا ہے۔ اس کے بعد غرق فی اللہ و توحید ہے۔ ظاہر و باطن سب پر حصول تصرف ہے اور قرب الہی کے خزانوں کا اللہ تعالیٰ اسے مالک بنا دیتا ہے۔

چو از مرشد حاصل شود توحید رب  
معرفت توحید از مرشد طلب  
ہر کہ بے مرشد بود آں بے نصیب  
نفس عالم پیشوائے شد رقیب  
گر بخوای علم تفسیر و حدیث  
اندرونش نفس جلال دیو خبیث  
مرشدے باشد سلیمانے مثل  
دیو در ژندہ شود بعد از وصل  
در وجودے تو بود دارالامن  
عالمیں راہیں بود ایں یک سخن  
علم گوہر ترک حرص و با ہوا  
نفس را بگرد و شو عالم خدا

علم حق غیب است با ایمان بود  
بر غیب مگر غیب کند ایمان رود

ایمان بالغیب: ایمان بالغیب کے حوالے سے قرآن مجید میں ارشاد باری اس طرح ہے کہ "الم ذلك الكتاب لا ريب فيه هدى للمتقين الذين يؤمنون بالغيب" (الم - یہ وہ کتاب ہے جو لاریب ہے۔ اس میں کوئی شک شبہ نہیں ہے یہ ان متقین (کے لیے) کہ جو طلب گار ہیں) ہدایت کے جو غیب پر ایمان لانے والے ہیں سراسر رہنمائی ہی ہے۔

اے لوگو! صرف زیادہ پڑھنا یا محض علم حاصل کرنا ہی فرض نہیں ہے۔ گناہوں سے بچنا بھی ضروری ہے۔ پھر واجب، سنت اور مستحب بھی ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ سے ڈرنا بھی ضروری ہے۔ اس فرض کے ساتھ ساتھ اللہ کی معرفت حاصل کرنا بھی فرض ہے۔ لیکن جو لوگ عنایت، ہدایت اور غیب کے بارے میں شکوہ شکایت کرتے ہیں وہ گناہ کے مرتکب ہوتے ہیں۔

فرمان باری تعالیٰ ہے کہ "والسلام علی من تبع الهدی"

"ہدایت کی پیروی کرنے والوں پر سلامتی ہو۔" اس لیے اے لوگو جو معرفت ہے اس میں فقر رہتے ہیں۔ ان کے لیے جمعیت اور سدا کی ہدایت ہوتی ہے۔ لیکن شیطان کی پیروی کرنے والوں کے لیے صرف نفس اور دنیا ہی ہوتی ہے۔ ان میں سے آپ کون سی بات اپنے لیے پسند کرتے ہیں۔

علم بہراز سجدہ دے صوم و صلوة  
علم بہر حج و کلمہ با زکوٰۃ  
ہر کہ خواند علم از بہر درم  
بے نصیب از معرفت جو دو کرم

در طلب رشوت بود از سرریا  
ایں علم را کے خدا دارو دوا

قول و فعل: فرمان الہی اس طرح سے ہے کہ "یا ایہا الذین امنوا کما تقولون ما تفعلون" اے ایمان والے لوگو! جو تم خود نہیں کرتے اس کے بارے میں کہتے کیوں ہو۔ اس تاظر میں یوں ہے کہ کسی امر کا علم حاصل کر لینا آسان کام ہوتا ہے۔ لیکن مشکل مرحلہ تو اس پر عمل کرنے کا ہوتا ہے۔

علم بہ حرف است عالم بہ طلب  
با حیا و با رضا و با ادب  
علم بہچوں شجرہ پرہ معرفت  
ہر کہ علم از بر خورد طرف صفت

اے لوگو علم قتل کے تمام امور اور منصب اور درجہات صرف مطالعہ آواز ہیں اور معرفت مشاہدہ قرب حق اور حضوری دیدار ہوتی ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ سب سے بے نیاز ہے اگر کوئی اس کی طرف آنا چاہے تو اللہ کا دروازہ کھلا ہے اور اگر کوئی نہ آئے تو اللہ کو اس کی ہرگز کوئی پرواہ نہیں ہے۔ اللہ کا جو طالب صرف دیدار الہی کی طلب رکھتا ہے، اسے نہ تو جنت کی خواہش ہوتی ہے اور نہ اسے جہنم ہی کا کوئی خوف ہوتا ہے۔ وہ تو سدا دیدار حق ہی کی طلب میں رہتا ہے۔ اسی حوالے سے فرمان رسالت اس طرح سے ہے کہ "من طلب شی وجدا" جو جس شے کی طلب کرتا ہے وہ اسے پالیتا ہے۔

اولیا را کیست راہبر پیشوا  
با جذب وحدت کند طالب خدا  
رفت کوشش کشش چوں بیند  
رفت کوشش چوں رسد کشش از خدا

در حقیقت معرفت راحت بخ  
ہر یکے را ترک بدنامش کو  
در چار بگردد یکا مقام  
زاں ہر چار بگزر واصل خدا  
ہر مقامے تا تمامے راہزن  
واصلان را بس بود این یک سخن

استقامت کیا ہے:- مرشد جس طالب پر اخلاص کی نگاہ کرتا ہے اسے مطالعہ معرفت بخش دیتا ہے۔ اس طرح طالب کو موت، محنت، جنت، حور و قصور، مراقبہ، مکاشفہ، معراج، دیدار اور لقاء اور ابداء، ازل، دنیا، عاقبت اور انوار حق کا دیدار سب کا مشاہدہ ہو جاتا ہے۔ یوں وہ طالب خدا رسیدہ ہو جاتا ہے۔ اسے استقامت بھی کہتے ہیں۔  
علم موت کا مطالعہ اسم اللہ ذات کے با توفیق، علم تصور، علم تعریف تحقیق اور علم توجہ دل سے حاصل ہوتا ہے۔ اس حوالے سے جو شخص علم موت کا مطالعہ کر لیتا ہے۔ اس سے تو پھر کچھ پوشیدہ نہیں رہتا۔ جزوی یا کلی علوم اس پر ظاہر ہو جاتے ہیں۔

مرتبه مردود و منزل تا تمام  
ہر فقیر ہر یک مقامے شد حرام  
عین را با عین بیند عین میں  
نیت آں جا آمل و نے نہیں  
ہر کہ از خود بگردد د آں یافتہ  
پیشوائے اسم اللہ ساختہ

اسم اللہ ذات اسم باکمی ہے: اے لوگو صرف ایک ہی لفظ اسم اللہ ذات تمام معملات کامل ہے۔ یہ اسم باکمی ہے۔ اس حقیقت کی صرف کمال لوگوں کو خبر ہے۔ لیکن

ناقص لوگ اس نعمت سے محروم ہی رہتے ہیں۔ کمال لوگ تو قرب اور حضوری بخشنے والے ہوتے ہیں۔

ہر کہ سے بیند برآمد آں کے  
شد بہ دیدار مرا اللہ بے  
اے لوگو! ثواب بھی سراسر جلب ہی ہوتا ہے۔ اور اسی طرح بے جلب بھی سرتاپا ثواب ہوتا ہے۔

صحیح بگزر در و دیدار آر  
جز بہ دیدار سے مرا جنت چہ کار  
جنم اور جنت دونوں مقام اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہیں اور جو فقیر ہوتا ہے وہ بہ توفیق ایزدی دونوں جہانوں پر با اختیار ہوتا ہے۔ ایک بڑا گروہ جنم میں ہو گا اور ایک بڑا گروہ اہل جنت ہو گا۔ فقیر ان دونوں سے بے پرواہ ہوتا ہے۔

زبان تو علم تفسیر کا مطالعہ کرتی ہے۔ نظر علم تاثیر کا، قلب سے علم روشن ضمیر ہے۔ اور روح تو لقاء کا مطالعہ کرنے والی ہوتی ہے۔ اسی لیے روح سدا حاضر و ناظر رہتی ہے۔ فقیر کمال اپنی دعوت سے اہل قیور کی روحانیت سے با آسانی ملاقات کر لیتا ہے۔ اس صورت میں وہ جو چاہتا ہے کر سکتا ہے۔ اس کا غضب دنیا جہل کو جلا دے گا۔

علم اور عمل: واضح رہے کہ ہر نیک عمل باعث ثواب ہے اور ثواب نیکی ہوتا ہے۔ اس میں اللہ کی نوازشات ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی عنایت بے جلب اور بے حاسب شرف لقاء ہوتی ہے۔ اس لیے اے لوگو! ہر علم کے حاصل کرنے کا عدا اور مقصود یہ ہوتا ہے کہ اس پر عمل بھی کیا جائے۔ لیکن اسم اللہ ذات کا تصور اور اس کا علم نفس کے لیے قاتل تکوار عنایت ہوتا ہے۔

نماز و روزہ و بسیار طاعت

ازال بہتریدم ساعت

دے دیدار را دیدار برده

ولے مردہ و بے خطرات خورده

کلید علم از دیدار دارم

شریعت مصطفیٰ را جلی سپارم

دیدار کے تمام مرتبے اور علم دیدار کا حصول شریعت ہی سے ہوتا ہے۔ یہ جان لینا چاہیے کہ ہر علم کی روح رواں در حقیقت شریعت ہی ہوتی ہے۔ اے لوگو! وہ زندگی جو بے شرع ہے اسے شرمندگی کے علاوہ اور کوئی مقام اور درجہ نہیں دیا جاسکتا۔ اس بے شرع زندگی کا دوسرا نام بے حیائی ہے۔ شریعت کی اصل اور اساس قرآن اور حدیث پر ہوتی ہے۔ قرآن مجید سے باہر کوئی شے نہیں ہے۔ اس میں تمام امور موجود ہیں۔ کوئی چیز قرآن مجید سے باہر ہو ہی نہیں سکتی۔

اے لوگو! یاد رکھو کہ اللہ کے طالب کو اور رسول اللہ کے طالب کو اللہ 'رسول' قرآن مجید اور کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی قسم ہوتی ہے۔ اس قسم کا اطلاق اس طرح سے ہوتا ہے کہ مرشد کو اسم اللہ ذات کے حضرات کے حوالے سے آزمایا جائے اور پھر مرشد بھی طالب کو آزمائے۔ اس کے بعد اسم اللہ ذات کے حضرات قسم البدل فیض فضل اور تمام علوم حکمت اور خزانۃ الہی کی تلقین کرے۔ یہ ساری تلقین آزمائش کے بعد ہے۔ پھر مرشد پر بھی بحوالہ قسم ہی یہ عاید ہوتا ہے کہ وہ طالب حق کو قرب و حضور الہی اور تقویٰ کی روحانیت اور جمعیت بخش دے۔

مرشدی نامرد را نامے مگو

مرشدی رانامہ را شیطان مگو

طالب و مرشد: ارشد باری تعالیٰ شیطان کے بارے میں اس طرح سے ہے کہ "یا بنی آدم ان لا تعبدوا الشیطان انه لک عدو مبین" اے اولاد آدم! شیطان کی متابعت ہرگز نہ کرنا۔ وہ تو کھلم کھلا تمہارا دشمن ہے۔ اس شیطان کے بڑے کمرہ فریب اور روپ ہوتے ہیں۔ اس لیے جو مرشد سپیروں کی طرح ہیں، ان کے طالب اور مرید سانپوں کی مانند ہوتے ہیں۔ وہ دونوں ایک دوسرے کی قید میں رہتے ہیں۔ وہ تو بمانہ سازیوں ہی میں ساری عمر ضائع کر دیتے ہیں۔ لیکن جو مرید کسی کمال مرشد کی تحویل میں ہوتا ہے تو شہباز کے بچے کی مانند ہے کہ وہ اپنی پرواز میں چٹل کوئے کی ہم نشینی اختیار نہیں کر سکتا۔ اسی طرح سچا طالب جو شیر کے بچے کی طرح ہوتا ہے تو وہ معرفت اور وصال میں کبھی گیڈر کے بچوں کے ساتھ نہیں رہ سکتا۔ اسے خود ہی اپنی اس ہم نشینی پر شرم اور ندامت محسوس ہوتی ہے۔

ہر کہ طالب نام خواں سلطان بود

مرشد آں را مرتبہ سلطان دید

اگر طالب خود سلطان ہے اور اپنی ارادت میں صلوق اور سچا ہے اور اس کا مرشد پریشان یا پشیمان ہے تو بھی ایسے طالب اور مرشد کی ہم نشینی نہیں ہو سکتی۔ اس طرح کی اوٹ پٹانگ ہم نشینی بے کار ہوتی ہے۔ وہ کسی کو اس نہیں آسکتی۔

باہو منکہ طالب از بینم غنی

ہر دی حاضر مرا مجلس نبی

احتیاج کس ندارم خام تر

طالبان رای کنم عارف نظر

لیکن وہ لوگ جو خود ساختہ ہوتے ہیں وہ تو سراسر بے حیا اور بے وقوف ہیں۔ ان سے معرفت الہی کو سوں دور ہوتی ہے۔ ان کی مرشدی کسی کام کی نہیں۔ وہ طالب کے لیے بھی دہل بن جاتے ہیں۔ بلکہ اس طرح کے مرشد اور طالب بمثل دکاتار ہوتے ہیں۔

مرشدے مرد است طالب مرد تر  
منج بخشد طالب را سیم و زر  
یا مرد در معرفت وحدت لقا  
مرشدی طالب چنین باید ضرور  
خام مرشد زر طلب از طالب  
ایں چنین گمراہ مرشد در جہاں  
ہر کہ گیرد سے دہ بدے روا  
مرشدے باشد چنین را بہر خدا  
ہو سے شناسد طالب را با نظر  
ہجو زرگر سے شناسد سیم و زر

طالب کی قوت: اے لوگو! طالب کو ہر طرح کی قوت مرشد کی قوت سے حاصل ہوتی ہے۔ گویا طالب کا ہر تصرف بحوالہ مرشد اور مرشد کی عنایت ہی سے ہوتا ہے۔ جس طالب باطن کو ظاہری تحقیق ہوتی ہے۔ اس کے سارے حق حقوق مرشد اپنی گردن پر لے لیتا ہے۔ لیکن ان تمام امور کی خاطر طالب کو ہر صورت عالی ظرف اور وسیع حوصلہ ہونا چاہیے۔ اس میدان میں کم حوصلہ اور بے ہمت لوگوں کی ضرورت نہیں ہوتی۔

ہم طالب ہم مرشد ہم راز بین  
مرشد طالب راے شناسم در چنین

جن لوگوں کی راہ تصوف سے واقفیت نہیں ہوتی ان کے لیے یہ راہ واقعی بہت

دراز ہے۔ وہ تمام عمر راہوں ہی میں بھٹکتے رہتے ہیں لیکن ان راہوں کو مرشد کامل تو بالکل منحصر کر دیتا ہے اور جلد ہی طالب کو دیدار حق سے مشرف کرا دیتا ہے۔ اسی حوالے سے فرماں باری تعالیٰ اس طرح سے ہے کہ ”واعبدوا حتی باتینک الیقین“ اے بندے تو مرتے دم تک اپنے اللہ کی عبادت میں لگا رہو!

عبادت دیدار راہ باریدہ بر  
باتین و باتین اور در تر  
ایں عبادت رحمتہ اللطائف  
معرفت توحید ایں است باتین  
شد عبادت از فضل و کرم  
ہر کہ مگر از لقا مل صنم  
ہر عبادت از برائے دیدار حق  
از برائے دیدار شد پیدا غلق  
مرشد تلقین بخشد از لقا  
از علم حاضر رساند باندا  
ایں عبادت دائمی طاعت طلب  
طاعت باشد حضوری راز رب

اللہ کی عبادت اور پہچان: ارشاد باری تعالیٰ اس طرح سے ہے کہ ”وما خلقت الجن والانس الا ليعبدون ای ليعرفون“ (ہم نے جنوں اور انسانوں کو اس لیے پیدا کیا ہے کہ وہ ہماری عبادت کریں یعنی ہمیں پہچانیں)۔

دل مرا بیدار از دیدار شد  
دیدہ بہر از دیدنی نظر شد

اے لوگو! اپنے پروردگار کا عین العلم تصور کرنا ایک بہت بڑی نعمت اور توفیق ربانی ہے۔ جو شخص اس نعمت سے فیض یاب ہے وہ تو ایک لحظہ کے لیے بھی دیدار الہی سے باز نہیں رہ سکتا۔ اگرچہ یہ ظاہر وہ اس دنیا ہی میں رہتا ہے۔ لیکن اسرار سبحانی اور قدرت یزدانی سے اس کی آنکھیں منور رہتی ہیں۔ اس لیے جو طالب طلب دیدار میں مرنے کے لیے تیار رہتا ہے، ایسے طالب حق کو فوری طور پر دیدار حق سے مشرف کر دینا کوئی مشکل امر نہیں ہوتا۔

کس نیام طالبے تشنہ طلب  
معرفت دیدار چشم راز رب  
طالب با خود مطالب خود نما  
احتمال ہے ادب باشد بے حیا  
طالبی گر حل موسیٰ با خضر  
نیک بدرا با فکر در نظر  
در نظر موسیٰ ہر ثوابے شد گناہ  
کار حضرت خضر پودند خاص راہ  
بر خضر موسیٰ غالب امت رسول  
عارف دیدار از ال الوصول

اسی حوالے سے حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ”العلماء امتی افضل من انبیاء بنی اسرائیل“۔ میری امت کے علماء اسرائیل کے نبیوں سے افضل ہیں۔ لیکن وہ علماء کون ہیں؟ یہ وہ علماء ہیں جو فقیر عارف باللہ اور عالم باللہ ولی ہیں۔

عالم شدم از علم وحدت با خدا  
علم ہر از وحدت باطن صفا

علماء نبیوں کے وارث ہیں: حضور نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ ”العلماء وارث الانبیاء“ یعنی علماء انبیاء کے وارث ہوتے ہیں اور جو انبیاء ہوتے ہیں وہ ہر طرح کے کبر، حرص و ہوا سے میرا ہوتے ہیں۔

عالم خدا قاضی خدا با خود نمائند  
ہر کہ باخود ماند از حق نخواند  
نفس سوزی را بکس با تیج قل  
نفس الی قاتلے را کشد تیج از زوال  
ہر کہ خواہد گشت کشتن نفس را  
با تصور تیج بکشد و ز ہوا

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ”وَنفِی النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰی فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِیَ الْمَاوٰی“۔ جس نے اپنے نفس کو ہوا سے روکا بے شک اس کے لیے جنت ٹھکانہ ہے۔ اور یہ بھی حقیقت اپنی جگہ پر مسلم ہے کہ جب تک نفس علم دیدار سے شرف حضوری کا سبق نہیں پڑھتا اور خواہشات سے پاک نہیں ہو سکتا۔ اس کے لیے چاہے وہ ساری عمر ریاضت و محنت بھی کیوں نہ کرتا رہے۔ سب ریاضتیں اس کی اکارت جاتی ہیں اور ان سے اسے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ نفس امارہ کا تو کام ہی یہ ہوتا ہے۔ کہ وہ ہمہ وقت بندے کو بری خواہشات کی طرف ابھارتا رہتا ہے۔

ایں نفس را قید آوردن چہ غم  
کے شائد نفس را ال از صنم  
نفس را شناختن قرب از خدا  
نفس شرمندہ بماند و ز ہوا  
نیت نفس و نیت بروج و نیت قلب

غرق فی التوحید عارف با ادب  
 وز ہفت اندام بود ہفتاد نور  
 باز گردد یک شود باشد حضور  
 طالب دیدار ہے یابد خدا  
 طالب مردار با نفس و ہوا  
 طالب را چیت آخر حق طلب  
 جان خود را کن فدا بر راز رب  
 دم مزین کر عاشقی سر پیش نہ  
 سرز گردن شد جدا ایں راہ بہ  
 با ہر کہ شد گم نام آں نامور تر  
 نام را نام از دہ صاحب نظر  
 پھو کتر و مہتر ہمہ دارد طلب  
 طلب قلب از قلب کلب از با کلب

علم حضوری: اے لوگو! جان لو کہ شاطر لوگوں کے لیے علم بلاغت و فصاحت کی ضرورت ہوتی ہے۔ لیکن فقرا کو تو صرف علم حضوری کی طلب اور پیاس رہی ہے۔ اگر شاعر کا کوئی کلام کشیا خام اور ناقص ہو تو اس کے لیے تاسف اور اندامت ہوتی ہے۔ لیکن فقیر کا کلام تو سدا شد سے شٹھا اور سونے چاندی سے بھی زیادہ قیمتی ہوتا ہے اور وہ سدا بہاری رہتا ہے۔

تقویٰ ایک بہت بڑی نعمت اور بندے کے لیے فضیلت ہوتی ہے۔ جو اہل تصوف ہوتے ہیں۔ ان کے لیے یہ تقویٰ بے حد ضروری ہوتا ہے۔ صاحب تقویٰ کی دو نشانیں ضرور ہوتی ہیں۔ اول یہ کہ وہ لقمہ حلال کھاتا ہے۔ دوسرے یہ کہ وہ ذات و صفت کے

تمام تر تصرفات کو بالیقین تسلیم کرتا ہے۔ اور متقی وہ شخص ہوتا ہے جو کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کو اس کی کتبہ جان کر ورد کرے۔ اس ورد کے باعث اس کے لیے کوئی شے اور امر پوشیدہ نہیں رہتا۔

علم تقویٰ: متقیوں کے بارے میں فرماں الہی اس طرح سے ہے کہ ”وہا یذکرون الا ان یشاء اللہ ہو اہل التقویٰ و اہل المغفرہ“ (جو لوگ اپنے اللہ کو یاد کرتے ہیں، انشاء اللہ وہی متقی اور مغفرت پانے والے ہیں)۔

اے لوگو! علم تقویٰ بھی ایک کلید ہے، یہ چابی ہے شہر اقبال کو کھول سکتی ہیں۔ تقویٰ جلدہ یا مشقت نہیں ہے بلکہ یہ تو حضوری کے دوران میں مشہدہ اور وصل لازول ہے۔

جو شخص اسم اللہ ذات کا ورد تصور حضور میں شوق اور اشتیاق کی محبت سے کرتا ہے، وہی تصور میں غالب ہوتا ہے۔ اس کے لیے تجلیات نور ہیں۔ ایسے بندے کا نفس بہ سبب عظمت و کبریت اور اللہ تبارک و تعالیٰ کے جموت بالکل مرده ہو جاتا ہے۔ اس بندے پر اسم اللہ ذات اپنا اثر اور رنگ دکھاتا ہے۔ اس کے ساقی اعضاء نور سے منور ہو جاتے ہیں۔ اس کے وجود میں کوئی کدورت، کوئی غامت اور کوئی زنگار باقی نہیں رہتا۔ اللہ تعالیٰ اس کی ہر تہ کی ختم کر دیتا ہے۔ قلب اور روح متفق ہو جاتے ہیں۔ اس صورت میں روح بھی پورے ذوق شوق کے ساتھ اسم اللہ ذات پڑھنے اور سننے لگتی ہے۔ اسم اللہ ذات کے سننے کے بعد تو نفس بالکل زندہ نہیں رہتا۔ فقیر کمال تو معرفت اور دیدار حق سے شرف ہوتا رہتا ہے۔

نفس قلنی اللہ باقی: فرماں نبوی ہے کہ ”من عرف نفسه فقد عرف ربه“ من عرف نفسه بالفناء فقد عرف ربه بالبقاء۔ جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا اس نے اپنے رب کو پہچان لیا۔ جس نے اپنے نفس کو قلنی جانا اس نے اپنے رب کو باقی

جان لیا گویا یہی نفس کو پہچانا ٹھہرتا ہے۔ گویا جب بندہ اپنے نفس کو پہچان لیتا ہے۔ اس کے بعد وہ باقی عمر گناہوں وغیرہ سے اپنے آپ کو بچانے پر ہی لگا رہتا ہے۔

از ازل تا ابد بودم بے جلب  
در چشم من نیاید هیچ کس  
دیدہ را دیدار برده خواب نیست  
از میاں خود رفتہ را غدا نیست  
خواب مارا بر مذکور و جواب  
لل حاضر را نباشد هیچ خواب  
خواب مارا غلوت و باشد حضور  
چشم را پوشد برآز صد ضرور  
ہر کہ پوشد چشم را آن کور تر  
کے بہ سیند کور خل گاؤ خر  
بامیں بینم لقا ہم حق لقا  
چشم پوشیدن بود کموریا

عالم باللہ: جو بندہ بحوالہ تحصیل علم عالم باللہ ہوتا ہے۔ اس کے لیے توحید کی مجلس نبوی ہے۔ اسی طرح معرفت سے مشرف فقیر بھی دائمی طور پر مجلس نبوی میں ہوتا ہے۔ ان کے ساتھ ساتھ علم تقویٰ میں کامل متقی کو بھی ہمیشہ مجلس نبوی نصیب ہوتی ہے۔

ایں مراتب از علم توفیق تر  
اولیاء اللہ بخشد بانظر  
ہر کما مرشد نہ مردود دہاں  
بے خبر از معرفت وحدت عیاں

مرشد کامل تو اس قدر غالب اور قدرت والا ہوتا ہے کہ وہ اپنی ایک ہی توجہ سے دونوں جہاں کو شل آئینہ دکھا دیتا ہے۔

انسان کا انسان آئینہ ہے: حضور نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے کہ ”العقل نیام فی الانسان الانسان مرآۃ الانسان مرآۃ الرب“ انسان میں عقل و شعور ہوتا ہے۔ انسان تو انسان کا آئینہ ہے اور انسان اپنے رب کا بھی آئینہ ہی ہے۔

خوش بہ میں دیدار را گوید حدیث  
ہر کہ ہاں نیست او کذب خبیث  
ہر کہ عالم علم شد بر از لقاء  
نہ از برائے عارف شہد اولیاء  
ایں قدر قدرت بود قرب از خدا  
علم باطن غیبی وحدت لقا

مطالعہ موت: اس امر کو جان لینا چاہیے کہ علم وحدت، علم فردانیت، علم دیدار، علم قلب بیدار، علم بقاء، علم نفس فنا، علم زندہ قلب روح بجا، علم ادب، علم حیا، علم روشن ضمیر با صفا اور علم لقاء یہ تمام علوم مطالعہ موت سے منکشف ہوتے ہیں۔ اس بارے میں ہے کہ ”کل نفس ذائقۃ الموت“ ہر ذی روح کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔ مطالعہ موت کا قویٰ پہلا سبق ہے۔ اس کے لیے دنیا کی ہر متاع اور چیز کو ترک کر دینا پڑتا ہے۔ اس کے بعد ہی بندہ مطالعہ علم الموت کے لائق ہو جاتا ہے۔ اس موت کے مطالعہ کی انتہا یہ ہوتی ہے کہ وہ بندہ اپنے پروردگار کے دیدار کے لائق ہو جاتا ہے۔

موت تین طرح کی ہے۔ مبتدی کے دل میں موت کا مطالعہ باعث ابتدائے نور بن جاتا ہے۔ اسی طرح خسی کے دل میں مشاہدہ دیدار حضور اور قرب الہی کا جلوہ نور اجاگر ہوتا ہے۔

مرشد کامل کا یہ فرض اولین ہوتا ہے کہ وہ طالب حق کو مطالعہ موت کا سبق پڑھائے۔ کیونکہ اس مطالعہ موت سے محروم طالب حق کے لیے جہالت اور محرومی کے سوا کچھ نہیں ہوتا ہے۔ اس لیے طالب کے لیے ضروری ہے کہ وہ رات دن حصول علم ہی میں مشغول رہے۔ اور یہ بھی صریحاً درست ہے کہ تمام علوم کا حصول صرف ایک بات میں ہے کہ ”فمن يعمل مثقال ذرة خیرا یروہ و من يعمل مثقال ذرة شرا یرواہ“ (پس جو ذرہ برابر خیر یعنی نیکی کرتا ہے اس کے لیے اس نیکی کا نیک اجر ہے اور جو ذرہ برابر برائی یا بدی کرتا ہے اس کے لیے اس بدی کا اجر بھی برا ہے)۔

ہر ذرہ مثل زراعت خرنے است  
نیک و بد را نظر کن در جان تن است  
نیست در تو بچ بیرون آنچه هست  
آنچه شد مخلوق زان روزش است

اللہ کا طالب: جو اللہ تعالیٰ کا طالب ہوتا ہے۔ وہ تو ہمیشہ اسی علم کو حاصل کرنے کی جستجو اور کوشش میں رہتا ہے کہ جو وہ پڑھ رہا ہے۔ اس کے باعث وہ اپنے چاہنے والے سے ہرگز جدا نہ ہو۔ مشرف بہ دیدار الہی کرنے والا کون سا علم ہے؟ اصل میں تو یہ وہی علم ہے جو بندے کا قبر میں بھی محافظ اور نگہبان رہتا ہے۔ دیگر مقلات پر بھی اپنی رفاقت اور ساتھ بھاتا ہے بلکہ وہ علم بندے کے لیے ایک طرح سے باعث شفاعت بن جاتا ہے اور بندے کو ہر حوالے سے پاکی بخشتا ہے۔ محاسبہ قبر اور ہنگامہ قیامت سے بندے کو بری کر دیتا ہے۔ اور اے لوگو جان لو کہ وہ تمام علوم کی اساس اور علم عظیم اسم اللہ ذات کا تصور ہے۔ اسی میں بندے کے لیے نجات اور خلاصی ہے۔

آنچه خوانی از علم اللہ بخوان  
اسم اللہ یا تو نامہ جلوداں

اسم اللہ کی تفسیر: اے لوگو! اس حقیقت کو بخوبی جان لو کہ تمام سلوی صحائف یعنی قرآن مجید، توریت، زبور اور انجیل سب اسم اللہ ذات کی تفسیر ہیں۔ اسی طرح فقہ بھی تفسیر اسم اللہ ذات ہے۔ یہ بھی حقیقت ثابتہ ہے کہ جو بندہ اسم اللہ ذات کو اس کی کنہ کے ساتھ پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس پر دیگر تمام علوم منکشف کر دیتا ہے۔ اس اسم اللہ ذات کے بعد وہ بندہ دیگر علوم سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔ اس کے لیے مطالعہ اسم ذات کے استغراق کے باہر اور کچھ نہیں ہوتا۔

ذکر از لقاء فکر از لقاء

ایں چنین عالم بود علم از خدا

اللہ کی جانب رخ والے: اہل علم کے لیے لقاء الہی ہوتی ہے لیکن وہ لوگ جو علم اسم ذات الہی سے بے خبر رہتے ہیں۔ وہ تو سراسر بے حیا اور مردہ دل بلکہ جاہل مطلق ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ”بلا من اسلم وجہہ للہ و هو محسن فلہ اجرہ عند ربہ ولا خوف علیہم ولا یحزنون“۔ (جس شخص نے اپنے اللہ تعالیٰ کی جانب رخ کیا وہ نیکی کرتا ہے اور یقیناً نیکی کا بدلہ اللہ تعالیٰ کے ہاں نیکی ہی ہے۔ ایسے لوگوں کے لیے کوئی خوف اور خطرہ نہیں ہے اور وہ غمگین بھی نہیں ہوں گے۔

ایک اور مقام پر پھر ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ”و من اسلم وجہہ للہ و هو محسن فقد ستمسک بالعروة الوثقی“۔ (جو اللہ تعالیٰ کا ہو جاتا ہے اور اپنا رخ اپنے پروردگار کی جانب کر لیتا ہے۔ وہ نیکی کرتا ہے اور وہ اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑے رکھتا ہے) گویا جو بندہ اپنے اللہ تعالیٰ کی جانب اپنا رخ کر لیتا ہے۔ وہ نیکی ہی کرتا ہے اور اس کے لیے سدا کی سلامتی ہے۔

علم اللقاء: اے لوگو! علم محلات اور علم عہدات محض درجات ہیں، ان علوم کے باوجود وہ لوگ قرب الہی اور معرفت حق سے محروم ہوتے ہیں۔ انہیں تو ان وادیوں کی خبر

ہی نہیں ہے۔ یہ بھی درست ہے کہ علم فقہ پڑھنا عین کارِ ثواب ہے لیکن اس سے بندہ علمِ باطنی تو حاصل نہیں کر سکتا۔ اور یہی علمِ باطنی ہی اصل میں علمِ بقاء کا وسیلہ بنتا ہے۔ اور علمِ تصور، علمِ تصرف، علمِ فکر، علمِ تصوف، علمِ سلک سلوک، علمِ توجہ اور علمِ توحید سب عین العلم الحق ہیں۔ یہ سارے علوم حق کی طرف سے حق ہیں۔ ان کے بعد باطل سے بیزاری ہے۔ اس پس منظر میں جو بندہ علمِ حق سے ناواقف ہے اور اس علم کے بجائے علومِ باطل رشوت، ریا، خود پسندی، اور حرص و ہوا کو اختیار کئے ہوئے ہے وہ تو سراسر خسارے میں رہتا ہے۔

ہر عبادت ہر ثواب ہر از لقاء  
علم اللقا من سبق خواندم از خدا

علم و حکمت: واضح رہے کہ علم کے بیس حصے حکمت کے ایک حصے میں شامل ہیں۔ جو عالم حکیم یعنی عالم اور صاحب حکمت ہوتا ہے۔ وہ تو اپنی ذات میں عارفِ قدیم ہوتا ہے۔ اس بارے میں جناب رسالت مآب کا ارشاد ہے کہ ”لا تکلم کلام الحکمة عند الجاہل“۔ (حکمت کی باتیں جاہلوں کی سے ہرگز بیان نہ کریں) جاہلوں صورت تو یہ بھی ہو سکتی ہے کہ وہ بہت بولنے والے ہوں گے۔ گویا وہ زبان سے تو زندہ ہی لگتے ہیں لیکن ایسے لوگوں کا دل یکسر مردہ ہوتا ہے۔ ان کا دل صرف دنیا ہی کی طرف لگا ہوتا ہے۔ ایسے دنیا کے طالب لوگوں کے لیے معرفت کی گنجائش کہاں ہو سکتی ہے۔ بلکہ اس طرح کے لوگوں کے لیے ادبار و آلام اور افسردہ دلی کے سوا کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔

بندے کی تخلیق و حیات اور اس کی ممت و حیات کے بارے میں ارشادِ ربانی بڑے پر معنی انداز میں اس طرح سے ہے کہ ”منہا خلقتکم و فیہا نعیدکم و منہا نخرجکم تارۃً اخری“۔ (اللہ تعالیٰ نے اسی میں سے تمہیں پیدا کیا ہے اور پھر اسی میں تمہیں واپس لے جائے گا اور پھر تمہیں اسی میں سے نکالے گا۔

ارشادِ ربانی اس طرح سے ہے کہ ”وما رمیت اذ ارمیت والکن اللہ رمی“۔ (اے محمدؐ) تو نے دشمنوں کی طرف مٹی کی ٹکڑیاں نہیں پھینکی تھیں بلکہ وہ تو تیرے اللہ نے پھینکی تھیں) اس آیت سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ بندے پر مع اللہ ہونے کے بعد ایک وقت ایسا بھی آ جاتا ہے کہ جب بندے کا ہر عمل اس کے اللہ سے ہو جاتا ہے۔ بندہ محض ایک ذریعہ بن کر رہ جاتا ہے۔

دعوتِ برائے فقیر لا محتاج: دعوتِ پڑھنا ایک طرح سے دعا کرتا ہے یہ پڑھنا ہر ایک کے بس کا روگ نہیں ہے۔ اس کے لائق تو صرف وہی ہو سکتا ہے جو جو فنی ایزدی ارواح اولیاء جن و بشر اور ملائکہ اور موکل فرشتوں پر غالب ہو اور اسے تصرفات کلی حاصل ہو چکے ہوں۔ اسے کسی قسم کی رجعت کا بھی اندیشہ نہ ہو ظاہری خزائن پر بھی اس کا تصرف کمال ہو، دل کا وہ بندہ ایک عظمتِ بھرا فنی ہو۔ مجلس نبوی میں حضوری سے فیض یاب رہتا ہو۔ اس طرح کا مقام فقیر لا محتاج ہی کا ہو سکتا ہے۔ وہی کمال عامل ہوتا ہے۔ اس طرح کا عامل دنیا کے کسی مقصد کی خاطر دعوت نہیں پڑھتا۔ لیکن جو دعوت پڑھنے والا کسی دنیوی مقصد یا مطلب یا امر کے لیے پڑھتا ہے تو اس کی تو وہ دعوت ہی نہیں ہے۔ اس کی قبولیت بھی مشکوک ہی رہتی ہے۔ ایسا اہل دعوت محض محتاج ہے اسے کچھ حاصل حصول نہیں ہو سکتا۔ اس کے لیے جنونیت اور استدراج کے مراتب ہوتے ہیں۔ وہ خسارے میں رہنے والا ہوتا ہے۔

ہر زبان اللہ در دل گھر  
ایں چیں تسبیح کے دارد اثر  
دعوتے خواند لطف و حق کرم

دعوتے از قرب خواند بخت غم  
دعوتے خواند ز سر از خدائے  
بربداد دعوت حضوری مصطفیٰ  
دعوت منصب مراتب با حضور  
شد وسیلہ مصطفیٰ بلاذات نور  
دعوتے منصب مراتب از خدا  
ہر کہ خواند بر دنیا بے حیا  
ابتدائے دعوت گنج سبقت  
در تصرف قید آمد ہر طبق  
ہر موکل در حکم مثل ظلام  
مکت واضح زیر زبرش ہر مقام  
ہر کہ خواہد معرفت قرب ازالہ  
وقت خواندن با تصور کن نگاہ  
ہر کہ خواہد دولت دنیا ضمیم  
ہم صحبت شیطان بود ملعون تقسیم  
ہر کہ کن یافت کند از کن کشا  
جلہ او الہام یابد از خدا  
قل من بر طل من احوال من  
کہ حال نیست دعوت لاف زن  
ہر کہ پوشید حق بود کافر تمام  
مکنت حق حامداں دشمن رام

کامل اکسیر عکسیر نما  
احتیاجے کس ندارم جز خدا  
باہو کس نیابد طالب لائق طلب  
حاضر کنم با مصطفیٰ توحید رب

دعوت برائے کمالاں: جو کامل لوگ دعوت پڑھتے ہیں انہیں تو بہر صورت گنج ہائے  
گراں ملیے میسر آتے ہیں۔ لیکن ناقص لوگوں کے حصے میں صرف رنج و غم ہی آتا ہے۔ اس  
لئے دعوت پڑھنا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ اس کے تو وہی لوگ اہل ہوتے ہیں جو مرد اور  
عارف کامل ہوتے ہیں۔ اور سچے عامل باخبر اور محتاط اور ہوشیار رہتے ہیں، ان کے لئے  
قرب الہی ہوتا ہے۔ لیکن جو لوگ احمق اور لاف زن ہوتے ہیں ان کی مثال تو صرف تیلی  
کے تیل کی طرح ہے جو کولہو کے گرد گھومتا رہتا ہے۔ دعوت میں اللہ تعالیٰ کے خزانوں کا  
حصول ہے۔ ان میں راز ہی راز ہیں۔ اور یہ دعوت تو اللہ تعالیٰ کی عنایت ہوتی ہے۔ کامل  
عامل لوگوں کو اس دعوت کے لئے کسی مشقت میں پڑنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ لیکن  
ناقص اور خام لوگ تو نفس امارہ کی قید میں ہوتے ہیں۔ لہذا دعوت پڑھنے کے لائق وہی  
ہوتے ہیں جن کا جسم، دل اور روح اسم اللہ ذات کے تصور خاص سے منور ہو۔ جسے مجلس  
نبوی کی مدام حضوری حاصل ہو، دعوت کے کامل عامل کے ہاں پانچ مراتب ہوتے ہیں۔  
یعنی حاضرات، ناظرات، تصور اسم اللہ ذات، واقف دلیل اور قرب رب جلیل، مرشد  
کامل یہ سب خزانے صابق طالب کو فوری طور پر عطا کر دیتا ہے۔

اگر اولیاء اللہ اور اہل دعوت کو قرب الہی اور ہدایت حق کی توفیق حاصل نہ ہو  
تو وہ لوگ اپنی حالت میں بلاشبہ گمراہ اور ہلاک ہو جاتے، اہل دعوت تو ظاہر اور باطن با

جمعیت ہوتے ہیں ان کے لیے سدا کا مشاہدہ ربوبیت اور جمل کا وصل مدام ہوتا ہے۔ اور یہ وہ مراتب ہیں جو کمال و قتل سے باہر ہیں۔

عارفان را روز و شب بر حق نظر  
بانظر ہرگز نہ بینم بے نظر

حب دنیا: دل سے دنیا کی محبت کو نکال باہر کرنا ایک بہت بڑا اور کٹھن مرحلہ ہے۔ دل کے اندر حب دنیا رکھ کر کوئی شخص فقیر، درویش، عالم، فاضل، ذاکر، اہل مراقبہ، اہل فکر اور اہل تقویٰ نہیں ہو سکتا۔ دنیا کی طلب میں سرگرداں رہنے والے جانوروں سے بھی برے ہوتے ہیں۔

حضور نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے کہ ”الساکة عن الکلمة الحق فهو الشیطن“۔ جو شخص سچی بات پر خاموش رہتا ہے وہ تو شیطان ہے۔ اے لوگو! میں یہ سب باتیں لوگوں کی حالت کو دیکھ کر بالکل سچ کہتا ہوں۔ اس لیے اے لوگو! غفلت کو چھوڑ دو، سدا موت کو یاد رکھو۔ اے بندے یہ موت تو تیرے وجود کے اندر موجود ہے اور تیرا وجود موت کے غار کے اندر ہے۔ اسی لیے تو فرمان حق ہے کہ ”کل نفس ذائقة الموت“ ہر ذی روح کو موت کا ذائقہ ضرور چکھنا ہے۔

نفس را گردن بزنا بر از خدا  
تاشوی دائم بحاضر مصطفیٰ  
ایں مراتب عارفان و اولیاء  
ہر کہ ایں راہے نداند سر ہوا

شرح و دعوت: دعوت پڑھنا صرف اس کمال اور عامل کے لائق ہے کہ جو دوام میں علم دعوت کو تمام کرنے والا ہو، دعوت با ترتیب جاننے والا اسم اللہ ذات کے تصرف و تصور کے مراحل سے گزرتا ہے۔ اور اس کی آل اولاد قیامت تک غموں سے آزاد اور لایتنجان ہو جاتی ہے لیکن دنیا میں اس طرح کے عامل کمال، مکمل اور اکمل خال خال ہوتے ہیں۔

دم ازل دم ابد دنیا تمام  
ہر کہ ایں یک دم نداند آں مرو خام  
اہل دعوت کمال مرشد آغازی میں صادق طالب کو فیض و فضل کے چار منصب عطا کر دیتا ہے۔ پہلا اسم اللہ ذات کا تصور، دوسرا اسم اعظم کا تصرف، تیسرا کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی توجہ اور چوتھا قرآنی آیات کی تفہیم و تشریح۔ اس لیے جو طالب ان چاروں کے حوالے سے دعوت پڑھتا ہے تمام ظاہری اور باطنی، غیبی اور لاریبی خزانے حق اس پر منکشف ہو جاتے ہیں۔ جو مرشد چار دن کے اندر اندر طالب حق کو یہ مراتب نہیں عطا کرتا وہ بخیل ہے اور ایسا طالب بھی بد نصیب ہوتا ہے۔

اہل بدعت، بد مذہب، غلیظ، بد اندیش اور دنیائے دلوں کا طالب ہرگز دعوت پڑھنے کے لائق نہیں ہوتا لیکن درویشوں، غنی، فقیہہ، عارف، صاحب قرب الہی اس دعوت کو پڑھے تو وہ تو باتوفیق ایزدی تم پاؤں اللہ کے سایوں میں روحانی کو قبر میں سے نکال کر سامنے لا سکتا ہے۔ لیکن ان مراتب سے صاف نا محرم ہی محروم رہتے ہیں۔

حق پسندان را نباشد بچ باک  
بعد مردن زندہ گردد زیر خاک  
عارفان با نظر بیند در قبر  
ایں مراتب عیسیٰ د ثانی نظر

ہم خن باہم جلیس و اولیاء  
 با تصور قتل کن تو نفس را  
 تماشوی داصل خدا لائق خدا

مقام لی مع اللہ: دعوت پڑھنے کے دوران میں اہل دعوت کے لیے ایک صورت تحقیق بھی پیدا ہو جاتی ہے۔ اس سے وہ بندہ اللہ کے حضور میں منظور نظر ہو جاتا ہے۔ اس کے لیے قرب الہی اور تقویت انبیاء و اولیاء روحانی بھی میسر آ جاتی ہے۔ اس لیے جو قرب جمعیت سے فیض یاب ہوتا ہے۔ وہ شوق کی انتہا میں رہتا ہے۔ اس کے لیے دونوں جہانوں میں کامیابی اور کامرانی خطر رہتی ہے۔ لیکن یہ سب کچھ اپنے نفس پر حکمرانی کے بعد ہے۔ فقیر روشن ضمیر تو سدا کا اپنے نفس پر غالب اور جابر حکمران ہوتا ہے۔

فرشتہ گرچہ دارد قرب درگاہ  
 نگنجد در مقام لی مع اللہ

انسان کے مراتب: فرشتوں بے چاروں کو تو صرف آسمان، زمین اور ہوا کے طبقات کی خبر اور ان کے تمام مناصب و مراتب کی توفیق ہوتی ہے۔ لیکن اس کے برعکس انسان کے لیے معرفت توحید و قرب اور حضوری حق کے مناصب و مراتب حاصل رہتے ہیں۔

دعوتے در دم کشد عالم تمام  
 با تو گویم یاد گیر اے نیک نام  
 ایں دے یک دم بود قرب از الہ  
 یک دے دو راہ دارد دو گواہ  
 دم ازل دم ابد دم دنیا ہوا  
 بایک دے یک تماشود مرد خدا

دم کہ از دم یافتہ دم معرفت  
 مردہ را زندہ کند عیسی صفت  
 دعوتے بادم بخواند بر قبور  
 اہل دعوت با روحانی شد حضور

دعوت وجود: دعوت وجود تو بندہ کے وجود کے عناصر اربعہ سے ہوتی ہے۔ یہ مٹی ہوا، آگ اور پانی کے اعتبار سے چار طرح سے پڑھی جاتی ہے۔ اس کے باعث یہ چاروں تو محض نظری تصور ہی سے کشتہ ہو جاتے ہیں۔ اس طرح کی دعوت میں یہ بھی ہوتا ہے کہ: "اقتل المودیات قبل الایذاء" موزی کو ایذا پہنچانے سے پہلے ہی قتل کر دینا چاہیے۔ اس طرح فتنہ فساد اور خطرات و خدشات جاتے رہتے ہیں۔ یہ دعوت یک دم ہی اہل یک دم پڑھ سکتے ہیں۔ اس سلسلے میں خاقلی فرماتے ہیں کہ:

پس از سی سال ایں معنی محقق شد بخاقلی  
 نیک دم با خدا بودن بہ از تحت سلیمانی

رتبہ یک دم تو شیخ کا رتبہ ہوتا ہے اور دوام حضور کا مرتبہ فنا فی الرسول کا ہے۔ اس کے بعد تیسرا رتبہ فی النور کا ہے۔ اس میں فنا فی اللہ ہونا ہوتا ہے۔ اس میں بندے کو کوئی خبر نہیں رہتی، وہ تو اس حالت میں عین بہ عین ہوتا ہے، اسے فنا فی التوحید کا درجہ مل جاتا ہے۔

بہ بحر غرق فی اللہ شرکہ خود را نمیدانی  
 ولے نا محرم است آنجا کہ باشد راز ربانی  
 نہ آں جادوم نہ دل نہ جسد و جان است  
 کہ عین از عین باشد لا مکان است  
 کسے از خود فنا شد آں چہ بیند

حق کہ باحق حق شہید  
سہ حق را حق جوگی حق کدام است  
تمام حق ز حق باحق تمام است

غیر سے نجات: ہر طرح کے حالات کو اپنے سے دور کر دو تاکہ وحدہ لا شریک سے دوری نہ رہے۔ اس لیے جو شخص یہ کام نہیں کر سکتا وہ جانوروں سے بھی ارزل ہے۔ چنانچہ فرمان باری تعالیٰ اس طرح سے ہے کہ ”اولئک کالانعام بل هم اضل“ یہ لوگ تو جانور بلکہ ان سے بھی بدتر ہیں۔

اسی طرح ایک اور ارشاد ربانی ہے کہ ”کیا تو نے اس شخص کو نہیں دیکھا کہ جس نے اپنی خواہشات ہی کو اپنا معبود بنا رکھا ہے۔ اس پس منظر میں جو شخص لاف زنی کرتے ہوئے خود ہی فانی الشیخ کا دعویٰ کرتا ہے وہ مردود ہے، بلکہ دو مرتبہ مردود ہے۔ اس طرح کا فانی اللہ کا دعویٰ کرنے والا بھی نفس و ہوا کی شدید قید میں ہوتا ہے۔ لیکن اصل میں جو فانی الشیخ کے رہتے پر ہوتا ہے، اس نے تو نفسانی شر سے کلی طور پر نجات حاصل کر رکھی ہوتی ہے۔ دنیا کے تمام خطرات اس سے دور رہتے ہیں۔ باطل امور اور دیگر چیزیں وہ ترک کر چکا ہوتا ہے۔ اور حق اور حلال کے ساتھ ہی اس نے لو لگا رکھی ہوتی ہے۔ ایسا بندہ اپنے پاس صرف حق ہی کو رکھتا ہے۔

فانی الرسول: اسی طرح جو لوگ فانی الرسول ہیں اور کامل درجے پر ہیں وہ تو ایک دم بھی مجلس محمدی سے دور نہیں ہوتے۔ پھر جو فانی اللہ ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اسے کسی چیز کی کمی نہیں رہنے دیتا۔ اس کے تمام امور کی اللہ تعالیٰ خود ہی ذمہ داری لے لیتا ہے۔ اس طرح کے بندے کا نفس فانی ہو چکا ہوتا ہے۔ اور قلب زندگی حاصل کر کے دوام روحانی زندگی حاصل کر لیتا ہے۔ وہ سدا نور حق کے مشاہدات میں مستغرق رہتا ہے۔ جو شخص ان تینوں مراتب سے نااہل ہے۔ وہ محض دنیا دار، خود نما ہے اور اس کی ہر بات اور

دعویٰ صرف حماقت کے سوا کچھ نہیں ہے۔

بعض مرشدوں کے بارے میں یہ بھی بتایا جاتا ہے کہ وہ خود تو بعد اور دوری کا شکار ہوتے ہیں لیکن طالب حق کو فوری طور پر مجلس محمدی میں پہنچا دیتے ہیں لیکن حضوری حق میں لے جانے سے تو وہ بھی قاصر ہی رہتے ہیں۔ بعض خود طالب حضور ہوتے ہیں اور وہ دنیا کی نظروں سے دور رہنے والے ہیں۔ اس لیے جو شخص ان باطنی مراتب سے ناواقف ہے وہ بھی بذات خود درجہ حماقت پر ہوتا ہے۔ اس لیے اے لوگو! دعوت پڑھنا کامل عامل کا کام ہوتا ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ سے سوال جواب اور مکالمہ ہوتا ہے۔ اسی واسطے جو لوگ ناواقف اور خام ہیں وہ اس میدان دعوت میں نہیں آسکتے۔ ناکام اور ناقص لوگ دعوت کو مجروح کرتے ہیں اور خود بھی خوار اور خراب ہوتے ہیں۔

شرح دعوت عظیم: دعوت پڑھنے کے لیے اول قرآن مجید۔ دوم قبر۔ تیج برہنہ۔ انبیا اور اولیا، درویش، غوث قطب و رشید سوم قربت الہی اور چہارم مجلس نبوی میں حضوری کی قوت، ان چاروں کو جمع کرنا ضروری ہے۔ اس قسم کی دعوت ہر طرح کے غضب اور قہر سے شدید اور سخت ہوتی ہے۔ ایسی دعوت پڑھنے کی صرف اسے ہی اجازت ہوتی ہے جس کے پڑھنے سے چودہ طبق، ”مدینہ منورہ“ مکہ مکرمہ، عرش اکبر اور فرش تا عرش سب جنبش کرتے ہوئے دکھائی دینے لگیں۔ اسی طرح تمام نبی، ولی، غوث، قطب ابدال، اوتاد، فقیر، درویش اور اٹھارہ ہزار عوالم کی مخلوق تبت بھی لرزے لگیں۔ فرشتے بھی اس سے عبرت پکڑیں۔ اور اس وقت کل مخلوق بارگاہ ایزدی میں دعا گو ہو کر التجا کرنے لگے کہ اس اہل دعوت کا مدعا اور مطلب جلد مل ہو جائے۔ وہ اپنی مراد کو جلد ہی پالے۔

بتایا جاتا ہے اس سطح پر اہل دعوت کا تمام لوگوں کی ارواح پر بھی غلبہ اور قابو ہوتا ہے۔ بلکہ سب ارواح اس کے اختیار میں قید ہوتی ہیں۔ یہ بہت ہی سخت دعوت ہوتی ہے۔ اگر یہ دعوت پہاڑ پر بھی پڑھی جائے تو وہ پکھیل کر موم ہو جائے۔ اس سے تو لوہے کا

قلعہ بھی پر کھ کی طرح اڑ جائے۔ اس سے بڑے سے بڑا حکیم بھی سمجھا رہا ہے۔ اس کے باعث نامکملی دیا پھیل کر کسی کو بھی زندہ نہ چھوڑے۔ یہ دعوت باعظمت ہوتی ہے۔ اس کے زور اور اثر سے مشرق سے مغرب تک سب کچھ قبضے میں آ جاتا ہے۔

ایسی دعوت باعظمت پڑھنے والا کسی بھی طرح سے اپنی شکم پروری کر سکتا ہے کیونکہ اسم اللہ ذات کا تصور اس اہل دعوت پر پختہ اور پاک ہوتا ہے۔ وہ بندہ خود بھی اسم اللہ ذات کے تصور میں اس قدر غرق ہو جاتا ہے۔ کہ اسے کسی موکل روحانی اور جنوں کا خوف و خدشہ ہرگز نہیں رہتا۔

اہل القبور کی استعانت: حضور نبی اکرم ﷺ نے خود فرمایا کہ ”اذا تحیروتم فی الامور فاستعینوا من اهل القبور“

(اگر تمہیں (دنیاوی معاملات میں) کسی کام میں حیرت ہو تو اس وقت تم اہل القبور سے استعانت حاصل کرو) گویا یہ استعانت بذریعہ دعوت بھی حاصل کی جاسکتی ہے۔

عارف ”کامل اور اہل دعوت: عارف“ کامل مرشد اور اہل دعوت وہ لوگ ہوتے ہیں جو تین امور پر زیادہ توجہ دیتے ہیں۔ یعنی طالب کو مرید بنا کر مطلب تک پہنچا دیں۔ مجلس نبویؐ کی دائمی حضوری میں لے جائیں۔ جمعیت سے فیض یاب کریں۔ ان اوصاف اور برکات کے باعث بادشاہ مشرق سے مغرب تک کے تمام ممالک پر غالب ہو جاتا ہے۔ رعایا اس کے تابع ہو جاتی ہے۔ باطن معرفت سے بے خبر شیخ مقام ثانی اللہ اور فنا فی التوحید کے مقام پر چلا جاتا ہے۔ اس سے تمام تقلیدی رسوم و رواج دور ہو جاتے ہیں۔ اس دعوت سے اہل دعوت خدا پرست بھی بنا رہتا ہے۔

اے لوگو! صدائے ہاتھ ہے کہ اگر کوئی آنا چاہے تو بخوشی اللہ کی طرف آ جائے۔ اللہ کا دروازہ سدا کھلا ہے لیکن اگر کوئی اللہ کی طرف رجوع نہیں کرتا تو اس سے اللہ بے نیاز اور بے پرواہ ہے۔ لیکن اے لوگو! خدا پرست انسانوں کی کمی ہے۔

دعوت پڑھنے کے چار طریقے: دعوت پڑھنے کے چار طریقے معروف ہیں۔ اول اسم اللہ ذات کے تصور سے دعوت پڑھ کر قرب حق اور معرفت توحید الہی حاصل کرنا۔ دوم اسم اللہ ذات کے تعارف کے حضرات سے ملنا اور مجلس رسالت مآب میں داخل ہونا۔ سوم دعوت کے ذریعے موکل فرشتوں کو قید و اختیار میں لے آنا۔ چارم تمام جہان کے ممالک کو اپنی دسترس اور تعارف میں کر لیتا۔ جو بندہ ان چاروں دعوتوں کو پڑھ سکتا ہے اس کے لیے تو اس کا اللہ تعالیٰ ہر حوالے سے کافی و شافی ہوتا ہے۔ دنیا میں ہر فقیر اور ہر ولی اپنی حیثیت میں کامل اہل دعوت بھی ہوتا ہے۔ جو ان لوگوں پر شبہ کرنے والے ہیں وہ گمراہ اور بے خبر ہوتے ہیں۔ اور ہاں مرشد مخلوق پسند نہیں ہوتا بلکہ اس کی اول و آخر پسند اس کا خالق و مالک اللہ ہی ہوتا ہے۔

ہر کہ باشد پسند خلق پاک  
در نباشد پسند خلق چہ پاک

فرمان باری تعالیٰ بڑے واضح انداز میں اس طرح سے ہے کہ ”یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ وبتقوا الیہ الوسیلۃ“ (اے صاحب ایمان لوگو! اپنے اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔ اور اس کی جانب وسیلہ ڈھونڈو۔)

سب سے پہلا فرض: اسی طرح حضور نبی اکرم کا ارشاد بھی ہے کہ ”تمام فرضوں میں سے اللہ تعالیٰ کا ذکر ہی سب سے پہلا فرض ہے۔“

اے لوگو! لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ غور سے سنو!! جس طرح خوابوں کی کوئی نہ کوئی تعبیر ضرور ہوا کرتی ہے اس طرح ہر علم کی تفسیر اور کیمیا کی اکسیر ہوا کرتی ہے۔ لہذا علم دعوت تکبیر سے تمام دنیا و جہاں قبضے میں آ جاتے ہیں۔ پھر ہر ذکر با تاثیر بھی ہوتا ہے۔ مرشد عارف اور قرب الہی والوں کے لیے روشن ضمیری ہوتی ہے۔ اسم اللہ ذات سے مجلس نبویؐ کی حضوری اور قرب حق کے ساتھ معرفت الہی ہے۔ لیکن ان تمام مہاسب و

مراتب سے بڑھ کر فرحت بخش اور پسندیدہ درجہ قافی اللہ ہی ہوتا ہے۔ اسی سے فقیر کی حکمرانی قائم ہوتی ہے۔ اس کے لیے یہ وصل کا نعم البدل بن جاتا ہے۔

شرح نعم البدل: یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ کمال مرشد ہر مشکل پر باتوفیق ایزدی  
 قہر پالیتا ہے۔ اس کے سامنے کوئی امر لایحل نہیں رہتا۔

جو مرشد ایک لمحہ میں تمام ظاہری اور باطنی حجاب ختم نہ کر دے وہ تو مرشد ہی نہیں! فقیر تو دونوں جہانوں کا مالک اور امیر ہوتا ہے۔ اس کے سارے مراتب لازوال ہوتے ہیں۔ وہ قرب الہی میں اور معراج معرفت میں ہوتا ہے۔ لیکن وہ لوگ جو نفس ہی کی قید کے اسیر ہیں وہ ان مقامات اور مراتب کو کیا جان سکتے ہیں:

فتح	دعوت	در	تصور	باخدا
ایں	چہیں	دعوت	عمل	اولیاء
باقصور	سر	بسر	جاں	نور شد
بشروع	دعوت	جسد	مغفور	شد

اسم اللہ ذات کا تصور: اسم اللہ ذات کے تصور سے دعوت پڑھنے سے اہل دعوت کی زبان، نظر، ہاتھ پاؤں، نفس، مطمتہ، قلب، روح، قالب اور ہفت اندام سب نورانی ہو جاتے ہیں۔ یہ دعوت صرف وہی اللہ والا پڑھ سکتا ہے۔ جو روحانیت قبور کا عامل ہوتا ہے۔

دم رواں دل زندہ روح دعوت بخطان  
لاائق خواندن بود عارف عیان

مرد مرشد    منج    بخشد    بے    نیاز  
مرشد    نامراد    را    باز    آرد    آواز

ہمہ اوست: اسم اللہ ذات کے تصور سے کی گئی دعوت میں جسم میں سے ہر غیر اللہ کی محبت ختم ہو جاتی ہے اور اس کے بجائے دل میں پاک محبت پیدا ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد اس شخص کا ہر عمل مجلس نبوی میں سے ہوتا ہے۔ وہ اپنی بیداری یا مستی میں غرق فی اللہ رہتا ہے۔ اس کا باطن معمور رہنے لگتا ہے۔ اس کے سامنے موکل ارواح اور ملائکہ قطاروں کی صورت میں منتظر کھڑے رہتے ہیں۔ اس کے اپنے احوال و مراتب کی کسی دوسرے کو کوئی خبر نہیں ہوتی۔ بلکہ وہ تو خود ہی ہزار ہا تجلیات کے جلو میں رہتا ہے۔ اس بندے کے تمام اعضاء رگ و ریشے اور ہڈیوں تک نور ہی نور ہو جاتا ہے۔ یہ سارے مراتب ”ہمہ اوست“ کے ہوتے ہیں۔ اسم اللہ ذات کے تصور سے غیبی، قلبی، روحی اور سری تمام تجلیات وجود پر اثر انداز ہوتی رہتی ہیں۔ اس وقت بندے کا وجود ہر طرح کی آلودگی اور نقائص سے یکسر پاک ہو جاتا ہے۔ برے اوصاف سب ختم ہو جاتے ہیں۔ یہ عارف، واصل، اہل شریعت ہوتے ہیں۔ بہ باطن وہ دریائے معرفت سے سدا سیراب ہونے والے ہوتے ہیں۔

بجانب نور: اسم اللہ ذات کے تصور کے باعث بندے کی اندرونی و بیرونی ظلمات دور ہو جاتی ہیں۔ اس طرح سے تو فرمان نبوی یہ ہے کہ:

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ بھی ہے کہ ”اللہ ولی الذین امنوا یخرجہم من الظلمات الی النور“ (اللہ تعالیٰ اہل ایمان کا والی ہے اور وہ انہیں تاریکی میں سے نکال کر نور کی جانب رہنمائی کرتا ہے)۔ یہ مراتب تو معرفت اور حضور حق سے حاصل ہوتے ہیں۔ بتایا جاتا ہے کہ اگر عامل دعوت کسی ناراضگی یا تلخی کے باعث کسی ملک یا سلطنت کی تباہی کے درپے ہو وہ دو گنا سورہ مزمل پڑھ کر یہ تباہی پھیلادیتا ہے۔ اور پھر وہ

ملک قیامت تک دوبارہ آبادی نہیں ہو سکتا۔ اگر وہی عامل دعوت کسی ملک کی آبادی اور عمرانیت کے لیے دعوت پڑھے تو اس طرح کا ملک تا قیامت ہر طرح کے شر اور آفات سلائی سے محفوظ و مامون ہی رہتا ہے۔

فرحت ازلی اور فیض فضلی: اے لوگو! مومن مسلمان سدا ازلی فرحت الروح اور فیض فضلی کے مراتب پر فائز رہتا ہے۔ اس کی زندگی ہی میں اس کا بدن نورانی ہو چکا ہوتا ہے۔ بلکہ حالت ممات میں بھی اس کی قبر نورانی رہنے لگتی ہے۔ اس کا وجود ظاہر و باطن مغفور ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے تمام غم اور درد دور کر دیتا ہے۔

واضح رہے کہ بعض لوگ سلاہ لوح انسانوں کو نفس خبیث اور ابلیس شیطان کے پیچھے میں ڈال کر ان سے گناہ کرواتے رہتے ہیں۔ اس طرح وہ دونوں مفت میں عذاب کملنے پر لگے رہتے ہیں۔ ان راہوں میں ایسے لوگوں کے لیے رسوائی اور خرابی بسیار ہوتی ہے۔ اس درجے پر گھٹیا لوگوں کی کسی بھی طرح کی عبادت درجہ قبولیت حاصل نہیں کر سکتی، وہ سدا زانندہ درگاہ اور ناپسندیدہ حق رہتے ہیں۔

سائل کی نگاہ: اے سلاہ دل لوگو! حماقتوں سے دور رہو۔ صرف مرشد عارف کو طلب کرو۔ سائل تو ہر طرح کی راہوں سے باخبر اور واقف ہوتے ہیں۔ وہ تو ایک نگاہ ہی میں کئی مقامات طے کر دیتے ہیں۔ وہ زندگی میں بھی نفس اور شیطان لعین کی حیلہ کاریوں سے بندے کو بچائے رکھتے ہیں۔ وہ حالت ممات میں بھی مراتب حضوری اور درجات اعلیٰ پر فائز ہوتے ہیں۔

خلق	داند	زیر	خاکش	در	قبر
در	قبر	شد	قرب	اللہ	سر بسر
بے	خلل	خلوت	قبر	با	رب
در میان	کس	نگہ بند	حق	انہیں	

نیت آں جائے فرشتہ جز بذات  
در ممت یافتند دائم حیات  
در قبر فتنہ است وحدت حق بخور  
در قبر حق یافت حق باحق حضور

اے لوگو جس طرح قبلہ گاہ کا ہر ایک پتھر اس لائق نہیں ہوتا کہ وہ سجدہ گاہ بن سکے۔ اسی طرح ہر کسوٹی محکم کا کام نہیں دے سکتی۔ ہر پتھر پارس نہیں ہو سکتا۔ ہر پتھر اپنی سختی کے باوصف ہیروہ یا قوت نہیں ہوتا۔ بس اسی طرح ہر انسان کا وجود معرفت حق اور وصال الہی کے ہرگز لائق نہیں ہوتا۔ ہر سر کی کہاں یہ حیثیت ہوتی ہے کہ اس پر تاج سجایا جاسکے اور ہر دل بھی اس لائق نہیں ہوتا کہ اس میں اللہ کے بے بہا خزانے سما سکیں۔ ہر پہاڑ اپنی حیثیت میں کوہ طور نہیں ہے اور ہر انسان اپنے عمل میں مثل موسیٰ نہیں ہو سکتا اور اللہ کا ہر بندہ اپنے طور پر درجہ کلیم اللہ حاصل نہیں کر سکتا۔

فقیر کا وجود: اے لوگو! دل کو بڑی اہمیت اور قدر و منزلت حاصل ہوتی ہے۔ ہر دل پر محبت اپنا اثر نہیں دکھاتی۔ لیکن صرف فقیر کا وجود ہر اعتبار سے کامل ہوتا ہے۔ وہ فانی اللہ رہنے والا ہوتا ہے۔ اس کے اندر ہر طرح کے علم حکمت کے معانی موجود ہوتے ہیں۔ اس نے تو ہر طرح کے مناصب اور مراتب فانی اللہ ہو کر پالے ہوتے ہیں۔ تزکیہ نفس و قلب، تصفیہ روح، تجلی روح اور تجلی سر سے وہ فیض یاب ہوتا ہے۔ اٹھارہ ہزار عوالم کے تمام ذی ارواح کی روحوں سے وہ ہم کلام ہو سکتا ہے۔ اللہ کے تمام خزانے اس کی دسترس اور قبضہ میں ہوتے ہیں۔

ابتدا اور انتہا: عارف باللہ بڑے رتبے والے ہوتے ہیں۔ انہیں اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت دونوں میں لایمتنع کر دیتا ہے۔ اسے ابتدا اور انتہا تک پہنچانے کے کلی اختیارات حاصل ہوتے ہیں۔ گویا اس کی ابتدا نور ہے اور انتہا فانی الرسول ہے۔ ماضی حال اور

مستقبل اس کے سامنے ہاتھ کی لکیروں کی طرح واضح ہوتے ہیں۔ تمام موکل اس کے پیش خدمت رہتے ہیں۔ اسے ہر طرح کے سعد اور غص کی خبر ہوتی ہے۔ نیک و بد پر اس کی نظر رہتی ہے۔

فقیر اپنی حالت اور کیفیت میں اہل حضور ہوتا ہے۔ اس حضوری کی بڑی برکات اور فضیلتیں ہیں۔ اس کی کوئی خواہش یا مطلب ملتوی نہیں ہو سکتا۔ اس طرح کے فقیر تمام طالبوں کو ایک ہی توجہ سے حاضر حضوری کر دینے پر قادر ہوتے ہیں۔ یہ فقیر بڑے ہی صاحب حشم اور قوت والے ہوتے ہیں۔ وہ تو سدا اللہ تعالیٰ ہی کے حضور میں رہتے ہیں۔ ان کی لوح محفوظ پر بھی باقائدہ نظر رہتی ہے۔

ہر کراہند حضوری ہر دوام  
ہم سخن شد با مع اللہ ہر کلام  
نظر آں را بر نظر ناظر خدا  
راہ ناظر ایں بود ال از جا

یہ تو فقیر کے صرف ابتدائی مراتب ہوتے ہیں

کامل عالم ہم عالم باطن نظر  
لائق تلقین تعلیم و خضر  
ایں شرافت شرف امت مصطفیٰ  
واقف اسرار گردو از الہ

شریعت محمدی کے کرشمات: تمام علوم اللہ کی جانب سے ہیں اور ان کا منبع قرآن مجید ہے۔ ہر طرح کا علم آغاز میں بحوالہ وجود ہوتا ہے۔ پھر اس سے روحانی واسطہ اور قلبی ربط پیدا ہو جاتا ہے۔

پھر علم سے نور پیدا ہوتا ہے اور اس سے اعضا نورانی ہونے لگتے ہیں۔ پھر علم

سے غلبہ حاصل ہوتا ہے۔ بعد ازاں علم ہی قیوم اور جمیعت کا حصول ہے۔ لیکن یہ سارے مراتب اور کرشمات شریعت محمدی کے باعث ہی ہیں۔

رفت ذکر و رفت فکر رفت مذکور و حضور  
نور را از نور یابم غرق فی التوحید نور  
اللہ تعالیٰ کے نزدیک صاحب ہدایت لوگوں کا بڑا مرتبہ ہوتا ہے۔ اور اس ہدایت کے مراتب عظیم ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ”وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ تَبَعَ الْهَدٰی“ (جس نے ہدایت کی پیروی کی اس پر سلام ہو)۔

غرق فی التوحید شو آخر چہ سود  
چوں حباب در آب شد وحدت بود  
ہر کہ از خود گشت قلبی بانظر  
در میان مرد مل باشد خضر

طالب صلوٰۃ اور مرشد کامل: اے لوگو! مرشد کی تمام تر عملیات دراصل طالب کے ذوق و شوق، جذبہ اور ارادت کی صداقت کے حوالے سے ہوتی ہیں۔ اس لیے جو طالب صاحب استقامت ہوتا ہے۔ اور وہ جان تک قربان کرنے کے لیے تیار ہوتا ہے۔ ایسے ہی طالب صلوٰۃ کو مرشد کامل فوری طور پر حضوری میں پہنچاتا ہے۔ کیونکہ کامل انسان کا تو ایک بھی قدم نہیں ہٹتا اس کے لیے جمیعت ہوتی ہے۔

ذکر و فکر بگزارد در ہر مقام  
دیدہ با دیدار بکشاید تمام  
دیدہ با دیدہ تر بیدار تر  
بانظر ہر گز نہ بیند سم و زر  
لذت دیدار بہ دیدار ہو

دوستی دیدار بہ دیدار وہ  
دوستی دیدار در چشم بند  
دادہ دیدار مارا بر دوام  
دیدہ با دیدار بیند بر دوام  
باہور خبر بیداری نداند پنج راہ  
دیدہ با دیدار شد وحدت الہ

قلبی تصدیق: اے لوگو! کلمہ طیبہ کا محض پڑھ لینا ہی کافی نہیں ہوتا ہے۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا زبانی اقرار اس وقت تک بے معنی ہے۔ جب تک اس پر قلب کی جانب سے تصدیق نہ کی جائے۔ اقرار باللسان اور تصدیق بالقلب یک ہی ہوتی ہے۔ زبانی تصدیق تو ہر شخص کر لیتا ہے لیکن دل سے تصدیق کرنے والے بہت کم ہوتے ہیں۔

زبانی اقرار کے ساتھ ساتھ تصدیق بالقلب کرنے والوں کی پہچان یہ ہوتی ہے کہ وہ سدا مشرف بہ دیدار رہتا ہے۔ وہ علم دیدار سے فیض یاب ہوتے ہیں۔ کوئی بندہ چاہے ساری عمر عبادات اور ریاضتیں کرتا رہے، ذکر و فکر میں ہمیشہ ڈوبا رہے۔ وہ اس وقت تک مشرف بہ دیدار حق نہیں ہو سکتا۔ جب تک وہ قلب کے ساتھ اسم اللہ ذات کی تصدیق نہ کرے۔ فقیر لوگ پہلے ہی روز علم تصدیق اور علم دیدار کا سبق پڑھ لیتے ہیں۔ اور درحقیقت وہی لوگ حقیقی مومن اور سچے مسلمان ہوتے ہیں۔

نہ آنجا نفس و قلب و روح دانی  
فنا فی الذات وحدت لا مکانی

علم دیدار

اور یہ علم دیدار کا مطالعہ یونہی میسر نہیں آ جاتا۔ اس کے لیے عین بہ عین علم تو اللہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور یہ مراتب تو باعین عینی ہوتے ہیں۔

بے سر بینم خدا را بے زبانم ہم سخن  
معرفت توحید ایں است نیم راز ہم آواز کن

اے لوگو! یہ علم دیدار دراصل تعلیم و تلقین ہی پر مدار کرتا ہے اور یہ مراسم توفیق ایزدی سے ہوتا ہے۔ توفیق حاصل ہونے کے بعد انسان حق شناس ہو جاتا ہے اور وہ سدا حق ہی کے سامنے رہتا ہے۔ اے لوگو! اہل حق کو لے لو اور دیگر بدعتوں کو چھوڑ دو۔

اسی طرح مرشد کامل اور مرشد ناقص بھی اپنے اپنے مراتب پر اپنی پہچان کراتے ہیں۔ دونوں کو ان کی توفیق سے بھی پہچانا جاسکتا ہے۔ کامل مرشد تو معرفت اور توحید الہی کے بحرِ ذخار کو بھی با آسانی پی جاتے ہیں لیکن مرشد ناقص لاف زن اور خود فروش ہوتا ہے۔ کامل مرشد تو طالب حق کو یکبارگی مشرف بہ دیدار کرا دیتا ہے اور فوراً ہی بندے کو حضوری میں پہنچا دیتا ہے۔ وہ صادق طالب کو مشکلات، مراقبوں اور ذکر و فکر کی پرہیز وادیوں میں غلطان نہیں ہونے دیتا بلکہ فوری طور پر منزل مراد تک پہنچا دیتا ہے۔ لیکن مرشد کامل کے برعکس مرشد ناقص تو اپنے طالب کو گمراہیوں میں ڈال دیتا ہے۔ طالب کو ذکر و فکر، مراقبوں اور چلوں میں پھنسائے رکھتا ہے۔ اس طرح طالب دیوانہ وار مشقتوں میں لگا رہتا ہے۔ گویا اس طرح کا مرشد ناقص تو مصاحب ابلیس لعین ہوتا ہے۔ اس کا وجود ہی باعثِ جہالت و حماقت اور رذالت ہوتا ہے۔ لیکن مرشد کامل تو طالب صادق کو وہ تصور حقیقی بخش دیتا ہے کہ جس کے ذریعے سے طالب مشرف بہ لقاء ہو کر رہتا ہے۔

**مراتب بالیقین ہیں:** مرشد کامل اپنے طالب صادق کو ایک تصور عنایت کرتا ہے اور پھر بندہ اس سے نور دیدار میں غرق ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد فنا فی اللہ ہو کر حاضر حضوری ہو جاتا ہے، اس لیے طالب پر بھی یہ فرض عین ہوتا ہے کہ وہ دیدار حق سے مشرف ہونے کا بالیقین ایمان رکھے۔ مرشد کامل کو وہ غلت کرنے کی شکایت یا سفارش نہ کرے لیکن جو مرشد کامل خود مشرف بہ دیدار اور معرفت سے فیض یاب ہوتا ہے وہ تو پہلے ہی روز طالب کو معرفت حق اور لقاء الہی سے فیض یاب کر دیتا ہے۔

اس پس منظر میں مرشد کامل کے لیے بھی ضروری ہوتا ہے کہ وہ طالب اللہ کو جب تلقین کرے تو جلد ہی اولیائے اللہ کے مراتب اور خطابات عطا کرے۔ طالب اللہ کو لقاء حق سے مشرف کر کے اسے دنیا و آخرت کے لیے وجودی بقا واصل کر دے۔ ان

صفات و درجات سے محروم مرشد تو باطنی تحقیق سے بھی علوی ہوتا ہے۔ اس لیے ایسے مرشد خود ساختہ کو چاہیے کہ وہ طالب کو تلقین نہ کرے۔

نامرد مرشدے نماید ذکر راہ

مرد مرشدے رساند بال

**کامل مرشد غنی ہے:** مرشد کامل تو اپنی حیثیت میں خود صاحب تعارف خزانہ ہوتا ہے۔ وہ تو ہر روز کروڑوں زیرِ مرین اللہ کی راہ میں وسے دیتا ہے۔ جو مرشد اس سطح پر نہیں ہوتا وہ مرشد ناقص ہے۔ اس کی تلقین و تسہیل سب اکارت ہے بلکہ اسے تو یہ حق ہی حاصل نہیں ہے کہ وہ منصب تلقین پر براجمان رہے۔

جو طالب صادق ہے وہ مرشد کامل کی خدمت میں روز و شب اور مہ و سال کی شمار نہیں کرتا۔ اس کے لیے ضروری یہ ہوتا ہے کہ طالب صادق صرف اپنے مرشد ہی کی رضامندی کے ساتھ راضی رہے۔ اور یہ بھی حقیقت ہے کہ طالب صادق کا ظاہر و باطن یکساں ہو۔ بلکہ طالب صادق تو اپنے مرشد کامل سے یک جان و یک وجود اور یک حال ہوتا ہے۔ لیکن اگر طالب کسی طرح کے تکبر یا غرور کا اظہار کرے تو وہ معرفت اور حضوری حق سے روز بہ روز دور ہوتا جاتا ہے۔

**باطن کی اقسام:** اے لوگو اس امر کو جان لو کہ باطن دو قسم کا ہوتا ہے۔ اول باطن صورت اور دوسرا باطن قرب الہی۔ باطن صورت تو وہم و خیال ہے۔ اس میں بحوالہ وہم و خیال سوال جواب ہیں۔ لیکن اسے احمق طالب اپنے طور پر صحیح باطن تصور کرتے ہیں حالانکہ یہ محض وہم و خیال ہوتا ہے۔ اس میں سراسر خدشہ اور زوال ہی پنہاں رہتا ہے۔

قرب الہی والا باطن بے حجاب جواب باصواب حاصل کرنے والا ہوتا ہے۔ اس میں مجلس نبویؐ میں سے حصول و وصول ہے۔ وصال اور قرب حق میسر آتا ہے۔ اس میں حضوری مدام ہوتی ہے۔ اور یہ مراتب اکثر قرب الہی والے فقیر کے ہوتے ہیں جس کا وجود نور ہو چکا ہوتا ہے۔ قرب الہی میں ہی اس کے لیے سوال و جواب ہوتے ہیں۔ ایسے لوگ جو خاص ہیں وہ ظاہری آنکھوں اور وجود سے دنیا اور دنیا کے لوگوں میں رہتے ہیں لیکن وہ

بہ باطن لاہوت ولامکان کی سیاحت پر ہوتے ہیں۔ ایسے صاحب مرتبہ لوگ اگر خواب میں بھی کچھ عنایت فرماتا چاہیں تو وہ سب کچھ کرنے پر قادر ہوتے ہیں۔ انہوں نے اسم اللہ ذات کے تصور سے روحانیت قیور پر تصرف حاصل کر رکھا ہوتا ہے۔

**سوال کرتا:** اے لوگو! سوال کرنا ایک بہت بڑا مرحلہ ہوتا ہے۔ عقل والے لوگ سوال کرنے سے سدا اجتناب ہی کرتے ہیں، اور وہ سوال کو باعث عار سمجھتے ہیں۔ صوفیا کرام سوال کرنے میں حجاب اور لاج محسوس کرتے ہیں۔ اسی لیے کہ سوال تو لوگوں کو معرفت سے دور اور وصال الہی سے محروم کر دیتا ہے۔ بندے کو چاہیے کہ اس نے چاہے صدیاں عبادت و ریاضت میں گزار دی ہو وہ سوال کرنے سے بچا رہے۔ لیکن وہ لوگ قرب الہی میں ہوتے ہیں۔ ان کے سوال تو با صواب ہوتے ہیں۔ وہ خود بھی اکمل ہوتے ہیں۔ اکمل لوگوں کو کسی بات کا خوف اور خدشہ نہیں ہوتا کیونکہ وہ جس مقام پر ہوتے ہیں وہ بہت بڑا درجہ ہوتا ہے۔

مکن عاجزی بروز کس سوال  
وصال تو بہتر بود از زر و مال

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ”اما السائل فلا تنهر“ یعنی سائل کو نہ جھڑکو، بعض لوگوں کا سوال سراسر ثواب اور تحقیق کی رو سے ہوتا ہے۔ اسی طرح بعض لوگوں کا علانہ یہ نفس و ہم و خیال ہوتا ہے۔ اس میں سراسر خدشہ اور زوال ہی پنہاں رہتا ہے۔

قرب الہی والا باطن بے حجاب جواب با صواب حاصل کرنے والا ہوتا ہے۔ اس میں مجلس نبویؐ میں سے حصول و وصول ہے۔ وصال اور قرب حق میسر آتا ہے۔ اس میں حضوری مدام ہوتی ہے۔ اور یہ مراتب اکثر قرب الہی والے فقیر کے ہوتے ہیں جس کا وجود نور ہو چکا ہوتا ہے۔ قرب الہی میں ہی اس کے لیے سوال و جواب ہوتے ہیں۔ ایسے لوگ جو خاص ہیں وہ ظاہری آنکھوں اور وجود سے دنیا اور دنیا کے لوگوں میں رہتے ہیں لیکن وہ بہ باطن لاہوت ولامکان کی سیاحت پر ہوتے ہیں۔ ایسے صاحب مرتبہ لوگ اگر خواب میں بھی کچھ عنایت فرماتا چاہیں تو وہ سب کچھ کرنے پر قادر ہوتے ہیں۔ انہوں نے اسم اللہ

ذات کے تصور سے روحانیت قیور پر تصرف حاصل کر رکھا ہوتا ہے۔

**سوال کرتا:** اے لوگو! سوال کرنا ایک بہت بڑا مرحلہ ہوتا ہے۔ عقل والے لوگ سوال کرنے سے سدا اجتناب ہی کرتے ہیں، اور وہ سوال کو باعث عار سمجھتے ہیں۔ صوفیا کرام سوال کرنے میں حجاب اور لاج محسوس کرتے ہیں۔ اسی لیے کہ سوال تو لوگوں کو معرفت سے دور اور وصال الہی سے محروم کر دیتا ہے۔ بندے کو چاہیے کہ اس نے چاہے صدیاں عبادت و ریاضت میں گزار دی ہو وہ سوال کرنے سے بچا رہے۔ لیکن وہ لوگ قرب الہی میں ہوتے ہیں۔ ان کے سوال تو با صواب ہوتے ہیں۔ وہ خود بھی اکمل ہوتے ہیں۔ اکمل لوگوں کو کسی بات کا خوف اور خدشہ نہیں ہوتا کیونکہ وہ جس مقام پر ہوتے ہیں وہ بہت بڑا درجہ ہوتا ہے۔

مکن عاجزی بروز کس سوال  
وصال تو بہتر بود از زر و مال

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ”اما السائل فلا تنهر“ یعنی سائل کو نہ جھڑکو، بعض لوگوں کا سوال سراسر ثواب اور تحقیق کی رو سے ہوتا ہے۔ اسی طرح بعض لوگوں کا سوال صریحاً گناہ اور بے دینی کے باعث برا اور باعث فساد و فتنہ ہوتا ہے۔

درجہ فقیر: سوال چار قسم کا ہوتا ہے۔ یہ چار قسمیں نفسی سوال، ربانی سوال، روحی سوال اور سری سوال ہیں۔ فقیر ان سوالات سے پاک اور برا ہوتا ہے۔ وہ سوال کرنے کی ندامت سے بچا ہی رہتا ہے۔ فقیر کو تو سب سے پہلے عنایت ہی کا درجہ ملتا ہے۔ اس لیے وہ سوال کرنے سے بے نیاز ہو چکا ہوتا ہے اس درجے پر پہنچنے کے بعد ہی فقیر اختیاری طور پر درجہ فقیر میں داخل ہوتا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ فقیر کو اپنے تمام خزانوں پر کلی تصرف بخش دیتا ہے۔ سب ظاہر و باطن کی عنایت اللہ اسے عنایت کر دیتا ہے۔ یہ مراتب فقر کے ہیں اور تمام لوگ فقر کے ان مراتب سے واقف نہیں ہیں۔

انہی درجات اور مراتب کے باعث ہی حضور نبی اکرم ﷺ نے فقر کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے کہ ”الفقر فخری و الفقر منی“ یعنی فقیر تو میرا فخر ہے اور وہ

ہر کہ از خود گم شد یاد خدا  
نیت آنجا ذکر فکر و خل و جا  
بے مثل را مثل بست کے شود  
ہر کہ بند و مثل آن کافر شود

فرمان الہی اس طرح سے ہے کہ ”واذکر ربک اذا نسیت“ اے لوگو! تم

اپنے رب کو اس وقت یاد کرو جب تم سب کچھ بھول جاؤ۔

**چار اولین مراتب:** اے لوگو! مرشد کامل وہ ہوتا ہے جو پہلے ہی روز اللہ کے طالب کو تلقین کرنے کے ساتھ ہی چار مرتبے عنایت کر دے۔ ان چار مرتبوں میں پہلا حضور پر نورؐ سے پیغام لانا ہے۔ دوسرا مرتبہ صاحب نظر عارف نظر باعیاں بنانا ہے۔ تیسرا مرتبہ ظاہری اور باطنی مراتب کا حصول اور حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات سے مشرف کرنا اور پھر چوتھا مرتبہ ادنیٰ الامر کے مراتب کو کلی طور پر بخشا ہوتا ہے۔ اس لیے جو مرشد اپنے طالب حق کو ان مراتب سے محروم رکھتا ہے، اور اس کے بجائے بے جاستقوتوں اور مجاہدوں میں سرگرداں رکھتا ہے۔ وہ صریحاً ناقص اور خام کار ہے۔ ایسے مرشد کو معرفت کی یکسر خبر ہی ہوتی، وہ توحید الہی سے بھی لاکھوں میل دور ہوتا ہے۔ اور پھر ایسے ناقص مرشد کا مرید اور طالب بمنزلہ لگے اور گدھا ہے۔

**مراتب نعم البدل:** نعم البدل کا علم بندے پر اللہ تعالیٰ کا فیض اور فضل ازلی ہوتا ہے۔ اس کے باعث بندے کے لیے معرفت الہی بھی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فضل و فیض اور معرفت حق ایک دوسرے سے تبدیل ہو سکتے ہیں۔

نعم البدل کل پانچ ہیں۔ یہ سب بھی ایک دوسرے کے نعم البدل ہوتے ہیں۔ ان پانچوں کے نام نعم البدل ازل، نعم البدل عقبی، نعم البدل، فنا نعم البدل بقا اور نعم البدل لقا ہیں۔ جسے یہ پانچوں حاصل ہو جاتے ہیں، وہ خود لازوال، لاریجعت اور لاسلب ہو جاتا ہے۔ اس کے لیے عرفان، قرب اور وصال لازم ہو جاتے ہیں۔ جو عارف ہوتا ہے وہ ان نعم البدل کو صاف صاف دکھا سکتا ہے۔ وہ بر نعم البدل کے معنی کو بھی منکشف اور حل کر دیتا ہے۔ وہ تو خود کئی علوم کا عالم ہوتا ہے۔

**شرف انسانیت:** یعنی علم الانسان مالم یعلم یعنی اللہ تعالیٰ نے انسان کو وہ کچھ سکھایا جسے وہ نہیں جانتا تھا۔ گویا اللہ تعالیٰ نے بندے کو لاتعداد علوم دے کر اشرف، کامل اور مکمل بشر بنا دیا۔ اور پھر اس کے لیے کہا گیا کہ ”انی جاعل فی الارض خلیفہ“ بے شک میں زمین پر اپنا خلیفہ بنانے والا ہوں۔ اور وہ ان لوگوں کے لیے رہبر اور رہنما ہو گا جو ”ہدی للمتقین الذین یومنون بالغیب“ اور یہ ان متقی (پرہیزگار لوگوں) کے لیے سراسر ہدایت ہے، جو غیب پر ایمان لاتے ہیں۔ یہ تمام مراحل اللہ کی جانب سے اس کے بندے اور انسان کے لیے ہیں جو ہر صورت اشرف المخلوقات ہے۔ اور یہی شرف انسانیت ہے۔

مرشد کامل کی مرضی اور فضاء کے ساتھ تائید ایزدی کے حوالے سے اللہ کے صادق طالب کو مرشد پہلے ہی روز گویا حضرت رابعہ بصری اور حضرت سلطان بایزید کے درجے پر پہنچا دیتا ہے۔ اس کا باعث یہ ہے کہ اسم اللہ ذات کے تصور سے تصورات کے بعد دیگر ساتوں تصرف، ساتوں توجہ، ساتوں تفکر، ساتوں قسم کی محبت کی آتش اور آگ کی تپش، ساتوں قسم کی حدت اور گرمی نور، قرب حضور الہی اور جمیعت کے ساتوں خزانے اور ساتوں علوم، کہ جن میں سے ہر ایک علم میں ستر ستر ہزار مزید علوم ہوتے ہیں، سب کے سب کلی اور جزوی طور پر حاصل ہو جاتے ہیں۔ ان سب برکات و فیوض کی بدولت بندہ نور حق میں مستغرق رہتا ہے۔ اس کے لیے قبور کے روحانیوں کے ساتھ روبرو ملاقات ہوتی ہے۔ اس کا ہر مشاہدہ بلا مجاہدہ ہوتا ہے۔ اسے مشکلات اور ریاستوں میں پڑنے کی ہرگز ضرورت ہی نہیں ہوتی۔

**طالب صادق کے لیے:** مرشد کامل کے وسیلہ سے طالب صادق کے لیے محبت کے بدلے میں بلا محنت محبت ہے۔ اسے ہر راز بغیر کسی محنت اور ریاضت کے میسر آ جاتا ہے۔ اس کے سامنے سراسر ارے بے حجاب ظاہر ہونے لگتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کے قلب کو زندہ اور نفس کو مردہ اور غلام کر دیتا ہے۔ اس بندے کے سامنے نفس کی حیثیت ایک ادنیٰ قیدی سے بھی کم ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس بندے کو روحانی فرحت سے فیض یاب رکھتا ہے۔ اس کو اللہ تبارک و تعالیٰ ہر خزانہ بے رنج و غم اور کسی انتظار کے بغیر ہی بخش دیتا ہے۔

وہ اللہ کا طالب جو سچا اور صادق ہوتا ہے۔ استقامت کے ساتھ اقبال پختہ کا جو مالک ہوتا ہے، اللہ تبارک و تعالیٰ مرشد کامل کی وساطت سے پانچ دن میں یہ تمام مراتب بخش دیتا ہے۔ کیونکہ جسے اسم اللہ ذات کے حاضرات کا سبق پڑھایا جاتا ہے، اس سے اللہ تعالیٰ اس سے سی چیز کو اور کسی امر کو مخفی نہیں رکھتا۔

اسم اللہ ذات کے سبق: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ گویا اسم اللہ ذات کا پہلا ہی سبق بندے کو مظاہرہ ازل کی سیر کلی کا تماشا دکھا دیتا ہے۔ ابد بھی اس کے سامنے ظاہر اور عیاں ہوتا ہے۔ لیکن خوف، رجعت یا تنزیل کے خدشات تو ان لوگوں کو لاحق ہوتے ہیں جو حرص، حسد، خود پسندی اور ہوائے نفس اور خواہشات دنیاوی کے طلب گار ہوتے ہیں۔ اسم اللہ ذات کے دوسرے سبق میں تماشائے ابد اور تماشائے ازل ہے اور تیسرے سبق سے بندے کو اللہ تعالیٰ تمام ذراتوں کے کلی و جزوی سمج کی سیر کرا کے اس کے تصرف میں دے دیتا ہے۔ ان عنایات اور غنایات بے بہا کے باعث اللہ کے طالب صادق کا دل اس دنیا سے بھر جاتا ہے۔ گویا پھر وہ اس دنیائے دوں پر کبھی بھول کر بھی نگاہ نہیں کرتا۔

اسم اللہ ذات کے چوتھے سبق سے عقبنی کا تماشا اور حور و قصور اس کے سامنے ہوتے ہیں۔ پھر پانچویں سبق سے معرفت باللہ، قرب اور حصول توحید الہی کی سیر ہوتی ہے۔ گویا اس کے لیے تمام ناسوتی اور تقلیدی مراتب سب ترک اور دور ہو جاتے ہیں۔ اس کے بعد کلمہ طیبہ ”لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ“ آیات کلام اللہ، اسماء الحسنیٰ اور تیس حروف کے تکسیری معانی اور سب حاضرات کے ذریعے سے انبیائے عظام، اولیائے کرام، ملائکہ اور فرشتوں کی روحوں کے ساتھ اس بندے کو ملاقات کا شرف بخشا جاتا ہے۔ یہ تمام اللہ تبارک و تعالیٰ کی رحمتوں اور برکتوں بھرے اعلیٰ مناصب اور عظیم مراتب ہیں اور ان سب کے حصول کا واحد ذریعہ اسم اللہ ذات کا تصور ہے۔